Title - QAUL FAISAL.
Creator - Abul Kalaam Azad.
Publisher - Khalid Book Dipo (Lahore)
Date - 1966.
Pages - 157.
Subjects - Azad, Abul Kalaam - Sawaneh; Tarkeeb Azadi Hind - Azad, Abul Kalaam

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

رسالہ
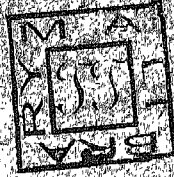
قول فیصل

یعنی

مولانا ابو الکلام مدظلہ کا بیان جو انہون نے گورنمنٹ کے استغاثہ کے جواب مین تحریر کیا

اور جو

خلافت وسوارج کے اسباب و مقاصد اور ملک کے قومی و مذہبی فرائض پر سب سے بہتر اور مستند بیان ہے

مع رُوداد گرفتاری و مقدمہ

کسی حال مین بھی جائز نہین رکھتا کہ مسلمان آزادی کھو کر زندگی بسر کرین۔ اُنھین مرجانا چاہیئے یا آزاد رہنا چاہیے۔ تیسری راہ اسلام مین کوئی نہین"

"یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ہے جس کی ترتیب مین ہم دونون یکسان طور پر مشغول ہین تمہارے
مین مجسٹریٹ کی کرسی آئی ہے، اور ہمارے حصے مین یہ مجرمون کا کٹھرا۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ اس کام کی تکمیل کیلیے
کرسی بھی اُتنی ہی ضروری ہے جسقدر یہ کٹھرا۔ آؤ، اس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردین۔ مورخ
انتظار مین ہے، اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔ ہمین جلد جلد یہان آنے دو، اور تم بھی جلد جلد فیصلہ
لکھتے رہو۔ ابھی کچھ دنون تک یہ کام جاری رہے گا۔ یہانتک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جاے۔ یہ
کے قانون کی عدالت ہے۔ وقت ہے۔ وہ فیصلہ لکھے گا، اور اُسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا"!

البلاغ پریس کلکتہ

ضروری

—*:*—

مطالعہ سے پہلے

—*[:*:]*—

چند مقامات میں چھاپے کی معمولی غلطیاں رہگئی ہیں۔ ا
پہلے آپ انہیں درست کرلیجیے ۔ پھر پڑھیے ۔ آپکو ہوری سی زحمت ضرور
لیکن مطالعہ کے وقت اشتباہ اور تردد سے بچی محفوظ ہوجائینگے ۔

صفحہ	سطر	غلط
۱۴	۱۲	کرمیل لا
۳۳	۱۳	رامع
۳۶	۲۰	خواہش کو
۳۹	۱۳	کوئی اہہی غلطی
۴۴	۱۲	لیکن
۴۷	۱۹	راضع
۴۷	۲۰	ے م
۴	۲۷	رامع
۴۹	۵	"اصطلاحات"
۴۹	۹	ایسی هی کے
۵۲	۲۳	جبرو تشدد کے ذریعہ
۵۵	۱۹	نہ کرنا
۶۶	۱۸	Massini

بنگال کے ایک مشہور ھندو جرنلسٹ اور پولیٹکل رھنما نے روئداد کے انگریزي ایڈیشن کیلیے جو تحریر بطور دیباچہ کے لکھي ھے' اُسي کا ترجمہ یہاں بطور اُردو دیباچہ کے درج کیا جاتا ھے - وہ لکھتے ھیں :

مولانا ابو الکلام کي گرفتاري اور مقدمہ کي یہ مختصر روئداد ھے' جو ملک کے اصرار و طلب سے سرسري طور پر مرتب کرکے شائع کي جاتي ھے - مقدمہ کي روئداد زیادہ تر مقامي اخبارات کي رپورٹوں اور ایسوشیئیٹڈ پریس کے تاروں سے نقل کي گئي ھے - بہت سے تفصیلات بخوف طوالت نظر انداز کردي گئیں - اثناء مقدمہ میں عدالت سے باھر جو واقعات ظہور میں آے اور جن میں سے اکثر ایسے ھیں جو مولانا کي گرفتاري سے بہت قریبي تعلق رکھتے تھے' اُنکا بھي کچھہ ذکر نہیں کیا گیا ؛ کیونکہ روئداد مقدمہ کے موضوع سے وہ خارج تھے -

(فہرست مضامین)

اس مجموعہ میں' سب سے پہلے وہ " پیغـــام " درج ھے جو گرفتاري سے دو دن پہلے مولانا نے لکھکر اپنے کاغذات میں رکھدیا تھا اور گرفتاري کے بعد شائع ھوا - اُسکے بعد گرفتاري کي مختصر کیفیت درج ھے - پھر تاریخ وار تمام پیشیوں کي روئداد دي گئي ھے - اسکے بعد مولانا کا بیان ھے' جو اُنھوں نے عدالت کیلیے لکھا -

(۱) مولانا نے اپنے بیان کا عنوان اسی شعر کو رکھا ھے' جیسا کہ اُنکے مسودہ میں ھے - لیکن چونکہ بیان اسلیے لکھا گیا تھا کہ اُسکا انگریزي ترجمہ عدالت میں داخل کیا جاے' اسلیے ترجمہ کے وقت نکال دیا گیا -

فی الحقیقت اصل مقصود اس رسالہ کی ترتیب سے اُسي کي اشاعت ہے - آخر میں بطور ضمیمہ کے مولانا کا وہ مضمون بهي شامل کردیا ہے ' جو کلکتہ پہنچکر اُنہوں نے " پیغـام " میں شائع کیا تهـا ' اور جسمیں گورنمنٹ کے تازہ جبر و تشدد کے جواب میں ایک نئي مدافعانہ حرکت کي اپیل کي گئي تهی - ملـک نے اس اپیل کا جس جوش و مستعدي کے ساتهہ جواب دیا ' اور خصوصا بنگال میں جیسي یادگار اور غیر مسخر دفاعي پیش قدمي شروع هوئي ' وہ موجودہ تحریک کي تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار اور پر فخر کارنامہ ہے - اگر بدقسمتي سے اس فتح مندي کے تمام ثمرات یکایک ضائع نہ کردیے جاتے تو فی الحقیقت ملـک نے میدان کا پہلا مرحلہ جیت لیا تها ' اور قریب تها کہ ایک نیا کامیاب دور شروع هو جاے - چونکہ مولانا کي گرفتاري هي سے اس نئي حرکت کا سلسلہ شروع هوا ' اسلیے ضروري معلوم هوا کہ یہ مضمون بهي روئداد میں شامل کردیا جاے - پہلي دسمبر سنہ ۲۱ - سے ۱۱ - فروري تـک ملـک نے جو فتح مند دفاع کیا ہے ' وہ گویا اِسي دعوت کا عملي جواب تها -

(مولانا کي گرفتاري اور اُسکي نوعیت)

ملک کے مسلمہ لیڈروں میں سب سے آخري گرفتاري مولانا اور مسٹر سي - آر - داس کي هوئي - مسٹر داس کي گرفتاري بنگال کے مقامي حالات کا نتیجہ تهي - لیکن مولانا کا معاملہ اُنسے بالکل مختلف تها - اگر ۱۷ - نومبر کے بعد کے حالات پیش نہ آتے ' جب بهي اُنکي گرفتاري اٹل تهي ' اور هر صبح و شام متوقع تهي - گذشتہ ایک سال کے اندر شاید هي کسي نے اسقدر صاف صاف اور بے پردہ چیلنج گورنمنٹ کو دیا هوگا ' جیسا کہ مولانا نے دیا - مسئلۂ خلافت اور سوراج سے قطع نظر ' خاص طور پر بهي وہ برابر گورنمنٹ کو اپني گرفتاري کیلیے دعوت دیتے رہے ' اور اُنکا طرز عمل همیشہ آن کمپرو مائزنـگ رہا -

(گرفتاري کیلیے مسلسل دعوت)

مارچ سنہ ۲۱ - میں مہاتما گاندهي کے همراہ مولانا نے پنجاب کا تیسرا دورہ کیا - اُسوقت ضلع لاهور اور امرتسر میں سڈیشن میٹنگس ایکٹ نافذ تها - یعنی نہ تو کوئي پبلک جلسہ هوسکتا تها - نہ کوئي پبلک تقریر کي جاسکتي تهي - اسي لیے مہاتما جي نے بهي گجرانوالا جاکر تقریر کي - لاهور اور امرتسر میں کوئي تقریر نہیں کي - کیونکہ اُسوقت تـک قانوني خلاف ورزي کي اجازت

نہیں دی گئی تھی - لیکن مولانا نے صاف صاف کہدیا کہ اگرچہ اِسوقت اس قانون کی خلاف ورزی کرنے کا عام طور پر حکم نہیں دیا گیا ہے ، لیکن میرے لیے افضلیت (عزیمت) اِسی میں ہے کہ خلاف ورزی کروں ، اور سچائی کے اعلان سے باز نہ رہوں - جب میں افضل بات پر عمل کرسکتا ہوں تو کم مرتبہ طریقہ کے دامن میں کیوں پناہ لوں ؟ (۱) چنانچہ انہوں نے اعلان کردیا کہ جمعہ کے دن شاہی مسجد میں بیان کرینگے - بعض وزراء حکومت پنجاب نے مہاتما جی سے شکایت کی کہ مولانا کا طرز عمل آپ کے خلاف ہے - لیکن مہاتما جی نے کہا - بلا شبہ میں عام طور پر سول نس اوبیڈین کی اجازت کا مخالف ہوں ، لیکن ایسے ذمہ دار افراد کیلیے جیسے کہ مولانا ہیں ، ہر وقت اُسکا دروازہ کھلا ہے - چنانچہ جمعہ کے دن اُنہوں نے پہلے جمعہ کا خطبہ دیا - اُس کا موضوع بھی وقت ہی کے مسائل تھے - پھر نماز کے بعد صحن مسجد میں ترک موالات پر ایسی دل ہلا دینے والی تقریر کی جو ہمیشہ اہل لاہور کو یاد رہیگی - لاہور کے نیم سرکاری اینگلو انڈین آرگن " سول اینڈ ملیٹری " نے اس پر لکھا تھا کہ اس کارروائی کے ذریعہ علانیہ اہل پنجاب کو قانون شکنی کی دعوت دی گئی ہے - مسٹر گاندھی اپنے رفیق کو اس سے باز رکھنا ضروری نہیں سمجھتے - اگر گورنمنٹ پنجاب نے اس پر فوری کارروائی نہیں کی تو پنجاب کے نوان کو اپریٹرز کی جرأتیں بہت بڑھجائینگی - یہ بھی لکھا تھا کہ مارشل لا کے حکام نے شاہی مسجد کو اسی مجبوری سے بند کردیا تھا - اب سول حکام کو بھی اس پر غور کرنا چاہیے - اس نوٹ کی سرخی " صحن مسجد میں باغیانہ لکچر " تھا -

ایک ہفتہ کے بعد وہ امرتسر آئے - یہاں بھی تقریر ممنوع تھی - لیکن جامع مسجد میں انہوں نے خطبہ دیا - اور نماز کے بعد مکرر تقریر کی - اُسی وقت

---

(۱) مولانا نے اس موقعہ پر اسلام کی دو اصطلاحیں بولی ہونگی " رخصت " اور " عزیمت " - ہر نیک عمل میں ایک طریقہ رخصت کا ہوتا ہے ، اور ایک عزیمت کا - اہل عزائم ہمیشہ عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور رخصت کی آسانیوں کو عامۃ الناس کیلیے چھوڑ دیتے ہیں - یہی بات مولانا نے مضمون نگار سے بھی دہرائی ہوگی اور اسکا مطلب سمجھایا ہوگا - انہوں نے اسی کو اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے - رخصت اور عزیمۃ دعوۃ کا فرق مولانا نے " تذکرہ " میں خوب واضح کیا ہے -

وہ میل ٹرین سے لکھنؤ جارہے تھے - اسلیے دس پندرہ منٹ سے زائد نہ بول سکے -
تاہم انہوں نے صرف اسلیے تقریرکي تھي کہ گورنمنٹ پنجاب کو یہ کہنے کا موقعہ
باقي نہ رہے کہ جمعہ کا خطبہ معمولي تقریر نہیں ہے' جس کے ارتکاب سے سرکاري
آرڈرکي خلاف ورزي ہوئي ہو - پس عام بول چال کے مطابق جس تقریرکو
پولیٹکل تقریر کہہ سکتے ہیں' وہ بھي انہوں نے نماز کے بعد کردي اور گورنمنٹ کیلیے
کسي حیلے حوالے کي گنجائش باقي نہ چھوڑي !

مگر گورنمنٹ پنجاب نے بالکل تغافل کیا - گرفتار کرنے کي جرأت نہ کرسکي -
مولانا نے یہ واقعہ خود مجھسے بیان کیا تھا -

اُسکے بعد کرانچي خلافت کانفرنس کے رزولیوشن کی بنا پر علي برادرز اور
دیگر اصحاب کي گرفتاري عمل میں آئي - اُس موقعہ پر تو مولانا نے اپني گرفتاري
کیلیے یکے بعد دیگر ایسے شجاعانہ بلاوے دیے' کہ شاید ھي کوئي نظیر اسکي
ملسکے - علي برادران ۱۴ - اگست کو گرفتار کیے گئے' لیکن کلکتہ میں ۱۸ - کي
صبح کو خبر پہنچي - اُنہوں نے اُسي وقت ہالیڈے پارک میں جلسہ کے انعقاد کا
اشتہار دیا' اور شام کو بیس ہزار سے زیادہ کے مجمع میں تقریرکي - انہوں نے
کہا تھا :

" جس رزولیوشن کي بنا پر علي برادران گرفتار کیے گئے ہیں' وہ اسلام کا
ایک مانا ہوا اور مشہور معروف مسئلہ ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکا اعلان
کرے - وہ رزولیوشن در اصل میرا ھي طیار کیا ہوا ہے اور میري ھي صدارت میں
سب سے پہلے اسي کلکتہ کے ٹون ہال میں منظور ہوا ہے - میں اُس سے بھي زیادہ
تفصیل اور صفائي کے ساتھہ اسوقت اُسکے مضمون کا اعلان کرتا ہوں - یہ سي - آئي
ڈي کے رپورٹر بیٹھے ہیں اور میں اُنہیں کہتا ہوں کہ حرف بحرف قلمبند کرلیں -
اگر یہ جرم ہے تو گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسکا ارتکاب ہمیشہ جاري رہیگا "

اسکے بعد دھلي میں مرکزي جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹي کا جلسہ ہوا -
ان دونوں جلسوں میں بھي اُنہوں نے کرانچي رزولیوشن کو زیادہ صاف اور واضح
لفظوں میں پیش کیا - نیز ایک تجویز اس مضمون کي بھي پیش کی کہ "چونکہ
گورنمنٹ نے اس اسلامي حکم کي تبلیغ کو جرم قرار دیا ہے' اسلیے ہر مسلمان کا
فرض ہے کہ اب اسکے اعلان میں اپني جان لڑا دے' اور ہر مقام پر اس غرض سے جلسے
منعقد کیے جائیں - "

چنانچہ تمام ملک میں جلسوں کے انعقاد اور کرانچی رزو لیوشن کی تصدیق کا سلسلہ شروع ہوگیا - اور گورنمنٹ حیران و درماندہ ہوکر رہگئی !

پھر کرانچی ' بمبئی ' آگرہ ' لاہور وغیرہ مقامات میں بھی وہ برابر اس کا اعلان کرتے رہے - بمبئی ' آگرہ ' اور لاہور کی کانفرنسوں کے صدر بھی وہی تھے - آگرہ کی پراونشیل خلافت کانفرنس میں کرانچی رزولیوشن پیش کرتے ہوے انہوں نے جس طرح گورنمنٹ کو چیلنج دیا ' اُسے سنکر بڑے بڑے با ہمت اشخاص بھی دم بخود ہوگئے تھے اور فیصلہ کردیا تھا کہ صبح سے پہلے ہی وہ گرفتار کرلیے جائینگے !

علی برادرز کی گرفتاری کے بعد مہاتما گاندھی جی نے ہندو مسلمان لیڈروں کو بمبئی میں جمع کرکے ایک مینوفسٹو شائع کیا تھا - اس میں کرانچی رزو لیوشن کی اس بنا پر تائید کی تھی کہ موجودہ حالت میں سرکار کی سول اور فوجی ملازمت کو ملکی غیرت کے خلاف کہنا کوئی جرم نہیں ہے ' اور ایسا کہنا ایک جائز فعل ہے - اسپر اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ اس مینوفسٹو پر دستخط کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریگی - کیونکہ صرف اس خیال کو زبان سے ظاہر کردینا یا شائع کرنا جرم نہیں ہے - بلکہ عملاً سپاہیوں کو ورغلانا - اور اُنکو ترک ملازمت کی دعوت دینا جرم اور سازش ہے - کرانچی کا مقدمہ عملی اقدام کی بنا پر کیا گیا ہے - مجرد رزو لیوشن پاس کردینے کی بنا پر نہیں ہے -

یہ بات بہت سے کمزور دلوں کیلیے ایک حیلہ بن گئی - وہ کرانچی رزو لیوشن کا اعلان کرتے ' مگر " ایسا کرونگا " اور " ایسا ہونا چاہیے " وغیرہ الفاظ کے ساتھہ بولتے - بالفعل عمل کرنے پر زور نہ دیتے ' نہ اپنے عمل کرنے کا اظہار کرتے - لیکن مولانا نے یہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا - انہوں نے بمبئی ' آگرہ ' لاہور وغیرہ کی تقریروں اور اپنے تحریری اعلانات میں صاف صاف کہدیا کہ یہ صرف میرا اعتقاد یا زبانی اعلان ہی نہیں ہے ' اور نہ لیڈروں کے مینوفسٹو کی طرح صرف اس بات کے جواز کا مدعی ہوں - بلکہ دو سال سے اس پر عمل بھی کر رہا ہوں - آئندہ بھی کرونگا اور ہر شخص سے کہتا ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کرے - میں پوری جد و جہد کرونگا کہ ہر سپاہی تک اس پیغام حق کو پہنچا دوں -

بمبئی کی اُس میٹنگ میں میں بھی شریک تھا - مولانا نے میٹنگ میں بھی اپنی یہ راے ظاہر کردی تھی کہ مینوفسٹو کا مضمون ناکافی ہے اور صرف ایسا کہنے کے " جواز " کا اظہار کرنا حصول مقصد کیلیے سودمند نہیں - اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے عملاً ایسا کیا ہے اور ہمیشہ کرتا رہونگا -

ابتدا میں گورنمنٹ نے علي برادران اور انکے ساتھیوں کے بر خلاف صرف کرانچی رزو لیوشن کا الزام لگایا تھا - لیکن جب مولانا نے بار بار اعلان کیا کہ کرانچي رزو لیوشن خلافت اور جمعیت العلماء کي گذشتہ تجویزوں کا صرف اعادہ ھے - ورنہ سب سے پہلے خود انھوں نے ۲۹ - فروري سنہ ۲۰ - کو خلافت کانفرنس کلکتہ میں اسکا اعلان کیا ھے ' تو پھر گورنمنٹ بھي چونکي ' اور جونھي مقدمہ سشن کورٹ میں شروع ھوا ' سرکاري وکیل نے دعوے میں ترمیم کرکے کلکتہ کانفرنس کا رزو لیوشن بھي شامل کردیا - اسپر مولانا نے ایک برقي بیان فوراً تمام اخبارات میں شائع کرایا تھا - جسکي بے باک شجاعانہ اسپرٹ نہایت ھي عجیب و غریب تھي اور ھمیشہ ھندوستان کي تاریخ میں یادگار رھیگي - اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ صرف اتني ھي ترمیم سے سرکاري دعوا مکمل نہیں ھوسکتا - اور مرحلے بھي ابھي باقي ھیں :

" سب سے پہلے کلکتہ خلافت کانفرنس کیلیے یہ رزو لیوشن میں نے طیار کیا - خود اپني قلم سے لکھا ' اور میري ھي صدارت میں منظور ھوا - اسکے بعد دھلي میں جمعیۃ العلماء کا جلسہ ھوا اور میں نے اس رزو لیوشن پر بصورت فتوی کے دستخط کیا - پھر بریلي میں جمعیۃ کا جلسہ ھوا - اس کا بھي میں ھی صدر تھا ' اور صدارت کي طرف سے اس رزو لیوشن کو پیش کرکے منظور کرایا تھا - علاوہ بریں رسالۂ خلافت میں ایک خاص باب اس موضوع پر لکھہ چکا ھوں ' اور اسکي بے شمار کاپیاں تقسیم ھوچکي ھیں - پھر کلکتہ ' دھلي ' کرانچي ' بمبئي وغیرہ میں بھي میں نے ایسا ھي بیان کیا ھے - میں اس کا بھي اقرار کرتا ھوں کہ یہ صرف میرا زباني اظہار ھی نہ تھا بلکہ میں نے اس پر عمل بھي کیا ھے اور ھمیشہ لوگوں کو کہتا رھا ھوں کہ اسکي تبلیغ کرتے رھیں - اگر یہ " سازش " اور " اغوا " ھے تو مجھے اسکے ارتکاب کا ھزار مرتبہ اقرار ھے - گورنمنٹ کو چاھیے تھا کہ علي برادر سے پہلے (جنھوں نے صرف نقل و اعادہ کیا ھے) مجھپر مقدمہ چلاتي "

۳۰ - ستمبر سنہ ۲۱ - کو یہ بیان ملک کے تمام انگریزي اور ورنی کلر اخبارات میں شائع ھوگیا ' مگر گورنمنٹ کي جانب سے بالکل اغماض کیا گیا اور کوئي کارروائي اُنکے بر خلاف نہ کي گئي - یہ امر واقعہ ھے کہ تمام ملک کو اسپر سخت تعجب اور حیراني ھوئي تھي - جیساکہ اُنھوں نے اپنے " بیان " کي دفعہ ۲ - میں اشارہ کیا ھے -

یہ واقعہ علاوہ اُن بے شمار تقریروں اور کارروائیوں کے ھے ' جن میں وہ برابر بلا کسي ادنی تزلزل کے یکساں قول و فعل کے ساتھہ مشغول رھے -

Cf. p. 90 & p. 91
Certainly
Gama

پس اِن حالات میں اگر اسقدر توقف اور پس و پیش کے بعد گورنمنٹ نے اُنہیں گرفتار کیا ' تو جیسا کہ خود اُنہوں نے کہا ہے ' فی الحقیقت یہ کوئی خلاف توقع بات نہیں ہے ' اور اُنکی طرح ہمیں بھی اسپر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے -

(آخری دفاعی معرکہ)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی حکمت اُنکی گرفتاری سے بروقت ایک خاص کام لینا چاہتی تھی - اسیلیے تعجب انگیز طور پر اُنکی گرفتاری برابر ملتوی ہوتی رہی - اور پھر ٹھیک اُسی وقت ہوئی ' جبکہ تحریک کی نئی زندگی کیلیے اُسکی ضرورت تھی - اگر یہی واقعہ دسمبر سے پہلے ظہور میں آ جاتا ' تو وہ نتائج کیونکر حاصل ہوتے جو دسمبر کے بعد کے حالات ہی میں وجود پذیر ہوسکتے تھے ؟

۱۷ - نومبر کے بعد اچانک قومی تحریک جن حالات میں گھر گئی تھی ' اُسکا صرف اُنہی لوگوں کو اندازہ ہے جو تحریک کے اندرونی نظم و نسق میں دخل رکھتے ہیں - یہ وہ موقعہ تھا کہ ملک نہایت بے چینی کے ساتھہ کسی نئے اِقدام کا انتظار کر رہا تھا - سال کے اختتام میں (جو نوان کوا پریشن پروگرام کے نفاذ کی مجوزہ مدت تھی) صرف دو ماہ باقی رہگئے تھے ' اور ساری اُمیدوں کا مرکز مہاتما گاندھی جی کا یہ اعلان تھا کہ پہلی دسمبر سے وہ بردولی تعلقہ میں اجتماعی سول ڈس اوبیڈین شروع کردینگے - لیکن یکایک بمبئی میں پرنس آف ویلز کے ورود کے موقعہ پر شورش نمودار ہوئی ' اور اُس سے مہاتما گاندھی جی کے ذکی الحس قلب پر ایسا شدید اثر پڑا کہ اُنہوں نے نہ صرف بردولی کا کام ملتوی کردیا ' بلکہ پے درپے تین بیانات شائع کرکے اعلان کردیا کہ موجودہ حالات میں تحریک کی ناکامیابی کا ہمیں اعتراف کرلینا چاہیے !

اس اعلان نے تمام ملک میں افسردگی اور مایوسی کی ایک عام لہر دوڑا دی - قریب تھا کہ لوگوں کے دل بالکل ہی بیٹھہ جائیں - چنانچہ ۲۲ - نومبر کو جب کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا تو تمام ممبروں پر یاس و حسرت چھائی ہوئی تھی اور کچھہ نظر نہیں آتا تھا کہ تحریک کو زندہ رکھنے کیلیے کونسا فوری عمل اختیار کیا جاے ؟ مولانا اور مسٹر داس نے خود مجھسے واپسی کے بعد کہا تھا : " ہم بالکل تاریکی میں گھر گئے تھے " لیکن خدا کی رحمت نے فوراً چارہ سازی کی - جبکہ ۲۲ - نومبر کو بمبئی میں لوگ راہ عمل سونچ رہے تھے ' تو ٹھیک اُسی وقت گورنمنٹ کے نئے جبر و تشدد سے کلکتہ میں ایک نیا دروازۂ عمل کھل چکا تھا -

جونہی گورنمنٹ بنگال نے رضا کاروں کی جماعت اور مجالس کو خلاف قانون قرار دیا ' فوراً اہل کلکتہ نے ایک ہزار دستخطوں سے نئی جماعت رضا کاراں کا اعلان شائع کردیا - اسکے بعد مسٹر سي - آر - داس اور مولانا کلکتہ پہنچے ' اور اُنہوں نے معلوم کرلیا کہ فتح مندي کا اصلی میدان بنگال ھی میں گرم ھوگا - اُنہوں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی یا ورکینگ کمیٹی ' یا مہاتما گاندھي کی اجازت کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کیا ' بلکہ فوراً رضاکاروں کي تنظیم اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا - روزانہ چار چار پانچ پانچ سو گرفتاریوں کي تعداد پہنچ گئي - بنگال کي پیش قدمي نے دوسرے صوبوں پر بھي اثر ڈالا - نئي حرکت ھر طرف شروع ھوگئي ' اور اچانک ملک میں ایک ایسي نئي زندگي پیدا ھوگئي کہ لوگوں کو پچھلي افسردگي و مایوسی کا ایک گزرے ھوے خواب جتنا بھی خیال باقي نہ رہا -

خود مولانا کو بھي اس حقیقت کا پورا یقین تھا جیسا کہ اُنکے " پیغام " مورخہ ۸ - دسمبر سے واضح ھوتا ھے - علاوہ بریں ۴ - سے ۸ - تک اُنہوں نے جو خطوط لوگوں کو لکھے ' اُن میں بھي صاف صاف اپنا ارادہ اور یقین ظاھر کردیا ھے - ایک خط کي نقل ھمیں اُنکے سکریٹري سے ملي ھے ' جو مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء دھلي کے نام اُنہوں نے لکھوایا تھا - اُس میں لکھتے ھیں :

" بدایوں کے جلسہ (جمعیت) میں شرکت کا قطعي ارادہ تھا - لیکن یہاں پہنچکر جو حالات دیکھے ' اور جو حالات روز بروز ظہور پذیر ھو رھے ھیں ' اُن کے بعد بہت مشکل ھوگیا ھے کہ میں کلکتہ سے نکل سکوں - کلکتہ سے نکلنے کے یہ معني ھونگے کہ میں ایک بہترین مہلت عمل دیدہ و دانستہ ضائع کردوں - مجھے تو ایسا نظر آتا ھے کہ شاید سول ڈس اوبیڈین کا عقدہ یہیں حل ھوگا - روز بروز ایک نئي شاھراہ کامیابي کي میرے سامنے کھلتي جاتي ھے - یقین کیجیے کہ بدایوں کے جلسہ میں عدم شرکت کا مجھے بھي نہایت افسوس ھے - لیکن میں محسوس کرتا ھوں کہ بحالت موجودہ کلکتہ سے نکلنا کم از معصیت نہوگا "

واقعات ما بعد نے ثابت کردیا کہ اُنکا خیال کسقدر صحیح تھا ؟ فی الحقیقت کلکتہ نے پوري شجاعت کے ساتھہ میدان سر کیا اور اسکي کامیابي کے سامنے حریف کو علانیہ سرجھکانا پڑا - افسوس ھے کہ بدبختانہ عین وقت پر رھنمایان ملک کے قوت فیصلہ نے غلطی کي ' اور یکے بعد دیگرے ایسي لغزشیں ھوگئیں کہ ۱۸ - سے ۲۳ - دسمبر تک جو عظیم الشان فتح ھوئي تھي ' وھي اب شکست بنکر ھمارے سامنے آگئي ھے !

(مقدمه کي چند خصوصيات)

اب هم اُن بعض امور کي طرف ناظرين کو توجه دلانا چاهتے هيں جنکي وجه سے يه ساده اور مختصر مقدمه ملک کے بے شمار پوليٹکل مقدمات ميں ايک خاص اهميت رکهتا هے ' اور جن ميں همارے اخلاقي اور پوليٹکل زندگي کيليے نهايت هي قيمتي رهنمائي پوشيده هے :

(کامل صادقانه روش)

سب سے پہلے جو چيز همارے سامنے آتي هے ' وه مولانا کا مضبوط ' يک سو ' قطعي ' اور هر طرح کي دورنگيوں اور تذبذب آميز باتوں سے محفوظ کيرکٹر هے - يه اگرچه اُنکي پبلک لائف کے هر حصے ميں هميشه نماياں رها هے ' اور نظر بندي کي چار ساله زندگي ميں اچهي طرح هم اُس کا اندازه کرچکے هيں ' ليکن عدالت اور باقاعده چاره جوئي کي صورت نظر بندي سے بالکل ايک مختلف صورت هے - پہلے ميں کوئي موقعه اظهار برئت اور بحث و دلائل کا نهيں هوتا - دوسرے ميں سزا دهي کي بنياد هي بحث و دلائل اور ڈيفنس پر هوتي هے - پس در اصل ايک ليڈر کي روش اور استقامت کي اصلي آزمائش گاه عدالت هي کا هال هے -

اس حقيقت کو دونوں پہلوؤں سے جانچنا چاهيے - اس لحاظ سے بهي که عام طور پر ايک قومي رهنما اور سياسي ليڈر کي روش گرفتاري کے بعد عدالت ميں کيا هوني چاهيے ؟ اور اس لحاظ سے بهي که خاص طور پر نواں کو اپريشن اُصولوں کے ماتحت ايک سچے نواں کو اپريٹر کو عدالت ميں کيا کرنا چاهيے ؟ مولانا کي روش دونوں حيثيتوں سے همارے ليے سبق آموز هے -

سب سے بڑي چيز " قول " اور " عمل " کي مطابقت هے - يعني هم جو کچهه کها کرتے هيں ' وقت پڑنے پر ٹهيک ٹهيک ويسا هي بلکه اُس سے زياده کر دکهائيں - مولانا نے اپنے مضبوط طرز عمل سے دکهلا ديا که وه وقت پر اپني کوئي بات اور کوئي دعوي بهي واپس لينا نهيں چاهتے -

ايک ليڈر جب گورنمنٹ کے خلاف طرز عمل اختيار کرتا هے ' اور اظهار حق ميں اپنے آپ کو نڈر اور بے پروا بتلاتا هے ' تو وه بار بار ظاهر کرتا هے که هر طرح کي قربانيوں کيليے طيار هے - اور گورنمنٹ کو چيلنج ديتا هے که اُسے جب چاهے گرفتار کرلے - ليکن جب گورنمنٹ خود اُسي کے اختيار کيے هوے اور پسند کيے هوے طريقه کے

مطابق اُسے گرفتار کرلیتی ہے اور اپنے نقطۂ نظر اور قانون کے مطابق مجرم ٹھرا کر سزا دلانا چاہتی ہے ، تو پھر اُس وقت سونا آگ پر تپنے لگتا ہے - اور کھوٹے کھرے کی پہچان کی گھڑی آجاتی ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ اُسوقت تین طرح کی طبیعتیں تین طرح کی راہیں اختیار کرتی ہیں :

(۱) کچھہ لوگ جنکے زبانی دعوؤں کے اندر کوئی محکم ایمان اور سچائی نہیں ہوتی ، وہ تو فوراً اپنے دعوؤں سے دست بردار ہوجاتے ہیں ، اور اپنے کیے پر پشیمانی ظاہر کرکے عجز و نیاز کا سر جھکا دیتے ہیں - یہ سب سے ادنی درجہ ہے -

(۲) کچھہ لوگ جو اِس سے بلند درجہ رکھتے ہیں ، اُنکی طبیعت اس درجہ گر جانے کو تو گوارا نہیں کرتی ، لیکن سزا سے بچنے کیلیے وہ بھی بیقرار ہوتے ہیں - اسلیے وہ بھی فوراً اپنا طرز عمل بدلدیتے ہیں ، اور عدالت پر ظاہر کرنے لگتے ہیں کہ جو کچھہ وہ کرتے رہے ، اُسکا مقصد وہ نہیں ہے جو گورنمنٹ نے سمجھا ہے ، بلکہ کچھہ دوسرا ہی ہے - پھر طرح طرح سے اُسکی تاویلیں کرتے ہیں ، اور مخالفت کو موافقت بنانا چاہتے ہیں - کبھی پولیس اور سی - آئی - ڈی کی رپورٹوں کو بالکل جھوٹا کہدیتے ہیں ، کبھی اپنے کہے ہوے اور لکھے ہوے جملوں کو توڑ مروڑ کر کچھہ کا کچھہ بنانا چاہتے ہیں - کبھی گورنمنٹ کا شکوہ کرتے ہیں کہ کیوں خواہ مخواہ بلا قصور اُنہیں گرفتار کرلیا ؟ غرضکہ اپنی تمام پچھلی شجاعانہ آمادگیوں کو فراموش کر کے اچانک ایک نیا پوزیشن اختیار کرلیتے ہیں ، اور اگرچہ سزا سے نہ بچ سکیں لیکن سزا سے بچنے کیلیے جسقدر بھی حیلے حوالے کرسکتے ہیں ، اُسمیں کمی نہیں کرتے - پہلی قسم کی طرح اس قسم کے لوگ بھی بعد کو اپنے طرز عمل کی حمایت یا معذرت میں یہ حیلہ اختیار کرتے ہیں کہ لڑائی بھی ایک طرح کا فریب ہے ، ہم نے صرف اپنے بچاؤ کیلیے دشمن سے فریب کھیلا ، ورنہ دراصل ہمارے دل میں وہی ہے جو پہلے تھا - لوگ بھی اسے مان لیتے ہیں -

یہ بات گویا اسقدر مسلم اور پیشتر سے سمجھی بوجھی ہوئی ہے کہ جب کوئی لیڈر عدالت میں ایسا رویہ اختیار کرتا ہے ، تو پبلک ذرا بھی تعجب نہیں کرتی اور سمجھہ لیتی ہے کہ یہ سب کچھہ صرف عدالت کیلیے کیا گیا ہے جہاں ایسا ہی کرنا چاہیے پالیٹکس میں ایسا کرنا ہی پڑتا ہے - گویا پالیٹکس میں جھوٹ ، نفاق ، دورنگی ، ذلت نفس ، اور مکر و فریب کے سوا چارہ نہیں !

(٣) كچهه لوگ ان دونوں قسموں سے بهي بلند تر هيں - وہ زيادہ باهمت اور نڈر دل رکهتے هيں - اسليے عدالت کے سامنے بهي اُنكي جرأت و شجاعت اُسي آن بان کے ساتهه نظر آتي هے جس طرح پبلک مجمعوں ميں نظر آتي تهي - ليکن زيادہ دقت نظر کے ساتهه جب اُنكے طرز عمل کو ديكها جاتا هے ' تو وہ بهي بے لاگ اور يکسر ثابت نہيں هوتا - کيونکه گو وہ ساري باتيں همت اور بے باكي كي کرتے هيں ' ليکن حقيقت اور اصليت کے اقرار و برداشت سے اُنہيں بهی گريز هوتا هے - يعنے عدالت کی سزا سے بچنے کيليے وہ بهی کوئی دقيقه حيلے حوالوں کا اُٹها نہيں رکهتے - البته اُنکی حيله جوئی بہت هی مخفی اور باريک هوتی هے - پچهلی دو جماعتوں کی طرح کهلی هوئی اور صاف نہيں هوتی - وہ گورنمنٹ کی مخالفت سے انکار تو نہيں کرتے ليکن ساتهه هی عدالت اور قانون کی آڑ ميں پناہ بهی لينا چاهتے هيں - يعني يه ظاهر کرتے هيں که گو اُنہوں نے يه سب کچهه کہا اور کيا هے ' تاهم اُنہيں سزا نہيں ملنی چاهيے - کيونکه عدالت اور قانون کی رو سے وہ هر طرح ايک جائز فعل تها - کسی طرح بهی سزا کا موجب نہيں هوسکتا - ساتهه هي وہ اس بات کی بهي سخت شکايت کرتے هيں که بلا " قصور " اُنہيں گرفتار کيا گيا - نيز عدالت کو باور کرانے کی کوشش کرتے هيں که اُنکو سزا کا دينا نہايت " نا انصافی " کی بات هوگی ! يه طرز عمل اُنکا اُس گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی عدالت ميں هوتا هے جسکے ظلم و ستم کا وہ شب و روز رونا روچکے هيں ' اور جسکے انصاف سے اُنہوں نے هميشه مايوسی ظاهر کی هے - نيز جسکی نسبت اُنہيں يقين بهی هے که خواہ کتني هی قانون اور انصاف کے نام پر اپيليں کی جائيں ' ليکن اُنہيں سزا دیے بغير نہيں چهوڑا جائيگا !

يه آخري قسم گويا سب سے بلند اور اعلی سے اعلی جماعت هے جو هماري پوليٹکل جد و جہد کا دور اسوقت تک پيدا کرسکا هے - ليکن " قول " اور " فعل " کی مطابقت سے اسکا طرز عمل بهی خالی هے - اگر فی الواقع وہ اپنے تمام دعوؤں ميں سچی تهی ' اور دعوت آزادي و حق پرستي کے نتائج بهگتنے کيليے طيار تهی ' تو چاهيے تها که اپنی گرفتاري اور سزا يابي کا بلا کسي اعتراض اور شکايت کے استقبال کرتي ' اور صاف صاف کهديتي که فی الواقع اُس نے ايسا هي کام کيا هے جس پر گورنمنٹ کے نقطۂ خيال کے مطابق سزا ملني چاهيے - اور چونکه اُس نے خود اپني پسند سے يه راہ اختيار کي هے ' اسليے اُسکے قدرتي نتائج کيليے

وہ کسي طرح گورنمنٹ کو ملامت بھي نہيں کرتي - گورنمنٹ دنيا کے تمام جانداروں کي طرح يقيناً اپنے مخالفوں کو سزا هي ديگي - پھولوں کا تاج نہيں پہنائيگي - پس جب ايک بات قدرتي طور پر ناگزير هے تو کيوں اس سے گريز کيا جاے ؟ اگر گريز هے تو آزادي و حق طلبي کي راہ ميں قدم رکھنا هي نہيں چاهيے -

ليکن مولانا کا طرز عمل اس اعتبار سے بالکل ايک نئي راہ همارے سامنے کھولتا هے - انہوں نے بتلاديا هے کہ " قول " اور " فعل " کي مطابقت اور سچي اور بے لاگ حقيقت پرستي کے معني کيا هيں ؟ انہوں نے اپنے بيان ميں سب سے پہلے اسي سوال پر توجہ کي هے - انہوں نے صاف صاف تسليم کرليا هے کہ وہ بحالت موجودہ گورنمنٹ کے نقطۂ نظر اور قانون سے واقعي " مجرم " هيں ' اور يہ هرگز قابل ملامت و شکايت نہيں هے کہ گورنمنٹ انہيں سزا دلانا چاهتي هے - اس سے بھي بڑھکر يہ کہ جب انہوں نے استغاثہ کے مواد کو بہت هي کمزور پايا ' تو ايک ايسي جرأت کے ساتھ جسکي کوئي نظير موجود نہيں ' استغاثہ کا بار ثبوت بھي اپنے ذمے لے ليا ' اور خود اپنے قلم سے وہ تمام باتيں بتفصيل لکھديں جنکا ثبوت استغاثہ کيليے بہت مشکل تھا اور اسليے وہ پيش نہ کرسکا تھا - اس طرح عدالت پر اچھي طرح واضح هوگيا کہ استغاثہ کے دعوے سے بھي کہيں زيادہ وہ گورنمنٹ کے مجرم هيں - اور يہ بالکل ايک قدرتي بات هے کہ انہيں سزا دي جاے -

چنانچہ هم خود انہي کي زباني سنتے هيں کہ انکا ارادہ بيان دينے کا نہ تھا - کيونکہ انہيں يقين تھا کہ آپکے خلاف گورنمنٹ کو جو کچھہ کہنا چاهيے وہ سب کچھہ پيش کر ديگي - ليکن جب کارروائي شروع هوئي اور انہوں نے ديکھا کہ صرف دو تقريروں کي بنا پر استغاثہ دائر کيا گيا هے اور وہ ان بہت سي باتوں سے بالکل خالي هيں ' جو هميشہ وہ کہتے رهے هيں - تو انہوں نے محسوس کيا کہ " گورنمنٹ ميرے خلاف تمام ضروري مواد مہيا کرنے ميں کامياب نہيں هوئي اسليے ميرا فرض هے کہ ميں عدالت کو اصليت سے با خبر کر دوں " وہ تسليم کرتے هيں کہ " قواعد عدالت کي رو سے يہ ميرا فرض نہيں هے " مگر چونکہ " حقيقت کا قانون عدالتي قواعد کي حيلہ جوئيوں کا پابند نہيں هے " اسليے " يقيناً يہ سچائي کے خلاف هوگا کہ ايک بات صرف اسليے پوشيدگي ميں چھوڑ دي جاے کہ مخالف اپنے عجز کي وجہ سے ثابت نہ کرسکا "

اسکے بعد انہوں نے یہ بھي واضح کردیا ھے کہ وہ کیوں " جرم " کا اقرار کرتے ھیں ؟ وہ کہتے ھیں - اسلیے کہ جب ایک قوم اپنے ملک کي آزادي کا مطالبہ کرتي ھے تو اُسکا مقابلہ اُس طاقت سے ھوتا ھے جو عرصہ سے اُسکے ملک پر قابض و متصرف ھے - کوئي انسان یہ پسند نہیں کریگا کہ اسکے قبضہ میں آئي ھوئي چیز واپس چلي جاے - پس قدرتي طور پر یہ مطالبہ قابض طاقت پر شاق گزرتا ھے اور جہانتک اُسکے بس میں ھوتا ھے وہ اپنے فوائد کے تحفظ کیلیے جد و جہد کرتي ھے - یہ جد و جہد کتني ھي خلاف انصاف ھو' مگر کسي طرح بھي قابل ملامت نہیں ھے - کیونکہ ھر وجود اپني حفاظت کیلیے ضرور ھاتھہ پانوں ماریگا - ایسا ھي مقابلہ ھندوستان میں بھي شروع ھوگیا ھے - پس یہ ضروري ھے کہ جو لوگ موجودہ بیوروکریسي کے خلاف جد و جہد کررھے ھیں' بیوروکریسي بھي اُنکي مخالفت میں جد و جہد کرے' اور جہانتک اُسکے امکان میں ھے' اُنکو سزائیں دے - چونکہ وہ نہ صرف جد و جہد کرنے والے ھی ھیں' بلکہ اس جد و جہد کي دعوت دینے والے ھیں' اسلیے ضروري ھے کہ اُنھیں سزا دي جاے' بلکہ زیادہ سے زیادہ سزا دي

چلایا گیا لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ کوئي بیان دینگے ؟ تو جواب میں اُنہوں نے کہا " چونکہ بیان میں از روے قانون اپني بریت کو لازمي طور پر لکھنا پڑیگا اور یہ نوان کو اپریشن کے خلاف ھے - اسلیے غور کرنے کے بعد اب میري راے یہی ھوگئی ھے کہ کوئی بیان نہیں دینا چاھیے" گویا اُنہوں نے بھی مولانا کے طرز عمل

اُنہوں نے اپنے بیان کے آخر میں اسکا بھي اعتراف کیا ھے کہ آزادي و حق طلبي کي جد و جہد کي مقاومت میں دنیا کي جابر گورنمنٹیں جو کچھہ کرچکي ھیں' اسکو دیکھتے ھوے تسلیم کرنا چاھیے کہ ھندوستان میں اسوقت جسقدر جبر و تشدد ھو رھا ھے ' وہ بہت ھي کم ھے !

کیسي بے لاگ اور خالص صداقت شعاري ھے ' جو اس بیان سے ٹپک رھي ھے ؟ کیا اس سے بھي بڑھکر راست بازي اور شجاعت و استقامت کي کوئي مثال ھوسکتي ھے ؟

لوگوں کو شیوۂ حق گوئي کے اس نئے نمونہ پر اگر تعجب ھو تو کوئي حیرت کي بات نہیں - کیونکہ ابھی ھم اس مقام سے بہت ھي دور پڑے ھوے ھیں - ابھی تک تو ھمارا یہ خیال ھے کہ پالیٹکس میں ھر طرح کی ھٹ دھرمی اور صریح غلط بیاني تک جائز ھے !

مولانا کا یہ طرز عمل عام خیالات سے کسقدر مختلف ہے ؟ اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہوگا - مولانا نے مندرجۂ بالا مطالب لکھتے ہوے یہ الفاظ لکھے ہیں "کہا جاسکتا ہے کہ پہلے فریق کی طرح دوسرے فریق کی جد و جہد بھی قابل ملامت نہیں" یعنے قوم کی طرح گورنمنٹ بھی اپنی جد و جہد میں قابل ملامت نہیں - چونکہ یہ خیال عام خیال سے بالکل ہی بعید تھا - لوگوں کی سمجھہ میں کسی طرح یہ بات نہیں آسکتي تھي کہ گورنمنٹ کو بھي اُسکي جابرانہ جد و جہد میں ناقابل ملامت مانا جاے - اسلیے تمام اخبارات نے اِسے کتابت کي غلطي سمجھا اور "کہا جاسکتا ہے" کي جگہہ "کہا جاتا ہے" بنا دیا - گویا گورنمنٹ یا اُسکے طرفدار ایسا کہتے ہیں ' ورنہ در اصل ایسا نہیں ہے - حالانکہ اسکے بعد کي عبارت بالکل اس تبدیلي کے خلاف تھي !

(نوان کوا پریشن اُصول)

یہ جو کچھہ ہمیں نظر آیا ' مولانا کے مسلک کي عام حیثیت تھي - اگر "ترک موالات" کا پروگرام نہ ہوتا ' جب بھی وہ ایسا ہی کرتے - لیکن اب اس

کارروائي نہ کي جاے ' کیونکہ نوان کوا پریشن عدالت کے انصاف اور جواز ہی سے منکر ہے - اس اعتبار سے بھي مولانا نے ہمیں بتلادیا ہے کہ ڈیفنس نہ کرنے کے کیا معني ہیں ؟

بہت سے لوگوں نے "ڈیفنس نہ کرنے" پر صرف اتنا ہی عمل کیا کہ عدالتي دستور کے مطابق وکلا اور قانون پیشہ اشخاص کو اپنے طرف سے مقرر نہیں کیا - لیکن جہانتک تعلق اصل ڈیفنس کا ہے' اسمیں اُنہوں نے کوئي کمي نہیں کي - پوري طرح اپني بے قصوري اور استغاثہ کے خلاف قانون و انصاف ہونے پر بحثیں کیں ' اور ہر طرح کے قانوني مواد سے استدلال کیا ' بعض حالتوں میں عدالت سے انصاف کي اپیل بھي کي گئي - یعنی خود اپني زبان و قلم سے وہ سب کچھہ کر گزرے جو وکیل اور کونسلي اُنکي جانب سے ڈیفنس میں کرسکتا تھا - پس فی الحقیقت یہ "ڈیفنس نہ کرنا" نہیں ہوا ' بلکہ "براہ راست خود ڈیفنس کرنا" ہوا -

لیکن مولانا کا طرزعمل کسقدر یک سو اور کامل معنوں میں ڈیفنس سے مبرا ھے ؟ اُنھوں نے اظہار بے جرمي کي جگهه جرم کا صاف صاف اعتراف کیا ' اور بجاے انصاف کي اپیل کرنے کے عدالت کو خود ھي اپنے تمام جرائم کي فہرست سنادي - ساتھه ھي اول سے آخر تک کسي طرح کي قانوني بحث نہیں کي - ایک حرف بھي اس بارے میں ہم اُنکي زباں سے نہیں سنتے - حتی کہ یہ تک نہیں پوچھتے کہ جو دفعه اُنپر لگائي گئي ھے' واقعي انکي تقریریں اُسمیں آتي بھي ھیں یا نہیں ؟ اور آتی ھیں تو کیونکر ؟ وہ تو خود ھي اپني تقریروں کے تمام سخت سخت مقامات نقل کر دیتے ھیں اور سي - آئي - ڈي کے رپورٹروں کي ناقابلیت سے جہاں کہیں کوئي کمي رھگئي ھے' اُسکو استغاثه کے حسب منشاء مکمل کردیتے ھیں ! فی الحقیقت ترک موالات اور عدالتوں کے مقاطعه سے اصل مقصود یہ تھا جسکا مکمل نمونه ہم اُن میں دیکھتے ھیں - یہ نہیں تھا کہ ڈیفنس اور بریت کا ایک طریقه چھوڑ کر دوسرا طریقه اختیار کرلیا جاے -

جو لوگ صاحب نظر و انصاف ھیں ' وہ یقیناً اس طرز عمل سے متاثر ھوے اور متاثر ھونگے - مولانا کے بعد ھی لاھور میں لاله لاجپت راے جي پر دوبارہ مقدمه چلایا گیا لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ کوئي بیان دینگے ؟ تو جواب میں اُنھوں نے کہا " چونکه بیان میں از روے قانون اپني بریت کو لازمي طور پر لکھنا پڑیگا اور یہ نوان کو اپریشن کے خلاف ھے - اسلیے غور کرنے کے بعد اب میري راے یہی ھوگئی ھے کہ کوئي بیان نہیں دینا چاھیے" گویا اُنھوں نے بھي مولانا کے طرز عمل کي تائید کي -

جب تک ایک حقیقت نظروں سے مستور رھتي ھے ' اُسکا عام طور پر احساس نہیں ھوتا - لیکن جب سامنے آجاتي ھے تو پھر تعجب ھوتا ھے کہ اتني صاف بات کیوں لوگونکو محسوس نہیں ھوئي ؟ یہي حال اس معامله کا ھے - مولانا کا بیان پڑھنے کے بعد فی الواقع تعجب ھوتا ھے کہ کیوں اسقدر صاف اور سچي بات سے بڑے بڑے لیڈروں کو گریز رھا ؟ یہ واقعه ھے کہ ھم موجودہ گورنمنٹ اور بیورو کریٹک حکام کے جبر و ظلم کے خلاف جد و جہد کرتے ھیں اور صاف صاف کہتے ھیں کہ ھمارا مقصد اُنکے قبضه سے اپنا حق واپس لینا ھے - پس یہ بالکل قطعي اور یقیني بات ھے کہ ھم جو کچھه کر رھے ھیں ' وہ ھمارے دلائل اور عقائد کي رو سے کتنا ھي صحیح ھو' لیکن موجودہ گورنمنٹ کے قانون اور پوزیشن کي رو سے

تو ضرور جرم اور بلا کسی نزاع کے ۱۲۴ - الف ہے - یعنی "گورنمنٹ کے خلاف حقارت اور نفرت پھیلانا" ہے - پس اگر ہم اس بات سے بے خبر ہیں ' تو ہم اس کام کے لائق ہی نہیں ہوسکتے - اگر جان بوجھکر ایسا کررہے ہیں تو پھر ہم کو مان لینا چاہیے کہ گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے نافذ کردہ قانون کی رو سے ہم ضرور مجرم ہیں ' اور وہ سزا دلانے میں حق بجانب ہے - اسمیں بچاؤ اور بریت کیلیے چناں چنیں کیوں کی جاے ؟ اور شکوہ و شکایت کیوں ہو ؟ کیا لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد بھی کرینگے ' آسے جنگجو حریفوں کی طرح چیلنج بھی دینگے ' اور پھر وہ اُنھیں گرفتار بھی نہ کریگی ' اور محض معمولی معمولی سزائیں بھی نہ دے ؟ مولانا کے لفظوں میں کہنا چاہیے کہ "گورنمنٹ مسیح نہیں ہے" !

یا پھر تسلیم کرلینا چاہیے کہ جو کچھہ زبان سے کہا جاتا ہے' وہ دل میں نہیں ہے- زبان چیلنج دیتی ہے' مگر دل میں یہی ہوتا ہے کہ ہم آخر تک بچتے رہینگے - اور یہ محض زبانی شیخی کررہے ہیں' ورنہ سچ مچ کو پکڑے نہیں جائینگے -

(سی - آئی - ڈی کے رپورٹر)

اسی سلسلہ میں مولانا کے طرز عمل کی ایک اور صداقت ہمارے سامنے آتی ہے - اُنہوں نے کیسی صفائی اور راست بازی کے ساتھہ تسلیم کرلیا ہے کہ سی - آئی - ڈی - کے رپورٹروں نے اُنکے خلاف جو کچھہ کہا ' وہ صحیح ہے - اُس میں کوئی بات شرارت کی نہیں -

ہماری پولیٹکل جد و جہد کی تاریخ میں یہ سب سے پہلی مثال ہے کہ اس فراخ دلی کے ساتھہ خود ملزم نے اُن لوگوں کی شہادت کی تصدیق کی ہے جو ملزم کے برخلاف اسکی کوشش کررہے ہیں کہ عمر بھر کی قید کی سزا دلا دی جاے !

انسان کی ایک سب سے بڑی عام کمزوری یہ ہے کہ وہ فریقانہ تعصب سے اپنے آپکو محفوظ نہیں رکھہ سکتا - صداقت کیلیے سب سے زیادہ مشکل آزمائش اسیوقت ہوتی ہے جب وہ دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلے میں کھڑی ہوتی ہے - ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے بڑے بڑے لیڈر بھی اسمیں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ مخالف فریق کو بوقت ضرورت غلط الزامات دیدیے جائیں - یا کم از کم

اُنکي موافقت میں کوئي کلمہ زباں سے نہ نکالا جاے - وہ کہتے ھیں کہ یہ مصالح جنگ ھیں - غلط بیاني اور جھوٹ نہیں لیکن فی الحقیقت یہ یورپ کا پولٹیکل اخلاق ھے جس پر یورپ سے بیزار ھوکر بھي ھم شوق سے عمل کر رھے ھیں -

ابھي اسي سال کي بات ھے کہ علي گڈہ میں پولیس کے اشتعال سے فساد ھوا تھا - جیسا کہ قاعدہ ھے پولیس کے اشتعال اور تشدد سے پبلک بھي مشتعل ھوئي ' اور پھر مشتعل ھونے کے بعد اُس نے بھي وہ سب کچھہ کیا جو ایک پر جوش مجمع کي فطرت کیا کرتي ھے - لیکن " اخبار انڈي پینڈنٹ " کے نامہ نگار اور بعض دیگر مقامي لیڈروں نے اِس سے صاف صاف انکار کردیا وہ آخر تک یہي کہتے رھے کہ مجمع نے کوئي انتقامي کارروائي نہیں کی - نہ تو کوتوالي پر حملہ کیا گیا - نہ پولیس پر پتھر پھینکے گئے - نہ کوتوالي کا سامان جلایا گیا - یہ سب جھوٹ ھے - حالانکہ یہ سب سچ تھا ' اور سچ کو سچ ماننے ھی میں ھماري طاقت اور فتح مندي ھے - آخر جب مہاتما گاندھی نے سختی کے ساتھہ مضامین لکھے ' تب جاکر لوگ کہیں خاموش ھوے - اس طرح کی ھٹ دھرمیوں کا نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ حریف کی نظروں میں جو یقیناً اصلیت سے بے خبر نہیں ھے ' ھمارے کریکٹر کی کمزوري خود کھل جاتی ھے ' اور ھماري بات بالکل ھلکی اور بے وزن ھوکر رھجاتی ھے - ھمیں یاد نہیں پڑتا کہ آجتک کبھی کسي نے یہ تسلیم کیا ھو کہ اُسکے خلاف پولیس کا بیان صحیح ھے - بلاشبہ یہ سچ ھے کہ پولیس کي کذب بیانیوں کي بھی کوئي حد نہیں - لیکن انہیں جھوٹ گھڑنے کي ضرورت وھیں پڑتي ھے جہاں اصل میں کچھہ نہو - جہاں فی الواقع گورنمنٹ کے خلاف کارروائي کي گئي ھے ' وھاں تو وہ بھی اس سے زیادہ نہیں کرینگے کہ مخالف کو مخالف ھی دکھلائیں - یا کچھہ مبالغہ کردیں - پھر کیوں واقعات کو صریح جھٹلایا جاے ؟

(اُنکا عفو و تحمل اور روش کي متانت)

ایک بڑي سبق آموز حقیقت اُنکے روش کی کمال درجہ سنجیدگی و متانت ' اور نہایت ھي موثر عفو و درگذر بھی ھے - یہ وصف بھی ایسا ھے کہ جس پر غور کرنے کی ھمارے قومی لیڈروں اور کارکنوں کو بڑي ھی ضرورت ھے -

یہ قدرتی کمزوري ھم تمام انسانوں میں ھے کہ مخالف کے مقابلے میں غصہ اور غیظ و غضب سے بھرجاتے ھیں - علي الخصوص اس حالت میں جبکہ مخالف

صاحب اختیار و طاقت بھی ھو - لیکن ایک لیڈر اور بڑے آدمی کو عام انسانوں سے زیادہ جذبات پر قابو رکھنا چاھیے - کسی انسان کی بڑائی کیلیے یہ کم سے کم بات ھے کہ وہ وقت پر اپنے غصہ کو ضبط کرسکے - بہت سے لوگ یہ غلطي بھي کرجاتے ھیں کہ شجاعت و همت اور طیش و غضب میں فرق نہیں کرتے - بہت زیادہ غصہ میں آ جانے کو همت اور بہادري کي بات سمجھتے ھیں - حالانکہ سچا بہادر وھي ھے جو تکلیف جھیلنے میں اسقدر مضبوط ھو کہ تکلیف دیکھکر اُسے غصہ ھي نہ آے - علاوہ بریں غصہ اور طیش کے ھیجان میں واقعات اور حقیقت کی تاثیر بھی نمایاں نہیں ھوسکتی -

مولانا کے طرز عمل کی ایک بڑي نمایاں بات اُنکي بیحد متانت اور سنجیدگي ھے - عدالت کي تمام کارروائیوں کي اثنا میں کہیں بھي یہ نظر نہیں آتا کہ وہ غصہ میں بھرے ھوے ھیں - یا دشمن کے قابو میں اپنے آپ کو پاکر پیچ و تاب کھا رھے ھیں - بر خلاف اسکے اُنکے "بیان" کي ھر سطر سے کامل متانت اور ضبط ٹپکتا ھے ' اور جس حصے کو دیکھا جاے ' جذبات کے جوش کا کوئي اثر نظر نہیں آتا - اُنھوں نے سخت سے سخت جوش انگیز پولیٹکل معاملات پر اس طرح بحث کي ھے ' گویا ایک شخص نہایت سادگي کے ساتھہ محض واقعات و حقائق پر لکچر دے رھا ھے - وہ گویا گرفتار ھونے کے بعد غضبي جذبات سے بالکل خالي ھوگئے تھے !

اس سے بھي زیادہ موثر مقام بیان کا خاتمہ ھے جہاں اُنھوں نے اُن تمام لوگوں کا ذکر کیا ھے - جو اُنکے خلاف مقدمہ میں کام کر رھے تھے - اپنے مخالف گواھوں ' سرکاري وکیل ' اور مجسٹریٹ کي نسبت پوري خوشدلي کے ساتھہ لکھدیا ھے کہ اُنھیں کوئي شکایت یا رنج اُن سے نہیں ھے - اور اگر اُن سے کوئی قصور اس بارے میں ھوا ھے تو وہ سچے دل سے معاف کردیتے ھیں - مجسٹریٹ کي نسبت لکھا ھے کہ وہ تو اپنا فرض انجام دے رھا ھے اور حکومت کي مشینري کا ایک جزء ھے - جب تک مشینري میں تبدیلي نہو ' اُسکے اجزاء کے افعال میں بھی کوئي تبدیلی نہیں ھوسکتي - پس اس سے بھي انھیں کوئي شکایت نہیں ھے !

اُنکے بیان کا خاتمہ بیحد موثر ھے - وہ ضرب المثل کي طرح ھمارے لٹریچر میں زندہ رھیگا - جس طرح بیان کے بہت سے جملے اپني لفظي و معنوي

خوبصورتي و صداقت كي وجه سے هميشه ياد رکھے جائينگے - هم بيان كے مطالب كي اهميت ' طرز بيان كي دلنشيني ' اسلامي حريت كي عالمانه ترجماني ' اور فرائض ملک و ملت كي بہترين سبق آموزي كی قدر و قيمت كا اندازه ناظرين كے ذوق سليم پر چهوڑتے هيں ' اور مولانا هي كے لفظوں ميں يه كهكر اپني گذارش ختم كرديتے هيں كه " مستقبل فيصله كريگا اور اُسي كا فيصله آخري فيصله هوگا " !

نالہ از بہر رہائی نہ کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نہ بود !

ايک عظيم الشان بيان

A great Statement !

مہاتما گاندهي جي اپنے اخبار " ينگ انڈيا " كي اشاعت ۲۳ - فروري سنه ۲۲ - ميں عنوان بالا سے رقم طراز هيں :

" مولانا ابو الكلام آزاد نے جو بيان عدالت ميں ديا هے ' اُسكي نقل ابهي ميرے پاس پہنچي هے - يه فلسكيپ سائز كے ۳۳ - صفحوں پر ٹائپ كيا هوا هے ' ليكن اسقدر طول طويل هونے پر بهي سب كا سب پڑهنے كے قابل هے - اصل بيان مولانا كي فصيح و بليغ اردو ميں هوگا - يه اُسكا انگريزي ترجمه هے - ترجمه برا نهيں هے ليكن ميں خيال كرتا هوں كه اس سے بهتر ممكن تها -

مولانا كے بيان ميں بهت بڑي ادبي خوبصورتي هے ' وه نهايت وسيع رواني كے ساتهه پرجوش بهي هے - وه نهايت دليرانه هے - اُسكا لهجه غير متزلزل اور غير آشتي طلب (ان كمپرو مائزينگ) هے - مگر ساتهه هي سنجيده اور متين بهي هے - تمام بيان ميں اول سے آخر تک ايک پرجوش اثر پايا جاتا هے ' اور ايسا معلوم هوتا هے - گويا خلافت اور نيشنلزم پر مولانا ايک پر اثر خطبه دے رهے هيں ! ميں اميد كرتا هوں كه اس بيان كو چهاپكر شائع كرديا جائيگا - ميں مولانا كے سكريٹري كو مشوره دونگا كه احتياط كے ساتهه انگريزي ترجمه پر نظر ثاني كريں ' اور كتاب كي صورت ميں چهاپكر شائع كرديں -

مولانا كا بيان پڑهكر جب ميں فارغ هوا ' تو ايک بات بهت زياده واضح هوكر ميرے سامنے آگئي - يعني عدالتوں كو بائيكاٹ كرنے كي اصلي ضرورت كيا هے ؟ ميں نے محسوس كيا كه اگر هم نے ايسا نه كيا هوتا تو يه بے خوفي اور مضبوطي

هم میں کہاں ہوتی جو آج ہمارے اندر کام کررہی ہے؟ مسٹر سی - آر - داس، لالہ لاجپت رائے، پنڈت موتی لال نہرو کے شریفانہ اعلانات سے پہلے ہمارے اندر صرف چھوٹے چھوٹے زبانی جھگڑے اور بامعد گر الزامات تھے جو کبھی ایک قوم کو سربلند نہیں کرسکتے -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اگر ہم نے عدالتوں کا بائیکاٹ نہ کیا ہوتا تو ہمکو آج مولانا کے بیان جیسی گراں قدر چیز نہیں ملتی جو بجائے خود ایک بہترین سیاسی تعلیم ہے -

عدالتوں کے بائیکاٹ کا اثر صرف اسی چیز میں نہیں دیکھنا چاہیے کہ کتنے قانون پیشہ اصحاب نے پریکٹس چھوڑی؟ اصلی چیز دیکھنے کی یہ ہے کہ آج سے دو سال پہلے جو ہما ہمی اور رونق عدالت گاہوں کے اندر باہر نظر آتی تھی، وہ کس طرح اب مفقود ہوگئی ہے؟ اب تو وہ صرف لین دین کرنے والوں اور قمار بازوں کی ایک کمین گاہ ہیں - نہ وہ قومی آزادی کا سرچشمہ ہیں، نہ انفرادی آزادی کا - اس بات کا اندازہ کہ قوم کیسی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے؟ صرف بہادر اور بے خوف دلوں کے جذبات دیکھنے ہی سے ہوسکتا ہے -

مولانا کے بیان کا روئے سخن اگرچہ عدالت کی طرف ہے، لیکن در اصل وہ ملک و ملت سے خطاب کر رہے ہیں - فی الحقیقت اُن کا بیان ایسا ہے گویا عمر بھر کیلیے سخت سے سخت سزاؤں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے !

ایک سال قید با مشقت سزا کا فیصلہ سنکر مولانا نے کیا خوب کہا : "(میں جس سزا کا متوقع تھا، اُس سے تو یہ بہت ہی کم ہے" !)

اب میں مولانا کے بیان کے چند حصے نقل کرتا ہوں، تا کہ ناظرین خود اندازہ کرلیں"

(نـــوٹ)

اسکے بعد مولانا کے بیان کا انگریزی ترجمہ درج کیا گیا ہے - انگریزی ترجمہ کی نسبت مہاتما جی نے جو خیال ظاہر کیا ہے وہ صحیح ہے -

بلا شبہ ترجمہ میں اصل بیان کی بہت سی ادبی خوبیاں مفقود ہوگئیں - وہ زور بھی باقی نہ رہا جو اصل میں موجود ہے - لیکن ترجمہ کی مشکلات اور وقت کی کوتاہی پر بھی نظر رکھنی چاہیے - علی الخصوص ایک ایسے لٹریچر کیلیے جیسا کہ مولانا کا ہے - بہرحال اب مہاتما جی کے ارشاد کے مطابق انگریزی ترجمہ کی از سرنو نظر ثانی کردی گئی ہے - ایک مسلم انگریزی انشا پرداز بھی مشورہ میں شریک ہیں - اُمید ہے کہ پہلے سے زیادہ پر زور اور مکمل ہوگا - اگرچہ اصل کے محاسن اب بھی ترجمہ میں نظر نہیں آسکتے - اُردو ایڈیشن کی طرح وہ بھی رسالہ کی شکل میں چھپ رہا ہے - جن حضرات کو مطلوب ہو، مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی سے منگوالیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقل الحمد لله - سيريكم آياته فتعرفونها ' و ما ربك بغافل عما تعملون -

مباش غمزده عرفي كه زلف و قامت يار
جزاء همت عالي و دست كوته ماست !

آج ۸ - دسمبر ۱۹۲۱ - كي صبح هے - كل شام كو مجهے قابل وثوق ذرائع سے اطلاع ملگئي هے كه گورنمنٹ بنگال نے ويسرائے كے مشوره كے بعد ميري اور مسٹر سي - آر - داس كي گرفتاري كا فيصله كرليا - ميري نسبت گورنمنٹ كا اراده يه هے كه اگر ميں گياره تاريخ تك كلكته سے باهر نه گيا تو مجهے گرفتار كرليگي ' ليكن اگر ميں بدايون كے جلسه جمعية العلماء كيليے چلا گيا تو پهر گويا اسكے سر سے بلا ٹل جائيگي - صرف مسٹر داس گرفتار كرليے جائينگے -

ميرا وقت تمام تر بنگال سے باهر هندوستان كے كاموں ميں خرچ هوتا رها هے - اسوقت بهي ميں تحريك كے نهايت اهم كاموں ميں مشغول تها ' اور ۲۵ - دسمبر تك كا پروگرام ميرے سامنے تها - ليكن اچانك بنگال ميں گورنمنٹ كي نئي سرگرمي شروع هوگئي ' اور اسكے بعد دوسرے صوبوں ميں بهي اسكي تقليد كي گئي - ميں كانگريس كي وركنگ كميٹي كے جلسه كي وجه سے بمبئي ميں تها - مهاتما گاندهي جي سے ميں نے مشوره كيا - انهوں نے كها كه چند دنوں كيليے كلكته چلاجانا ضروري هے - چنانچه يكم دسمبر كو ميں كلكته پهونچا - ميں نے ديكها كه گورنمنٹ نے آخري حد تك تشدد كا اراده كرليا هے ' اور كوئي ناجائز طريقه ايسا نهيں هے جو ۲۴ - كي هڑتال روكنے كيليے عمل ميں نه آرها هو - تاهم لوگ پوري استقامت كے ساتهه صبر و سكون پر قائم هيں -

میرا پہلا کام یہ تھا کہ لوگوں کے ایمان اور استقامت ' دونوں کی نسبت اطمینان حاصل کرلوں - یہ اطمینان مجھے ۵ - تک حاصل ہوگیا ' اب میں نے سونچا کہ کلکتہ سے باہر جاؤں یا نہ جاؤں ؟ بدایوں کے جلسۂ جمعیۃ میں جانا بھی نہایت ضروری تھا - ۶ تک میں مذبذب رہا - میں نے مہاتما گاندھی جی کو لکھدیا کہ بقیہ کاموں کیلیے مسٹر سی - آر - داس کافی ہونگے - میں بدایوں ہوکر بمبئی آتا ہوں - لیکن ۶ - کی شام کو بکایک حالات نے دوسری شکل اختیار کرلی میں نے محسوس کیا کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت کلکتہ میں سمٹ آئی ہے ' اور گویا مقابلہ کا فیصلہ کن میدان یہیں پیدا ہوگیا ہے - پس میرے لیے ضروری ہوگیا کہ تمام کاموں کو ترک کرکے کلکتہ کیلیے وقف ہو جاؤں - میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب میں یہیں رہونگا - یہانتک کہ گورنمنٹ جابرانہ احکام واپس لیلے' یا مجھے گرفتار کرلے -

میں نے یہ بھی دیکھا کہ گورنمنٹ نے خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کو بالکل توڑ دینے اور معطل کردینے کا ارادہ کرلیا ہے - ایک ایک کرکے تمام کارکن گرفتار کیے جارہے ہیں - قومی اخبارات بھی عنقریب بند کردیے جائینگے - مسٹر داس بالکل تنہا رہگئے ہیں اس بنا پر بھی میرے لیے کلکتہ چھوڑنا ناممکن تھا -

یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ بنگال مجھے گرفتار کرنے سے بچنا چاہتی ہے' اور منتظر ہے کہ میں کلکتہ سے باہر چلا جاؤں - گورنمنٹ کے ایک بھیجے ہوے دوست نے مجھے اس سے مطلع بھی کردیا ہے' لیکن افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی تمام خواہشوں کی طرح یہ خواہش بھی میری خواہش سے متضاد ہے ' اور میرا موجودہ فرض تعمیل نہیں ہے بلکہ خلاف ورزی -

میں نے پوری طرح غور کرکے یہ فیصلہ کیا ہے - بلا شبہ بہت سے کاموں کیلیے میں اپنی موجودگی ضروری دیکھتا ہوں کام از ضرورت کا یہ حال ہے کہ جسقدر بھی مہلت ملجاے اُس سے کام لینا چاہیے - لیکن اللہ کے فضل نے کلکتہ میں جو میدان عمل پیدا کردیا ہے' وہ بھی ہر اعتبار سے مجھے قیمتی اور اہم معلوم ہوتا ہے - میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا انتخاب غلط نہ ہوگا -

گورنمنٹ نے میری گرفتاری کا فیصلہ کرکے مجھے ایک بہت بڑے بوجھ سے نجات دیدی - خدا بہتر جانتا ہے کہ میرے لیے اب جیل سے باہر رہنا کسقدر تکلیف دہ ہوگیا تھا ؟ جو چلے جاتے ہیں اُنہیں کیا معلوم کہ پیچھے رہجانے والوں کے دلوں پر کیا گذرتی ہے ؟ محمد علی ' شوکت علی ' لالہ لاجپت رائے ' پنڈت موتی لال نہرو ' سب کا سفر پورا ہوگیا ' اور میں اب تک منزل کے انتظار میں تھا - اب منزل میرے سامنے ہے ' اور میرا دل خوشی سے معمور ہے کہ ایک آخری مگر فتحمند میدان اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہوں - میں نے کلکتہ کے موجودہ میدان عمل کو " آخری اور فتح مند میدان " کہا - یہ میرا یقین ہے ' اور عنقریب تمام ملک دیکھہ لیگا کہ جو کام دو سال کے اندر تمام ملک میں انجام نہ پاسکا ' وہ ان چند دنوں کے اندر کلکتہ میں انجام پا جائیگا - و لتعلمن نباہ بعد حین -

البتہ اس آخری کام کی تکمیل اور مضبوطی کیلیے ایک آخری مرحلہ باقی ہے ' اور میں بے فکر ہوگیا ہوں کہ گورنمنٹ بنگال کے ہاتھوں وہ بھی پورا ہوجائیگا - اگر دو تین دن کے اندر مجھے اور مسٹر سی - آر - داس کو گرفتار کرلیا گیا ' تو یہ نہ صرف کلکتہ بلکہ تمام بنگال کو ایک نئی بیداری اور زندگی سے معمور کردیگا بنگال کو ہم دو سال تک آزاد رہکر بیدار نہ کرسکے ' لیکن ہماری گرفتاری ایک منٹ کے اندر بیدار کردیگی -

[illegible] مطمئن ہوں - اسے باہمت اور سرگرم صدر سیٹھہ چھوٹانی صاحب کی موجودگی ہر طرح کفایت کرتی ہے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹری منتخب ہوچکے ہیں ' اور نہایت سرگرمی سے کام کررہے ہیں - انکی اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کھتری پیشتر سے موجود ہیں - مجھے امید ہے کہ دفتر کے تمام اخوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نہ کرینگے گرفتاری اُن کیلیے آخری دعوت عمل ہوگی - جو حقیقت تین سال کی پیہم تقریروں اور [illegible] نہیں سمجھا سکا تھا ' وہ میری گرفتاری کی خاموشی سمجھا دیگی -

اسطرح گورنمنٹ بنگال صرف بنگال ہی کیلیے نہیں بلکہ تمام ملک کیلیے ایک بہترین خدمت انجام دے رہی ہے -

(اولیـــن مبـــارکبـــاد)

اگر میں گرفتار ہوگیا تو مہاتما گاندھی جی کو میرا یہ پیام پہونچا دیا جاے :

" میں آپکو آپکی فتح یابی پر سب سے پہلے مبارکباد دیتا ہوں ' اس مبارکبادی کیلیے آپ مجھے جلد باز نہ سمجھیں - میں اُس اٹل وقت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھہ رہا ہوں ' اور چاھتا ہوں کہ اسکی مبارکباد دینے میں کوئی دوسرا مجھہ پر سبقت نہ کر جاے - آپکے ساتھہ انسانی رفاقت روز بروز گھٹ رہی ہے ' مگر خدا کی مدد بڑھتی جاتی ہے - بمبئی کے حادثہ نے آپکے دل کو بہت صدمہ پہنچایا - میں آپکو افسردہ اور غمگین دیکھکر نہایت درد مند ہوا تھا - لیکن اب کلکتہ اُٹھا ہے ' تاکہ غمگینی کی جگہہ خوشی اور کامیابی کا تحفہ آپکے سامنے پیش کرے - آپ نے ۲۵ - نومبر کی شام کو جب مجھہ سے کلکتہ کے بارے میں گفتگو کی ' تو میں نے آپکو اطمینان دلایا تھا - میں خوش ہوں کہ میرا اطمینان بالکل صحیح نکلا - کلکتہ میں میں پندرہ سال سے کام کر رہا ہوں - نصف صدی کی خاندانی زندگی رکھتا ہوں ' اسلیے میرا اطمینان علم و یقین پر مبنی تھا - گذشتہ تین سال کے اندر تحریک خلافت کے سب سے اھم کام کلکتہ ھی کے مسلمانوں نے انجام دیے ہیں - اب آخری منزل میں بھی پہلا قدم وھی اُٹھائیگا - اُسنے با امن قربانی کا راز پالیا ہے - وہ نہ تو بھڑکیگا ' نہ بجھیگا ' مگر اسکی آگ برابر سلگتی رھیگی - با امن سول نافرمانی مجھے اس سے مطلع بھی کردیا ہے ' لیکن افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی تمام خواہشوں کی طرح یہ خواہش بھی میری خواہش سے متضاد ہے ' اور میرا موجودہ فرض سلسلہ ہے بلکہ خلاف ورزی - "

سب پر غالب رھوگے ' اگر سچا ایمان اپنے اندر پیدا کر لو -

ھماری تمام فتح مندیوں کی بنیاد چار سچائیوں پر ہے ' اور میں اسوقت بھی ملک کے ہر باشندے کو انہی کی دعوت دیتا ہوں :

(۱) ھندو مسلمانوں کا کامل اتفاق -

(۲) امن -

(۳) نظم -

(۴) قربانی اور اسکی استقامت -

آپکی نظر سے پوشیدہ نہیں - اسکی پوری طرح حفاظت کرنی چاہیے' اور اسکی حفاظت آپ ہی کے ہاتھہ میں ہے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصۃ ارکان جمعیۃ کو ضرور شریک ہونا چاہیے' اور جمعیۃ العلماء کی جانب [illegible]

میں مسلمانوں سے خاص طور پر دو باتیں اور بھی کہونگا - ایک یہ کہ اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھہ پوری طرح متفق رہیں - اگر انمیں سے کسی ایک بھائی یا کسی ایک جماعت سے کوئی بات نادانی کی بھی ہو جاے تو اسے بخشدیں' اور اپنی جانب سے کوئی بات ایسی نہ کریں' جس سے اس مبارک اتفاق کو صدمہ پہنچے - دوسری بات یہ ہے کہ مہاتما گاندھی جی پر پوری طرح اعتماد رکھیں' اور جب تک وہ کوئی ایسی بات نہ چاہیں (اور وہ کبھی نہ چاہینگے) جو اسلام کے خلاف ہو' اسوقت تک پوری سچائی اور مضبوطی کے ساتھہ انکے مشوروں پر کاربند رہیں -

(مرکزی خلافت کمیٹی)

مرکزی خلافت کمیٹی کے کاموں کی طرف سے میں مطمئن ہوں - اسکے باہمت اور سرگرم صدر سیٹھہ چھٹانی صاحب کی موجودگی ہر طرح کفایت کرتی ہے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹری منتخب ہوچکے ہیں' اور نہایت سرگرمی سے کام کررہے ہیں - انکی اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کھتری پیشتر سے موجود ہیں - مجھے امید ہے کہ دفتر کے تمام اخوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نہ کرینگے جو گذشتہ قیام بمبئی کے موقعہ پر میں نے اُنسے کہی تھیں - اُنکی متحدہ زندگی اور سعی ہماری عدم موجودگی کی پوری طرح تلافی کردیگی -

(حکیم محمد اجمل خاں صاحب)

حکیم صاحب کو میرا پیام پہنچا دیا جاے' کہ اب آپکی دوش ہمت پر

صرف آپ هي کے فرائض کا نهیں بلکه هم سب کا بوجهه آ پڑا هے - حکمت الهي کا منشا ایسا معلوم هوتا هے که باهر کے تمام کام آخر تک آپ هي انجام دیں - بهتر یه هے که اب آپ بمبئي تشریف لیجائیں اور دهلي کي فکر چهوڑ دیں -

کیلیے آپ مجهے جلد باز نه سمجهیں - میں اُس اٹل وقت کو اپني آنکهوں کے سامنے دیکهه رها هوں ' اور چاهتا هوں که اسکي مبارکباد دینے میں کوئي دوسرا مجهه پر سبقت نه کر جاے - آپکے ساتهه انساني رفاقت روز بروز گهٹ رهي هے ' مگر خدا کي

آخر تک فراهمي کا سلسله جاري رهے -

میرا اراده تها که دسمبر کے وسط میں ایک خاص تاریخ عام وصولي کیلیے قرار دي جاے ' اور جسطرح مردم شماري کے وقت انتظام هوتا هے ' اسي طرح هر جگه انتظام کیا جاے - پہلے سے اعلان کردیا جاے که فلاں وقت چنده کرنے والے نکلینگے - هر شخص حتی الامکان اپنے مکان میں رهے - پهر وصول کرنے والے تمام شهر میں پهیل جائیں اور هر مسلمان کے آگے دست سوال دراز کریں - کم از کم ایک مرتبه تو ایسا هو جانا چاهیے که هندوستان کا هر مسلمان حفاظت اسلام و خلافت کے لیے کچهه نه کچهه مالي قرباني کرے ؟

لیکن کلکته پهنچکر جب ملک کي عام حالت پر نظر ڈالي تو یه وقت اسکے لیے موزوں معلوم نه هوا - میں چاهتا هوں که احمد آباد خلافت کانفرنس میں اسکا اعلان هو جاے ' اور جنوري کے پہلے هفته کي کوئي تاریخ مقرر کردي جاے -

(جمعیة العلماء)

کا وجود اسوقت سب سے زیاده اهم اور سب سے زیاده ذمه دار هے - وه علماء کا مجمع هے ' اور علماء کے سوا کوئي نهیں جسے مسلمانوں کي دیني و دنیوي رهنمائي و پیشوائي کا منصب حاصل هو - جمعیة کے سامنے اسوقت ایک نهایت اهم اسلامي مسئله تها - الله تعالی تمام ارکان جمعیة کو توفیق دے که اجتماع بداهت میں کامل اتفاق و اجماع کے ساتهه کسي بهتر فیصله پر پهنچیں - سر دست میں ارکان جمعیة سے به ادب عرض کرونگا :

(۱) آپ سب کا باهمي اتحاد هر حال میں ضروري اور تمام مقاصد کیلیے بنیاد کار ھے -

(۲) هندو مسلمانوں کے اتفاق کي ضرورت و اهمیت اور شرعي استحسان آپکي نظر سے پوشیده نهیں - اسکي پوري طرح حفاظت کرني چاهیے' اور اسکي حفاظت آپ هي کے هاتهه میں ھے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصة ارکان جمعیة کو ضرور شریک هونا چاهیے ' اور جمعیة العلماء کي جانب سے اسکا اهتمام کرنا چاهیے -

(۴) لاهور میں ارکان عامه کي جو تجویز منظور هوئی ھے ' اسپر فوراً عمل درآمد شروع هوجاے' اور جهانتک جلد ممکن هو مجوزه تعداد ممبروں کي بهم پهنچالي جاے -

(گــورنمنت بنــگال)

آخر میں مجھے گورنمنت بنگال کیلیے بهي ایک پیغام لکهنا ھے : " ۲۴ - کي هڑتال ضرور هوگي ' اور خلافت اور کانگریس رضاکاروں کا سلسله هماري گرفتاري کے بعد دوگني طاقت کے ساتهه جاري رهیگا "

عـزیـــزان ملـــک و ملت !

میں چارسال نظربند رهنے کے بعد دسمبر سنه ۱۹۱۹ع میں رها هوا ' اور دو سال کے بعد اب پهر جیل جا رها هوں - الله آپ سب کا مددگار هو' اور راه خدمت حق میں مستقیم رکھے : و افوض امري الی الله ' إن الله بصیر بالعباد !

۸ دسمبر - کلکته

احمد

گـــرفتـــاري

۱۰ - دسمبر سنہ ۲۱ء - جمعہ
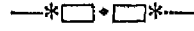
شہپر زاغ و زغن زیبائے صید و بند نیست
این کرامت همرہ شہباز و شاهین کردہ اند !
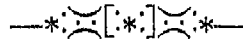
۲ - دسمبر سے مولانا اور مسٹر سي - آر - داس کي گرفتاري کي افواہ گرم تھي - لیکن ۷ - کو قابل وثوق ذرائع سے اسکي تصدیق ہوگئي - تاہم ۱۰ - تک گرفتاري عمل میں نہیں آئي - ۸ - اور ۹ - کو صرف یہ نظر آیا کہ بڑي کاوش کے ساتھہ دریافت کیا جا رہا ہے کہ مولانا بدایون کے جلسۂ جمعیۃ العلماء کیلیے جا رہے ہیں یا نہیں ؟ اگرچہ کئي دن پیشتر سے اسکا اعلان ہوچکا تھا کہ اب وہ کلکتہ سے باہر نہ جائینگے اور سفر کا پورا پروگرام منسوخ کردیا گیا ہے - حتی کہ بعض درمیاني اشخاص سے بھي اُنہوں نے زباني صاف صاف کہدیا تھا - تاہم معلوم ہوتا ہے کہ آخر تک اُنکے سفر کي توقع باقي تھي ' اسلیے تفتیش جاري رہي -

بدایون کا جلسہ ۱۰ - ۱۱ - تاریخ کو تھا - اُسکے لیے کلکتہ سے روانگي کي آخري تاریخ ۸ - تھي - یا حد درجہ ۹ - پس گویا ۹ - کي شام تک اُسکا انتظار کیا گیا -

اس اثناء میں رضا کاروںکي تنظیم اور تبلیغ کا کام روز بروز ترقي کرتا جاتا تھا - روزانہ گرفتاریوں کي تعداد بھي روز افزوں تھي - ۱۰ - کي صبح تک ایک ہزار سے زیادہ رضا کار گرفتار ہوچکے تھے -

۹ - کو مولانا اور مسٹر داس نے آئندہ کام کے نظام کي نسبت از سرنو مشورہ کیا ' اور یہ بات بھي طے کردي گئي کہ اگر وہ دونوں بہ یک دفعہ گرفتار کرلیے گئے ' تو مسٹر شیام سندر چکرورتي اُنکي جگہہ کام کرینگے - وہ بھي گرفتار ہوگئے تو یکے بعد دیگرے فلاں فلاں اصحاب کام ہاتھہ میں لیتے رہینگے -

۱۰ - کو ساڑھے چار بجے مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر اسپيشل برانچ ایک یورپین انسپکٹر پولیس کے همراہ آئے ' اور مولانا کو دریافت کیا - مولانا اوپر کي منزل میں اپنے نوشت و خواند کے کمرے میں تھے ' اور مسٹر فضل الدین احمد کو خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے - انھوں نے مسٹر گولڈي کو وهیں بلوالیا - مسٹر گولڈي نے سلام کے بعد کہا ۔ کیا وہ انکے همراہ چلینگے ؟ وہ اُنھیں لینے کیلیے آئے هیں ۔ مسٹر احمد نے پوچھا - کیا آپکے همراہ وارنٹ ھے ؟ جواب میں انکار کیا گیا - مگر مولانا نے کہا وہ بلا وارنٹ کے بھي جانے کیلیے مستعد هیں - اسکے بعد وہ اندر مکان میں گئے اور پانچ چھه منٹ کے بعد واپس آکر جانے کیلیے مستعدي ظاهر کي - انسپکٹر نے کہا ۔ اسقدر جلدي نہ کیجیے - اگر کوئی چیز اپنے آرام کیلیے ساتھه لینا چاهتے هیں تو لے لیجیے - لیکن انھوں نے صرف ایک گرم چادر اوڑھه لي - اور کوئي چیز ساتھه نہ لي ۔

جاتے وقت انھوں نے صرف یہ کہا : " کلکتہ اور باهر کے تمام احباب اور قومي کارکنوں کو میرا پیام پہنچا دیا جاے کہ تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں پوري مستعدي کے ساتھه مشغول رهیں - مجھسے ملنے کیلیے کوئي شخص نہ آئے ۔ نہ اپني جگھہ اور اپنے کام کو چھوڑے - گرفتاریوں کو ایک معمولي اور متوقع واقعہ کي طرح محسوس کرنا چاهیے - کسي طرح کي خلاف معمول اهمیت نہیں دیني چاهیے ۔ مجھے بڑا هي رنج هوگا اگر کسي ' کارکن نے میري ملاقات کیلیے اپنا ایک گھنٹہ بھي ضائع کیا "

اسکے بعد وہ روانہ هوگئے - مسٹر گولڈي موٹر کار تک ساتھہ گئے جو مکان سے کسي قدر فاصلے پر کھڑي کي گئي تھي - لیکن مولانا کے ساتھہ صرف انسپکٹر بیٹھا ۔ وہ خود دوسري کار پر چلے گئے -

اس طرح زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر کامل سکون اور خاموشي کے ساتھہ یہ معاملہ انجام پا گیا - کسي شخص نے بھي محسوس نہیں کیا کہ کوئي نئي بات پیش آئي ھے - ایسا معلوم هوتا تھا - گویا روز مرہ کا ایک معمولي واقعہ ھے جس میں دونوں فریق کیلیے کوئي خلاف توقع بات نہ تھي - جو لوگ آے ' وہ بھي

بالکل سنجیدہ اور معمولی انداز میں تھے ' اور جو گیا ' وہ بھي اپني معمولي متین اور شگفتہ حالت میں تھا - دفتر کے تمام لوگوں کو تو ایسا معلوم ہوا ' گویا وہ اپنے روزانہ معمول کے مطابق کانگرس آفس میں جا رہے ہیں !

ٹھیک اُسي وقت مسٹر کڈ ڈپٹي کمشنر پولیس مع دو تین بنگالي انسپکٹروں کے مسٹر سي - آر - داس کے یہاں گئے - اور اُنہیں اپنے ساتھہ لے آئے -

جو سادہ طریقہ گرفتاري کیلیے اختیار کیا گیا ' وہ بالکل نیا ہے - اس سے پہلے کبھي یہ روش اختیار نہیں کي گئي تھي - کوئي گرفتاري بھي ہمیں یاد نہیں جو بغیر پولیس اور فوج کي نمائش کے عمل میں آئي ہو - خود مولانا کو سنہ ۱۹۱۶ میں جب نظر بند کیا گیا ' تو رات کي پچھلي پہر کا محفوظ وقت اسکے لیے منتخب کیا گیا تھا ' اور ایک فوجي حملہ کي شان سے قوت کي نمائش ہوئي تھي - تین بجے پولیس افسروں اور سپاہیوں کي مسلح جماعت ڈپٹي کمشنر کے ماتحت پہنچي - جسمیں علاوہ سپرنٹنڈنٹ سي - آئي - ڈي کے ' سپرنٹنڈنٹ پولیس ' ڈپٹي سپرنٹنڈنٹ ' دو انسپکٹر اور پانچ سب انسپکٹر بھي تھے - اور سب انسپکٹروں کے سوا سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے - سپاہیوں نے پہلے دور تک سڑک کي ناکہ بندي کي ' پھر مکان کا محاصرہ کرلیا - اسکے بعد دروازہ پر دستک دي گئي - برخلاف اسکے اس مرتبہ معمولي انتظام بھي نہیں کیا گیا - صرف دو آدمي بلا یونی فارم کے معمولي ملاقاتیوں کي طرح آگئے ' اور چپ چاپ اپنے ساتھہ لیگئے - پولیس کي وردي اور فوج کے اسلحہ کا نام و نشان بھي نہ تھا -

مولانا جس مکان میں رہتے ہیں ' وہ علاقہ کے تھانے سے بالکل ملا ہوا ہے - صرف دیوار بیچ میں حائل ہے - لیکن تھانے میں بھی کوئی طیاري نمایاں نہیں کی گئی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب گورنمنٹ نے کم از کم دو باتیں ضرور سمجھہ لی ہیں جنکے سمجھنے سے اب تک اُسے انکار تھا - اول یہ کہ ملک کے لیڈر جب کہتے ہیں کہ گرفتار ہو جانے کیلیے بالکل طیار ہیں ' تو یہ کوئی ڈپلومیسی نہیں

ہے بلکہ واقعی انکے دل کی سچی آواز ہے - پس اُنکو گرفتار کرنے کیلیئے کسی اھتمام کی ضرورت نہیں - صرف اطلاع دیدینا ھی کافی ہے - دوسرے یہ کہ ایسے موقعوں پر طاقت کی نمائش ھی سے گرفتاري کا کام مشکل ھو جاتا ہے - غیر معمولی اھتمام اور پولیس کا ھجوم دیکھکر فوراً پبلک معلوم کرلیتی ہے کہ گرفتاري کیلیے لوگ آئے ھیں ' اور پھر اچانک عوام میں بھی جوش اور سرگرمي پیدا ھوجاتی ہے - اگر ایسا نہ کیا جاے تو گرفتاري کا بروقت کسی کو بھی علم نہو ' اور نہایت آسانی اور تیزي سے کام انجام پا جاے -

چنانچہ مولانا کی گرفتاري کا واقعہ خود اطراف و جوانب کے لوگوں کو بھی اُسوقت معلوم ھوا ' جب شہر میں اسکا اعلان کیا گیا - جاتے وقت بہت سے لوگوں نے اُنھیں موٹر کار میں ایک یوروپین کے ساتھہ بیٹھے دیکھا ' لیکن کسی کو بھی یہ خیال نہ ھوا کہ وہ جیل میں جا رہے ھیں - جب وہ موٹر کار میں سوار ھو رہے تھے تو حسب معمول کچھہ دوکاندار اور کچھہ راھگیر سلام کرنے کیلیے جمع ھوگئے ' جیسا کہ وہ ھر روز آتے اور جاتے کیا کرتے تھے ' لیکن اُنھوں نے بھی کوئی غیر معمولی بات محسوس نہیں کي - فی الحقیقت یہ طریقہ فریقین کیلیے ھر طرح آرام دہ اور بہتر ہے - کاش گورنمنت ابتدا سے اسي پر عمل در آمد کرتي تو بہت سی دقتیں اور پریشانیاں نہ آسے پیش آتیں ' نہ ملک کو -

مولانا کو پہلے پولیس کمشنر کے آفس میں پہنچایا گیا - تقریباً بیس منٹ وھاں بیٹھے ھونگے کہ مسٹر سي - آر - داس بھی وھیں پہنچا دیے گئے - پھر ایک موٹر کار لائی گئی ' اسمیں دونوں سوار ھوے - ایک یوروپین پولیس افیسر موٹر ڈرائیور کے ساتھہ بیٹھہ گیا - اور موٹر پریسیڈنسي جیل (علی پور) کی طرف روانہ ھوگئی - موٹر کار اُسوقت بھي بالکل کھلي تھي - پریسیڈنسي جیل میں پیشتر سے اطلاع دیدي گئي تھي اور تمام انتظامات مکمل تھے - پولیس افیسر نے دونوں صاحبوں کو جیلر سے ملایا ' اور اُسکے حوالے کرکے واپس چلا آیا -

مولانا نے جیل کے آفس میں مغرب کي نماز پڑھي - نماز کے بعد سپرنٹنڈنٹ سے انہیں ملایا گیا - یه در اصل سپرنٹنڈنٹ کے سامنے قیدیوں کو حسب قاعدہ پیش کرنا تھا - سپرنٹنڈنٹ نے کہا - میں نے کھانے کیلیے حکم دیدیا هے - نہیں معلوم اس حکم کا مقصد کیا تھا ؟ کیونکه اسکا کوئي نتیجه ظهور میں نہیں آیا - اگر مقصد یه تھا که تمھارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا هے تو باوجودیکه دونوں صاحبوں کے یہاں ٹیلیفون هے' لیکن کوئي اطلاع اُنکے یہاں نہیں دي گئي - اگر مقصود جیل کے کھانے سے تھا تو جس وارڈ میں وہ رکھے گئے' وهاں کوئي انتظام کھانے کا نه تھا -

اسکے بعد وہ یورروپین وارڈ میں پہنچادیے گئے' جہاں الگ الگ کمروں میں فوراً مقفل کردیا گیا - کمروں پر گورکھا سپاهیوں کا پہرہ تھا -

یه وارڈ جیل کا بہتر حصه سمجھا جاتا هے - اور یہاں صرف انڈر ٹرایل یورروپین قیدي رکھے جاتے هیں - یه دو منزله عمارت هے - اُوپر نیچے پانچ پانچ کمرے هیں - هر کمرہ دس فیٹ طول و عرض کا هوگا - هر کمرہ میں ایک صراحي' تام چیني کا کٹورا' اسٹول' اور ایک ٹیبل هوتا هے - سونے کیلیے ٹاٹ کي گدیلي اور دو کالے کمل هوتے هیں' جو جیل میں مستعمل هیں - تکیه کي جگهه ٹاٹ کي ایک پتلي اور چھوٹي سي گدیلي سرهانے لگي هوتي هے -

مولانا نے بعد کو بیان کیا " هم لوگ تقریباً سات بجے اپنے اپنے کمروں میں بند کیے گئے - ساڑھے سات بجے میں نے دروازہ کي سلاخوں سے آسمان کو دیکھا تو عشاء کا وقت اچھي طرح آچکا تھا - میں نے عشاء کي نماز پڑھي - دو چار گھونٹ پاني کے پیے اور لیٹ گیا - دو سال کے بعد یه پہلا موقعه هے که مجھے اسقدر جلد اور ایسي گہري نیند آگئي - برسوں سے میري نیند بہت کمزور هوگئی هے - آجکل یه حال تھا که گیارہ بارہ بجے لیٹتا تھا - ایک دو گھنٹے کے تکلیف دہ انتظار کے بعد کہیں نیند آتي تھي - وہ بھي اسقدر کمزور که ذرا سي کھڑکھڑاهٹ خلل ڈالدیتي تھي - لیکن اُس رات ساڑھے آٹھه بجے لیٹا' اور لیٹتے هي سوگیا - تین بجے

سے پہلے آنکھ نہ کھلي - سنتري کے فوجي بوٹوں کي آواز سیمنٹ کے برامدے میں بڑے زور سے ھورھي تھي - لیکن میري نیند میں ذرا بھي خلل نہ پڑا "

" یہ اطمینان اور بے فکري صرف اسلیے نہ تھي کہ جیل میں آگیا ' بلکہ اسلیے تھي کہ کاموں کي تکمیل کیلیے مجھے اپني گرفتاري کے ضروري ھونے کا کامل

عدالت ملزموں کے دروازے پر آ گئي ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا ھے ' اسي

پہلے اسي وارڈ میں مولوي عبد الرزاق ایڈیٹر پیغام ' بابو پدم راج جین ' مسٹر داس کے لڑکے ' اور کئي پولیٹکل قیدي رکھے گئے تھے ' لیکن جب یہ دونوں صاحب یہاں لائے گئے تو دوسرے دن صبح ھي سب کو دوسرے وارڈ میں بھیجدیا گیا -

صبح کو کرنیل ھملٹن سپرنٹنڈنٹ اور جیلر وارڈ میں آئے - کرنیل ھملٹن اپني ذات سے ایک شریف سویلین ھیں - معلوم ھوتا تھا کہ حالات کي نوعیت سے وہ متاثر ھیں ' اور ایک طرح کي شرمندگي محسوس کررھے ھیں - اگرچہ یہ بات بالکل واضح تھي مگر پھربھي وہ بار بار کہتے " مجھے اس معاملہ سے کوئي تعلق نہیں - میں صرف احکام کي تعمیل کررھا ھوں - ھم لوگوں کو جیل میں آپ جیسے لوگوں سے کبھي سابقہ نہیں پڑا - میں پریشان ھوں کہ کیا کروں ؟ - آپ کو مجھسے کوئي شکایت نہیں ھوني چاھیے "

جواب میں انسے کہا گیا کہ " درخواست ' خواھش ' شکایت ' ان جذبات سے ھمارے دل بالکل خالي ھوچکے ھیں "

سپرنٹنڈنٹ نے یہ بھي کہا کہ میں صرف یہي ایک صورت اپنے اطمینان کي دیکھتا ھوں کہ آپکو اپني جگہہ دیدوں اور خود آپکے ان کمروں میں چلا آؤں - مسٹر داس نے کہا " لیکن اگر میں سپرنٹنڈنٹ بنادیا گیا تو فوراً استعفا دیدونگا "

معلوم ھوا کہ انکے متعلق حکام جیل بلا چیف سکریٹري گورنمنٹ بنگال کے استصواب کے خود کچھہ نہیں کرسکتے - یہ حکم آچکا ھے کہ ان لوگوں کو کسي شخص سے ملنے نہ دیا جائے - حتی کہ عزیز و اقارب سے بھي - اخبارات کے دینے کي بھي قطعي

ممانعت ہے - یورروپین وارڈ کو " انگلشمین " دیا جاتا ہے لیکن انکے لیے وہ بھي ممنوع قرار پایا کیونکہ باھر کي خبریں اُس میں بھي درج ھوتي ھیں - صرف بستر اور کھانا لے لیا گیا - اور سپرنٹنڈنٹ نے تھوڑي دیر کے بعد اپنے آفس سے دو کرسیاں بھیجدیں -

(" ا " اندق " ا،ق، ")

یہ تھا کہ تمھارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا ہے تو باوجودیکہ دونوں [illegible] دی گئي - اگر مقصود جیل [illegible] جا سکتي ہے - انکے معاملہ میں بھي ابتدا سے اسکي نمایش شروع ھوگئي - گرفتاري جمعہ کے دن سہ پہر کو ھوئي - اُس دن کورٹ بند نہ تھا - وارنٹ لیا جاسکتا تھا لیکن کوئي وارنٹ حاصل نہیں کیا گیا - گرفتاري کے بعد حسب قاعدہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا چاھیے ' اور جب تک پیش نہ ھوں ' پولیس کے چارج میں رھنا چاھیے نہ کہ جیل میں - لیکن انھیں فوراً جیل میں بھیجدیا گیا - جیل میں ظاھر کیا گیا کہ آپ لوگ اسوقت تک گویا جیل میں نہیں ھیں - پولیس کے چارج میں ھیں -

لیکن بہر حال مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ناگزیر تھا - پیش کرنے کیلیے کورٹ میں لیجانا پڑتا اور اسمیں پبلک کے مظاھرہ کا خدشہ تھا - مجبوراً یہ تدبیر اختیار کي گئي کہ چوتھے دن مسٹر کڈ ڈپٹي کمشنر پولیس کو بھیجا گیا - اور کہا گیا کہ اسکي موجودگي مجسٹریٹ کي قائم مقامي کا حکم رکھتي ہے - خیال یہ تھا کہ نوان کو اپریشن کي وجہ سے کسي طرح کا قانوني اعتراض تو کیا نہیں جائیگا مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے اور مقدمہ کي تاریخ مقرر کرنے کي مشکل سے نجات مل جائیگي ' لیکن مسٹر داس نے مذاق کرتے ھوے کہدیا کہ " شاید میرے پریکٹس چھوڑنے کے بعد سے قانون بدل گیا ہے " اس سے ایک گونہ پریشاني ھوئي اور خوف پیدا ھوا کہ کہیں کارروائي بالکل بے ضابطہ مشہور نہ ھو جاے - اسلیے مجبوراً تین بجے مسٹر اے - زیڈ - خاں فورتھ پریسیڈنسي مجسٹریٹ کو ایک پیشکار کے ساتھہ جیل میں بھیجدیا گیا اور زیر دفعہ ۱۷ - ۲ - کرنمبل لا امنڈمنٹ ایکٹ وارنٹ ' بھي طیار کرلیے گئے -

پہلی پیشی

(۱۳ - دسمبر)

یه گویا پہلی پیشی تھی - ملزموں کو عدالت کے سامنے نه جانا پڑا - خود عدالت ملزموں کے دروازے پر آ گئی ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا ھے ' اسی میں وارڈر (محافظ وارڈ) کا ٹوٹا ھوا میز بچھایا گیا - اسی کی ٹوٹی ھوئی کرسی مجسٹریٹ کیلیے رکھی گئی - سامنے ملزموں کیلیے اسٹول تھے - اس ساز و سامان کے ساتھه عدالت کا اجلاس شروع ھوا -

لیکن کارروائی نہایت ھی مختصر تھی - اور مجسٹریٹ صاحب کی مضطربانه عجلت اور زیادہ اختصار کا باعث ھوئی - انھوں نے کہا " دفعه ۱۷ = کے ماتحت آپ لوگ گرفتار کیے گئے ھیں - مقدمه کی تاریخ ۲۳ - دسمبر قرار دی جاتی ھے " یه کہکر جلدی سے انھوں نے وارنٹ پر مہر لگانے کیلیے کہا اور اٹھنے لگے - لیکن بیچارہ پیشکار زیادہ ھوشمند ثابت ھوا - اس نے کہا کہ ضمانت کیلیے تو حسب قاعدہ پوچھه لیجیے - مجسٹریٹ صاحب کو بھی یاد آ گیا کہ واقعی ملزموں کو ضمانت دینے کا بھی حق ھوا کرتا ھے - لیکن انھوں نے کہا " یه حضرات ضمانت نہیں دینگے اسلیے میں نے پوچھنا ضروری نہیں سمجھا "

آخر میں مسٹر خاں نے معذرت کے لہجه میں کہا کہ وہ اس بارے میں کچھه نہیں جانتے انسے یہاں آنے کیلیے کہا گیا ' وہ چلے آئے -

۲۳ - تاریخ کے تعین میں به مصلحت تھی کہ ۲۴ - سے کرسمس کی تعطیل تھی - ۲۳ کو جب مقدمه ملتوی کردیا جائیگا تو تعطیل کی وجه سے ایک ھفته خود بخود مہلت نکل آئیگی -

دوسری پیشی

—*:*:*—

(۲۳ - دسمبر)

۲۳ - کو چار بجے پھر مسٹر اے - زید - خاں بھیجے گئے - لیکن اس مرتبہ سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں عدالت کا اجلاس ھوا - میز کے سامنے ملزموں کیلیے بھي کرسیاں رکھدي گئی تھیں' لیکن کارروائی کے اختصار کی وجہ سے بیٹھنے کی ضرورت ھي نہیں ھوئی - کارروائی صرف اسقدر ھوئی کہ مقدمہ ۵ - جنوري پر ملتوي کردیا گیا ' مجسٹریٹ نے اپني لاعلمی اور بے تعلقی کا بار بار اظہار کیا -

(۵ - جنوري)

۵ - جنوري کی پیشی کی کارروائی یہ ھے کہ کوئی کارروائی نہ ھوئی - دس بجے مسٹر سی - آر - داس کو پریسیڈنسی کورٹ جانے کیلیے طلب کیا گیا ' لیکن مولانا کی طلبی نہیں ھوئی -

بعد کو معلوم ھوا کہ گو ابتدا میں مسٹر داس اور آنکي پیشي کیلیے ایک ھي تاریخ قرار دیدي گئي تھي ' لیکن پھر کسي مصلحت سے مولانا کا مقدمہ ایک دن پیچھے ڈالدیا گیا - عدالت کے قوانین کي روسے ضروري تھا کہ یہ التوا بھی عدالت کے حکم و تصدیق سے ھوتا - یعنی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا اور پھر کارروائی دوسرے دن کیلیے ملتوي کردي جاتی ' لیکن موجودہ عہد قانون و نظم (لا اینڈ آرڈ) میں ان پابندیوں کے درد سر سے بھی عدالتوں کو نجات ملگئی ھے - نہ نوان کو اپریٹر ڈیفنس کرینگے ' نہ بچنا چاھینگے - پھر قواعد وضوابط کی پابندي سے کیا حاصل -

۶ - کی کارروائی سے معلوم ھوگا کہ گورنمنٹ نے دفعہ ۱۷ - ۲ - کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ واپس لے لیا اور کارروائی از سرنو دفعہ ۱۲۴ - الف پینل کوڈ کے ماتحت شروع ھوئی - گرفتاري کے بعد جو وارنٹ حاصل کیا گیا تھا ' وہ دفعہ

۱۷ - ۲ - کا تھا - اسلیے ۱۲۴ - کا مقدمہ شروع نہیں ہوسکتا تھا جبتک از سرنو ۱۲۴ - کے ماتحت وارنٹ سرو نہ کیا جاے ' اور اسکی گرفتاری کا نفاذ نہو - لیکن پچھلے لطیفہ سے بھی بڑھکر لطیفہ یہ ہے کہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت کوئی ضابطہ کی کارروائی عمل میں نہیں آئی - نہ تو اُسکا وارنٹ سرو کیا گیا ' نہ ضابطہ کی گرفتاری ہی کا نفاذ ہوا - تاہم ۶ - کو مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر سی - آئی - ڈی نے اپنے حلفیہ بیان میں کہا کہ " اُس نے پریسیڈنسی جیل میں وارنٹ سرو کیا " مولانا اپنے بیان میں لکھتے ہیں " یہ معاملہ بے قاعدگی اور کذب بیانی ' دونوں کا انتہائی نمونہ ہے - ۶ - تاریخ تک تو مجھے اسکا بھی علم نہ تھا کہ ۱۲۴ - کے ماتحت دعوی کیا جائیگا ؟ وارنٹ کے نفاذ سے کیا تعلق ؟ نہ تو جیل میں کوئی شخص اس غرض سے آیا - نہ مجھپر وارنٹ سرو کیا گیا "

پس گویا ۵ - جنوری سے مولانا از روے قانون بالکل آزاد تھے اُنکی گرفتاری شام کے بعد کوئی وجود نہیں رکھتی تھی - اگر وہ جیل کے افسروں پر ہرجانے کی نالش کردیں کہ کیوں اُنہیں ۵ - کے بعد جیل میں مقید رکھا گیا ؟ تو وہ کیا جواب دینگے ؟ البتہ یہ سب کچھہ اُسی صورت میں ہے جبکہ " از روے قانون " کے کوئی معنی ہوں - لیکن در اصل اسی کے کوئی معنے نہیں ہیں !

غرضکہ بجاے ۵ - کے ۶ - جنوری کو ساڑھے گیارہ بجے مولانا پریسیڈنسی کورٹ میں لاے گئے اور اسی پیشی سے کارروائی شروع ہوئی - مولانا جیل کی بند موٹرلاری میں لاے گئے تھے - مسلح فوجی پولیس کا کپتان محافظ تھا -

تیسری پیشی

—:*:(—)*(—):*:—

(۶ - جنوری کی کارروائی)

۶ - تاریخ کو ساڑھے بارہ بجے مولانا کا مقدمہ مسٹر سوینہو چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا -

کارروائی شروع ہونیسے پیشتر ہی عدالت کا کمرہ مشتاقان زیارت سے پر ہوچکا تھا ' جس میں ہر قوم کے اشخاص مسلمان ' ہندو ' مارواڑی وغیرہ موجود تھے -

احاطہ عدالت اور سڑک پر بھی ایک جم غفیر موجود تھا ' اور لوگ جوق جوق چلے آرہے تھے -

جسوقت مولانا کٹھرے میں لاے گئے ' تمام حاضرین مع وکلاء تعظیم کیلیے سرو قد کھڑے ہوگئے -

مولانا نے سب کے سلام کا جواب نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھہ دیا - اسکے بعد مولانا کٹھرے میں اس انداز سے کھڑے ہوے کہ آپ کا ایک ہاتھہ کٹھرے پر تھا ' اور ہتیلی پر سر تھا - چہرہ پر ایک خفیف سی مسکراہٹ تھی - اور نہایت ہی بے پروائی کے ساتھہ اپنے اِرد گرد کا تماشہ دیکھہ رہے تھے -

کارروائی شروع کرتے ہوے راے بہادر تارک ناتھہ سادھو سرکاری وکیل نے بیان کیا :

" مولانا ابو الکلام آزاد کے خلاف دو مقدمے ہیں - ایک دفعہ ۱۷ - ۲ ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت - دوسرا زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند (بغاوت) چونکہ موخر الذکر جرم نہایت ہی سنگین ہے ' لہذا میں انکے خلاف قانون ترمیم شدہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتا - اور اپنے اس دعوی کو واپس لیتا ہوں ' مولانا اس دفعہ کے ماتحت آزاد ہیں - "

مجسٹریٹ : (مولانا کو مخاطب کرکے) " آپ رہا کردیے گئے " -

کورٹ انسپکٹر نے مجسٹریٹ کو بتایا کہ مولانا انگریزی نہیں سمجھتے -

مولانا ـــ " میں کچھ نہیں سمجھتا اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں "

لیکن مجسٹریٹ نے ایک اُردو مترجم کو بلوایا - بابو بی - سی - چٹرجی کے سپرد یہ خدمت ہوئی- سرکاری وکیل نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوے کہا :

" ملزم کے خلاف موجودہ مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند ہے - یہ انکی اُن دو تقریروںکی بنا پر ہے ' جو انہوں نے پہلی اور ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور پارک کلکتہ میں کی تھیں - پہلے جلسہ کا مقصد تین اشخاص : حکیم سعید الرحمن' جگدمبا پرشاد' اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھا - اسکے بعد ۱۵ - جولائی کو ملزم نے اسی جگہہ ایک دوسری تقریر کی " اسمیں مذکورۂ بالا اشخاص کی سزا یابی پر صداے احتجاج بلند کرتے ہوے موجودہ وقت میں خلافت کے متعلق لوگوں کو اُنکا فرض بتایا - یہ تقریریں اُردو شارٹ ہینڈ میں لی گئیں تھیں - اسکے بعد انہیں صاف کرکے انگریزی ترجمہ کرایا گیا - یہ ترجمہ ابھی آپکے سامنے پیش کیا جائیگا - میں نے خود یہ تقریریں پڑھی ہیں ' اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ تقریریں دفعہ ۱۲۴ - کے ماتحت آتی ہیں - لیکن خیر' یہ تو میری راے ہے "

" میں ان تقریروںکا انگریزی ترجمہ پڑھتا ہوں - فیصلہ یورآنر پر منحصر ہے کہ آیا اس دفعہ کے ماتحت آتی ہیں یا نہیں ؟ مزید براں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۹۶ - (تعزیرات ہند) اس مقدمہ کیلیے سینکشن دیدیا ہے' اور اسکے اثبات کے لیے میں سب سے پہلے مسٹر گولڈی کو پیش کرتا ہوں "

(مسٹر گولڈی)

اسکے بعد مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر اسپیشل برانچ شہادت کیلیے بلاے گئے - سرکاری وکیل نے دریافت کیا " کیا ملزم کو گرفتار کرنیکے لیے تمہیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی اختیار دیا گیا تھا ؟ "

جواب ـــ " هاں "

سوال ـــ " کیا انہي تقریرونکے لیے ؟ یہ کن تاریخوں میں کي گئي تھیں ؟ "

جواب ـــ " هاں - یکم اور ۱۵ - جولائي سنه ۱۹۲۱ کو " -

سوال ـــ " کیا یہي سینکشن تمہیں ملا تھا ؟ "

جواب ـــ " هاں "

سوال ـــ " کیا اسیکے ذریعه سے تمہیں مولانا ابو الکلام آزاد کو گرفتار کرنیکے لیے حکم دیا گیا تھا ؟ "

جواب ـــ " هاں "

سوال ـــ " کیا اسپر گورنمنت آف بنگال کے چیف سکریٹري کا دستخط ثبت ھے ؟ "

جواب ـــ " هاں - میں انکے دستخط کو پہچانتا هوں "

سوال ـــ " سینکشن کس تاریخ کو دیا گیا تھا ؟ "

جواب ـــ " ۲۲ دسمبر سنه ۱۹۲۱ کو "

سوال ـــ " کیا سینکشن ملنے کے بعد تم نے چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي خدمت میں کوئي درخواست پیش کي تھي ؟ "

جواب ـــ " هاں "

سوال ـــ " تو پھر کیا تمہیں کوئي وارنٹ ملا ؟ "

جواب ـــ " هاں - میں نے پریسیڈنسي جیل میں سرو کیا "

سوال ـــ " عام طور پر جب تمہیں کسي جلسه کي اطلاع ملتي ھے تو کیا تم کوئي رپورٹر وهاں بهیجتے هو ؟ "

جواب ـــ " هاں "

سوال ـــ " کیا یہي وہ رپورٹ اور اسکي نقل ھے جو تمہیں دکھائي گئي تھي ؟ "

جواب ـــ " هاں "

(ابو اللیث محمد)

اسکے بعد سرکاري شارٹ هینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد پیش هوا - اسنے بیان کیا " میں گورنمنٹ آف بنگال کا شارٹ هینڈ رپورٹر هوں - "

یہاں مجسٹریٹ نے مولانا کو مخاطب کرکے کہا : "کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکے لیے گواہی کا ترجمہ کرایا جائے ؟"

جواب میں مولانا نے فرمایا " مجھے کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں - ہاں اگر عدالت کو ضرورت ہو تو وہ خود ایسا کرسکتی ہے - "

مجسٹریٹ ـــ " تو کیا آپ انگریزی سمجھتے ہیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ مترجم سے " بہتر ہے کہ تم ترجمہ کرتے جاؤ "

گواہ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا :

" میں کلکتہ یونیورسیٹی کا تعلیم یافتہ ہوں - تقریباً ۱۸ - مہینہ تک لکھنؤ کرسچین کالج میں رہچکا ہوں - وہاں میں نے اُردو مختصر نویسی میں ایک آنر سرٹیفکٹ اور سند حاصل کی - "

" ۱۶۰ - حرف فی منٹ میری رفتار ہے - میں اُردو سمجھتا ہوں - اُردو مختصر نویسی میں نے لکھنؤ میں سیکھی ہے - "

" یکم جولائی مجھے یاد ہے - اُس روز میں مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں مقرر ہوا تھا - اُردو میں وہاں جو جو تقریریں ہوئیں' انکے میں نے نوٹ لیے تھے - ملزم نے وہاں اُردو میں تقریر کی تھی - اور وہی اس جلسہ کے صدر تھے - "

" حتی الامکان میں نے بہتر نوٹ لیے ' اور حسب معمول مسٹر گولڈی کمشنر کے پاس بھیج دیا - مسٹر گولڈی نے اسپر ۲۵ - تاریخ کو دستخط کیا - اسکے بعد میں نے اسی تقریر کی نقل اردو لانگ ہینڈ میں لی - اور مسٹر گولڈی کے سامنے پیش کیا - "

" اسپر مسٹر گولڈی کا ۱۴ - دسمبر سنہ ۲۱ ء کا دستخط موجود ہے - "

(بابو باما چرن چٹرجی)

اسکے بعد باما چرن چٹرجی سرکاری مترجم پیش ہوا - اسنے بیان کیا " وہ اردو اور ہندی کا مترجم ہے ' اور الہ آباد یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ ہے "

سرکاري وکيل ــــ " پهلي جولائي کي اردو تقریرکو ذرا دیکهو ؟ "

گواہ ــــ " میں نے هي اسکا ترجمه کیا تها - اسپر میرا دستخط موجود هے - میں نے حتی الامکان اسکا بهتر ترجمه کیا - "

سرکاري وکیل ــــ " دوسري تقریرکو دیکهو جو ١٥ جولائي کي هے - "

گواہ ــــ " میں نے اسکا بهي صحیح ترجمه کیا هے - "

(انسپکٹر محمد اسمعیل)

اسکے بعد محمد اسمعیل انسپکٹر اسپیشل برانچ بلوایا گیا - اسنے بیان کیا :

" میں مرزا پور پارک میں متعین کیا گیا تها - وهاں میں نے ملزم کو دیکها - انہوں نے وهاں ایک تقریرکي تهي - میں نے اردو لانگ هینڈ میں پهلي جولائي کي تقریر کا نوٹ لیا تها - ملزم اس جلسه کے صدر تهے - اور اسي حیثیت سے تقریرکی تهي - "

سرکاري وکیل ــــ " جلسه کس غرض سے هوا تها ؟ "

گواہ ــــ " مبلغین خلافت : حکیم سعید الرحمن ، جگدمبا پرشاد ، اور اجودهیا پرشاد کي گرفتاري کے متعلق - "

" جلسه میں تقریباً ١٢ - هزارآدمیونکا مجمع تها - هر قسم کے لوگ جلسه میں موجود تهے ، لیکن ٥٠ - فيصدي مسلمان تهے - میں نے صحیح نوٹ لیے تهے - انسپکٹر کے - ایس گهوسال اور دوسرے افسرمیرے همراہ تهے - اور یه (مولانا ابوالکلام آزاد) صدر جلسه کي اردو تقریر کا نوٹ هے - اسکے بعد بابو پنچکوري بنرجي نے تقریرکي تهي - "

" بابو پنچکوري بنرجي کي تقریر صدر جلسه کي تقریر کے ساتهه شامل هے - "

" ١٥ - جولائي کوبهي میں مرزا پور پارک میں متعین کیا گیا تها - میں وهاں گیا تها - میں نے وهانکي تقریروں کے نوٹ لیے - انسپکٹر مکرجي اور مسٹرکر بهي میرے همراہ تهے - مولوي نجم الدین اور ملزم نے اس جلسه میں تقریرکي تهي - میں نے ان تقریرونکا نوٹ لانگ هینڈ میں لیا - میں نے تقریر کے صرف انهي حصونکا صحیح نوٹ لیا جنهیں میں نے ضروري سمجها تها - "

" میں کلکته یونیورستي کا تعلیم یافته اور بي - ایس - سي - هوں - میں اردو سمجهتا هوں - تقریباً ١٠ - ١٠ ، ١٢ - هزار کے درمیان جلسه میں لوگونکا مجمع تها - "

یہاں سرکاری وکیل نے گواہ سے کہا " نوٹ دیکھکر ذرا اپنے حافظہ کو درست کرو " گواہ نے نوٹ دیکھکر بتایا " ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - اور ہم نے ایک مشترکہ نوٹ داخل کیا تھا "

(پولیس انسپکٹر کے - ایس - گھوسال)

اسکے بعد کے - ایس - گھوسال انسپکٹر اسپیشل برانچ کی شہادت لیگئی - اسنے بیان کیا :

" میں کلکتہ یونیورسٹی کا گریجوئٹ ہوں - یکم جولائی سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور اسکوئر کے جلسہ میں میں گیا تھا - ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - میں نے تقریروں کے نوٹ لانگ ھینڈ میں لیے تھے - میں تقریر کے صرف انہی حصوں کا نوٹ لیا کرتا ہوں جنہیں میں ضروری سمجھتا ہوں - میں نے انکے صحیح نوٹ لیے تھے (نوٹ پیش کرتے ہوے) یہ پہلی جولائی کی متفقہ رپورٹ ھے - اسمیں صدر (ملزم) کی تقریر بھی شامل ھے - یہ نوٹ مسٹر گولڈی کی خدمت میں پیش کردیے گئے تھے - جنپر انہوں نے اپنا دستخط کردیا تھا - "

سرکاری وکیل - " جلسہ کس غرض سے ہوا تھا ؟ "

جواب — " سعید الرحمن ، جگدمبا پرشاد ، اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنیکی غرض سے - تقریباً ۱۲ - ہزار آدمیوں کا مجمع تھا - ہر قسم کے لوگ اسمیں شریک تھے - لیکن نصف کے قریب ھندوستانی مسلمان تھے - بقیہ نصف ھندوستانی ھندو اور بنگالی تھے "

(انسپکٹر بی - بی - مکرجی)

اسکے بعد بی - بی مکر جی انسپکٹر سی - آئی - ڈی پیش ہوا - اسنے بیان کیا :

" مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں نوٹ لینے کیلیے میں مقرر ہوا تھا - میں نے نوٹ لیے اور ۱۵ - جولائی سنہ ۱۹۲۱ - کو ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں پیش کر دیا - "

" ملزم اس جلسه کے صدر تھے - انھوں نے وھاں ایک تقریر کی تھی - میں نے اسکے صحیح نوٹ لیے تھے - یه نوٹ اسي روز شام کو مسٹر گولڈي کے سامنے پیش کردیے گئے - اسپر انکا دستخط موجود ھے - محمد اسمعیل اور میں' دونوں نے ایک مشترکه نوٹ داخل کیا تھا - ملزم نے اردو میں تقریر کی تھي - میں کچھه کچھه اس زبان کو سمجھتا ھوں - "

" یه جلسه تین مبلغین خلافت : حکیم سعید الرحمن '، جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے اور لوگوں کو جیل جانے کي ترغیب دینے اور شوق دلانے کي غرض سے ھوا تھا "

تقریباً ۱۰ - ھزار کا مجمع تھا - مسلمان ' ھندو ' اور ھوڑا اور للوا کے ملوں کے بہت سے مزدور اسمیں شریک تھے - تقریبا ۵۰ - والنٹیر بیج لگاے ھوے تھے جسپر یه لکھا تھا " جیل جانے کیلیے طیار ھیں "

(مسٹر گولڈي دو بارہ)

مسٹر گولڈي پھر بلواے گئے - انھوں نے رپورٹ اور نوٹ پر جو وھاں پیش کیے گئے تھے' اپنے دستخط ھونیکي تصدیق کي -

اسکے بعد سرکاري وکیل نے پہلي جولائي کي تقریر کا انگریزي ترجمه پڑھکر سنایا - اور کہا " ۱۵ - جولائي کو بھي اسي قسم کي تقریر ھوئي تھي "

پھر اسنے چارج مجسٹریٹ کے حواله کردیا - اسکے بعد لنچ کیلیے کارروائي ملتوي کي گئي -

(لنچ کے بعد کي کارروائي)

۳ بجکر ۲۰ - منٹ پر مجسٹریٹ عدالت میں داخل ھوا - مولانا کو بلوایا گیا - جسوقت مولانا صحن سے ھوکر عدالت کے کمرہ میں لاے جارھے تھے ' تو باھر کے عظیم الشان مجمع نے جو سڑک پر کھڑا تھا - مولانا کی ایک ذرا سي جھلک دیکھه پائي ' اور الله اکبر کي گونج سے در و دیوار ھل نے لگے -

جب مولانا کمرہ میں داخل ھوے تو تمام حاضرین سروقد اٹھه کھڑے ھوے ' اور بلا قصد انکي زبان سے بھي الله اکبر کا نعرہ نکل گیا اگرچه خود مولانا ھاتھه کے اشارے

سے روکتے رھے - مجسٹریٹ نے گھبرا کر فوراً سرجنٹ کو کمرہ خالي کرا دینے کا حکم دیا جسپر فوراً عمل کیا گیا - صرف چند آدمي جو کرسیوں پر بیٹھے ھوے تھے اندر رھگئے -

شارٹ ھینڈ اردو رپورٹر نے ان دونوں تقریروں کو جنکي بنا پر دعوی کیا گیا ھے ' پڑھکر سنایا -

اسکے بعد ۱۲۴ - الف کے ماتحت فرد قرارداد جرم لگا دي گئي -

مجسٹریٹ ـــ مولانا سے - " کیا آپ کچھہ کہنا چاھتے ھیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ کوئي گواہ پیش کرنا چاھتے ھیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں - اگر میں نے ضرورت دیکھي تو آخر میں اپنا تحریري بیان پیش کرونگا " -

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپکو کاغذ کي ضرورت ھے ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ کیا آپکو اور کسي چیز کي ضرورت ھے ؟ "

مولانا ـــ میں اپني تقریروں کي نقل چاھتا ھوں - (جو انہیں دے دي گئي)

یہاں سرکاري وکیل نے مجسٹریٹ سے درخواست کي کہ عرضي دعوی کي بھي ایک نقل ملزم کو دے دي جاے -

اسکے بعد مقدمہ ۱۱ - جنوري تک کیلیے ملتوي کردیا گیا ' مقدمہ کے تمام دوران میں عدالت کے احاطہ اور سڑک پر عظیم الشان مظاھرہ جاري تھا - قومي نعروں کي آوازیں برابر بلند ھو رھي تھیں - جونھي مولانا جیل کي گاڑي میں سوار ھونے لگے ' ابو الکلام آزاد کي جے ' بندے ماترم ' مہاتما گاندھي کي جے ' ھندو مسلمانوں کي جے ' اور الله اکبر کے پرشکوہ نعروں سے تمام فضا گونج اٹھي !

لوگوں کي اسقدر کثرت تھي کہ کچھہ عرصہ تک گاڑیوں کي آمد و رفت بھي رک گئي تھي -

نقـــل اِستغـــاثـــه

بعدالت چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کلکته

براے گرفتـاري زیر دفعه ۱۲۴ - الف تعـزیرات هنـد

جے - اے - ایم - گولڈي - ڈپٹي کمشنر آف پولیس - اسپیشل برانچ کلکته - مدعي

مـولانا ابـوالکـلام آزاد - مدعا علیه

مذکورۂ بالا مدعی کا بیان حسب ذیل ھے :

(۱) یکم جولائي سنه ۱۹۲۱ کو مدعا علیه نے مرزاپور پارک میں نان کواپریشن اور بائیکاٹ کے مضمون پر اُردو میں ایک تقریر کي تھي -

ایک اُردو مختصر نویس نے انکي پوري تقریر کے نوٹ اُردو میں لیے - مذکورۂ بالا نوٹ کے نقل کي ایک اردو کاپي جسپر انگریزي حرف " اے " کا نشان بنا ھے ' منسلک درخواست هذا ھے - مذکورۂ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمه بھي شامل ھے ' جسے گورنمنٹ آف بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا ھے - اُس پر انگریزي حرف " بي " کا نشان ھے -

(۲) پھر ۱۵ - جولائي سنه ۱۹۲۱ کو ملزم مذکور نے اردو میں ایک دوسري تقریر اُسي جگھه اور اُسي مضمون پر کي - اور ایک اردو رپورٹر نے انکي پوري تقریر کا اردو شارٹ هینڈ میں نوٹ لیا - اُس نوٹ کي ایک نقل جسپر حرف " سي " کا نشان ھے ' منسلک ھے - اور دوسرا کاغذ جسپر حرف " ڈي " کا نشان ھے ' مذکورۂ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمه ھے ' جسے گورنمنٹ بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا ھے -

(۳) دونوں موقعوں پر اسپیشل برانچ کے تین اور افسروں نے بھي لانگ هینڈ میں نوٹ لیے تھے - اور وہ اُس شارٹ هینڈ رپورٹ کي تصدیق کرتے هیں -

(۴) تقریروں کے دیکھنے سے اندازہ هوسکتا ہے کہ مقرر نے اپني ان تقریروں سے گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں حقارت و نفرت پھیلانے کي کوشش کي - اور اسطرح ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جسکي وجہ سے ۱۲۴ - الف تعزیرات هند کے ماتحت سزا کا مستوجب قرار پاسکتا ہے -

(۵) گورنران کونسل نے مدعي کو یہ حکم اور اختیار دیا ہے کہ وہ مولانا ابو الکلام آزاد کو مذکورہ بالا جرم کي بنا پر زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات هند گرفتار کرے ' اور انکے خلاف چارہ جوئي کرے - سینکشن کي اصل کاپي منسلک ہے ' اور اسپر حرف " اِبي " کا نشان ہے - لہذا مدعي یہ درخواست کرتا ہے کہ ملزم کے خلاف حکم نامہ جاري کیا جاے کہ وہ مذکورہ بالا الزامات کي جوابدهي کرے ' اور اسکے حاضر هونے پر مقدمہ چلایا جاے ' نیز قانون کے مطابق کارروائي عمل میں لائي جاے -

---

چوتھي پیشي

(۱۱ - جنوري)

۱۱ تاریخ کو مسٹر سوینہو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي عدالت میں چوتھي پیشي هوئي - حسب معمول کمرہ اور احاطۂ عدالت لوگوں سے پرتھا - لیکن قبل اسکے کہ کارروائي شروع هو ' سارجنٹ نے کمرہ لوگوں سے خالي کرالیا - حتی کہ ان لوگوں کو بھي رهنے نہ دیا جو کرسیوں پر بیٹھے هوے تھے -

اسکے بعد مولانا لاے گئے - جونهي انہوں نے کٹھرے میں قدم رکھا ' تمام وکلاء جو وهاں موجود تھے ' تعظیم کیلیے اُٹھہ کھڑے هوے -

مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا :

" کیا آپ کوئي بیان دینا چاهتے هیں ؟ "

مولانا - " هاں "

" اگر عدالت کو کوئي اعتراض نہ هو، تو میں ایک تحریري بیان پیش کرونگا - "

مجسٹریٹ ـــ " کیا وہ آپکے ساتھہ هے ؟ "

مولانا ـــ " هاں - یہ اُردو میں هے - لیکن میں چاهتا هوں ، اسکا انگریزي ترجمہ عدالت میں داخل کروں "

مجسٹریٹ ـــ " تو کیا آپ خود اسکا ترجمہ کرالینگے ؟ "

مولانا ـــ " هاں اگر عدالت کو اسمیں کوئي اعتراض نہ هو "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ کو اور کسي چیز کي ضرورت هے ؟ "

مولانا ـــ اگر کوئي حرج نہ هو تو میں اپني اس تقریر کا جسے مغویانہ بتایا گیا هے انگریزي ترجمہ دیکھنا چاهتا هوں "

مجسٹریٹ ـــ " کیا بیان کیلیے اسکي ضرورت هے ؟ "

مولانا ـــ " - میں اسے دیکھنا چاهتا هوں "

مجسٹریٹ نے عدالت سے دریافت کیا کہ انگریزي ترجمہ ملزم کو پہلے هي کیوں نہ دیا گیا ؟ اب انہیں فوراً دیدیا جاے - سرکاري وکیل نے ایک پولیس افسر سے کہا - اسنے بیان کیا کہ اسوقت وہ وهاں موجود نہیں هے - جیل میں بهیجدیا جایگا -

اسکے بعد مقدمہ ١٧ - جنوري سنہ ١٩٢٢ تک کیلیے ملتوي کردیا گیا -

سابق کي طرح آج بهي ایک بہت بڑا مجمع سڑک پر موجود تها اور برابر قومي نعرے لگا رها تها -

---

پانچـــویں پیشـــي

(١٧ - جنوري)

١٧ - جنوري کو مولانا کے مقدمہ کي سماعت پریسیڈنسي سول جیل میں هوئي - حسب معمول هزاروں آدمي وقت مقررہ پر پریسیڈنسي کورٹ پہنچ گئے تهے - لیکن جب انہیں معلوم هوا کہ مقدمہ کورٹ کے بجاے جیل میں هوگا ،

تو اپنے اپنے گھروں کو مایوس واپس گئے - پھر بھي ایک معقول تعداد هندو مسلمانوں کي فوراً ٹکسیوں پر سوار ھوکر جیل پہنچ گئي - مگر وھاں انہیں احاطه جیل کے اندر جانیکي اجازت نه دي گئي - بعد کو معلوم ھوا که مولانا کے اعزاء اور اخبارات کے نمایندونکو بھي اندر جانے کي اجازت نہیں ملیگي - عدالت کے اندر صرف مسٹر گرلڈبي ڈپٹي کمشنر اسپیشل برانچ اور چند سي - آئي - ڈي - پولیس افسر موجود تھے - ۱۲ بجے مسٹر سوینہو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ بمعیت راے بہادر تارک ناتھه سادھو سرکاري وکیل آئے -

اخبارات کے نمائندوں نے اندر جانے کي پھر کوشش کي لیکن عدالت کے پیشکار نے کہا - حکام جیل سے اسکي درخواست کرني چاهیے - وھي اسکي اجازت دیسکتے ھیں - چنانچه اسکي تعمیل میں جیلر سے کہا گیا - اُسنے کہا - وہ کمرہ اب عدالت کو دیدیا گیا ھے - انکا اسمیں کوئی اختیار باقي نہیں - چنانچه مجسٹریٹ کو اسکي اطلاع دي گئي - لیکن جواب ملا که سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس درخواست دي جاے - سپرنٹنڈنٹ اسوقت موجود نه تھا ' اسلیے ملاقات نه ھوسکي - لیکن بعد کو سپرنٹنڈنٹ نے مولانا سے کہا که نه تو اسکے طرف سے کوئي روک تھي ' اور نه وہ روکنے کا مجاز تھا - اسکا اختیار تو صرف مجسٹریٹ کو ھے -

ٹھیک پونے ۱۲ - بجے جیلر کے همراہ مولانا آئے - مولانا نے کمرۂ عدالت کے اندر قدم رکھتے ھي دریافت کیا " یه کارروائي پبلک ھے یا پرائیوٹ ؟

مجسٹریٹ ـــ " پرائیوٹ ؟ "

مجسٹریٹ ـــ " آپ تشریف رکھیں "

مولانا ـــ " کیا آپنے یه مجھسے کہا ھے ؟ غالباً آپکو یاد نہیں رھا که پہلے بھي میں دو مرتبه آپکے سامنے پیش ھوچکا ھوں "

مجسٹریٹ ـــ " مجھے یاد ھے "

مولانا ـــ " گذشته موقعوں پر جب میں دو تین گھنٹے تک مسلسل کھڑا رھسکا - تو آج بھي کھڑے رھنے میں مجھے کوئي تکلیف نہیں ھوسکتي "

مجسٹریٹ ـــ " افسوس ھے که مجھے ان موقعوں پر یاد نه رھا -

مولانا ـــ " (آپکے اس اعتراف کا) شکریه "

مجسٹریٹ — "کیا آپ اپنا بیان لاے هیں ؟ "

مولانا نے اپنا اردو بیان پیش کردیا اور کہا کہ انکے سکریٹری کی عدم موجودگی کہ وجه سے انگریزی ترجمه مکمل نه هوسکا -

مجسٹریٹ — " تو کیا آپ اسکے ترجمه کیلیے اور مہلت چاهتے هیں ؟ "

مولانا — " نہیں - میں نہیں چاهتا که محض ترجمه کیلیے مقدمه میں تاخیر هو - "

مجسٹریٹ — " لیکن اگر اسکا انگریزی ترجمه هو جاتا تو عدالت کیلیے اسمیں بڑی آسانی هوتی "

اسکے بعد مقدمه ۱۹ - تاریخ تک کیلیے ملتوی کردیا گیا - لیکن بعد کو خود بخود ۱۹ - کے بجاے ۲۴ - تاریخ کردی گئی -

چھٹـــی پیشـــی

—•••(**)•••—

(۲۴ - جـــنـوری)

۲۴ - جنوری کو مولانا کا مقدمه سول جیل میں چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش هوا - آج خلاف معمول پبلک کی ایک معقول تعداد کو اندر جانیکی اجازت ملگئی تھی -

ایک بجے کے قریب مولانا تشریف لاے' اور صرف یه کارروائی هوئی که مولانا کا بیان عدالت نے لے لیا اور ۳۱ - جنوری آئندہ پیشی کیلیے قرار پائی -

ساتویں پیشـــی

—•••[:*:]•••—

(۳۱ - جـــنـوری)

مولانا کی طبیعت کئی دن سے سخت علیل تھی - جگر کا فعل ناقص هوجانے کی وجه سے اسہال کی شکایت لاحق هوگئی - ۳۱ - کو ایک مرتبه استفراغ

بھي ھوا - جيل کے ڈاکٹر نے کہا - ايسي حالت ميں انکا عدالت ميں جانا نہايت مضر ھوگا - سپرنٹنڈنٹ طيار ھے کہ عدالت کو اطلاع ديکر پيشي ملتوي کرادي جاے - ليکن مولانا نے پسند نہيں کيا کہ اُنکي وجہ سے کارروائي ميں کسي طرح کا التوا يا تاخير ھو - انہوں نے کہا - جب کارروائي جيل ھي کے احاطہ ميں ھوتي ھے تو تھوڑي دير کيليے چند قدم چلا جانا کچھہ دشوار نہ ھوگا - جيل سے کوئي اطلاع عدالت کو نہ دي جاے -

ليکن تھوڑي دير کے بعد سپرنٹنڈنٹ جيل مسٹر سوينھو پريسيڈنسي مجسٹريٹ کي چٹھي ليکر آے جو ۳۰ - کي لکھي ھوئي تھي اور اس ميں لکھا تھا کہ مولانا کا مقدمہ ۹ - فروري پر ملتوي کرديا گيا -

۵ - جنوري کي کارروائي کے مقابلے ميں يہ کارروائي غنيمت تھي - کم از کم اطلاع تو ديدي گئي - مگر سوال يہ ھے کہ کيا اس طرح کي چٹھي مجسٹريٹ کي موجودگي اور ملزم کي حاضري کے قائم مقام ھوسکتي ھے ؟ اگر جواب اثبات ميں ھو تو يہ گويا قوانين مسلمۂ عدالت ميں ايک نئے قاعدہ کا اضافہ ھوگا - ھم اسے "ترميم" بھي کہہ سکتے تھے ' مگر جہانتک معلوم ھے ' سنہ ۱۹۰۸ ميں صرف ضابطۂ فوجداري ھي کي "ترميم" ھوئي تھي ' ضابطۂ عدالت کي نہيں ھوئي تھي !

اب ھم پہلے مولانا کا بيان درج کرتے ھيں - اُسکے بعد آخري پيشي کي روئداد اور عدالت کا فيصلہ نقل کرينگے - بيان آئندہ صفحہ سے شروع ھوتا ھے !
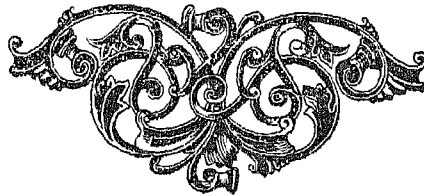
مولانا ابوالکلام کا تحریری بیان

:):[::]:(:*

الحمد للہ وحدہ

:[::]::[::]:*

(عارضی وقفہ)

میرا ارادہ نہ تھا کہ کوئی تقریری یا تحریری بیان یہاں پیش کروں - یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے لیے نہ تو کسی طرح کی امید ہے ' نہ طلب ہے ' نہ شکایت ہے - یہ ایک موڑ ہے جس سے گذرے بغیر ہم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے ' اسلیے تھوڑی دیر کیلیے اپنی مرضی کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا ہے - یہ نہ ہوتی تو ہم سیدھے جیل چلے جاتے -

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے اندر میں نے ہمیشہ اسکی مخالفت کی کہ کوئی نان کوا پریٹر کسی طرح کا بھی حصہ عدالت کی کارروائی میں لے - آل انڈیا کانگرس کمیٹی ' سنٹرل خلافت کمیٹی ' اور جمعیۃ العلماء ہند نے اگرچہ اسکی اجازت دیدی ہے کہ پبلک کی واقفیت کیلیے تحریری بیان دیا جاسکتا ہے ' لیکن ذاتی طور پر میں لوگوں کو یہی مشورہ دیتا رہا کہ خاموشی کو ترجیح ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اسلیے بیان دیتا ہے کہ مجرم نہیں ' اگرچہ اسکا مقصد پبلک کی واقفیت ہو ' تاہم وہ اشتباہ سے محفوظ نہیں ہے - ہوسکتا ہے کہ اپنے بچاؤ کی ایک ہلکی سی خواہش اور سماعت حق کی ایک کمزور سی توقع اسکے اندر کام کر رہی ہو - حالانکہ نان کو اپریشن کی راہ بالکل قطعی اور یک سو ہے - وہ اس بارے میں اشتباہ بھی گوارا نہیں کرسکتی -

(کامل مایوسی ' اسلیے کامل تبدیلی کا عزم)

" نان کو اپریشن " موجودہ حالت سے کامل مایوسی کا نتیجہ ہے ' اور اسی مایوسی سے کامل تبدیلی کا عزم پیدا ہوا ہے - ایک شخص جب گورنمنٹ سے

ان کو اپریشن کرتا ہے، تو گویا اعلان کرتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے انصاف اور حق پسندی سے مایوس ہوچکا - وہ اسکی غیر منصف طاقت کے جواز سے منکر ہے، اور اسی لیے تبدیلی کا خواہشمند ہے - پس جس چیز سے وہ اس درجہ مایوس ہوچکا کہ تبدیلی کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھتا، اس سے کیونکر امید کرسکتا ہے کہ ایک منصف اور قابل بقا طاقت کیطرح اسکے ساتھہ انصاف کریگی ؟

اس اصولی حقیقت سے اگر قطع نظر کرلیا جاے، جب بھی موجودہ حالت میں بریت کی امید رکھنا ایک بے سود زحمت سے زیادہ نہیں ہے - یہ گویا اپنی ایک ایک ریشہ معمور ہو رہا ہے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکی ایک جھلک ہی دیکھہ پاے ! اگر ایسا ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ لوگ اس جگہہ کیلیے دعائیں مانگتے !

(میں بیان کیوں دیتا ہوں ؟)

بہر حال میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں - لیکن ۶ - جنوری کو جب میرا مقدمہ پیش ہوا، تو میں نے دیکھا - گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے میں نہایت عاجز اور پریشان ہو رہی ہے، حالانکہ میں ایسا شخص ہوں جسکو اسکی خواہش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملنی چاہیے - افراد و اشخاص سے نہیں ہے -

(عدالت گاہ نا انصافی کا قدیم ترین ذریعہ ہے)

ہمارے اس دور کے تمام حالات کیطرح یہ حالت بھی نئی نہیں ہے - تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی حکمراں طاقتوں نے آزادی اور حق کے مقابلہ میں ہتیار اٹھاے ہیں، تو عدالت گاہوں نے سب سے زیادہ آسان اور بے خطا ہتیار کا کام دیا ہے - عدالت کا اختیار ایک طاقت ہے، اور وہ انصاف اور نا انصافی، دونوں کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے - منصف گورنمنٹ کے ہاتھہ میں وہ عدل و حق کا سب سے بہتر ذریعہ ہے لیکن جابر اور مستبد حکومتوں کیلیے اس سے بڑھکر انتقام اور نا انصافی کا کوئی آلہ بھی نہیں -

تاریخ عالم کی سب سے بڑی نا انصافیاں میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں ہی میں ہوئی ہیں - دنیا کے مقدس بانیان مذہب سے لیکر سائنس کے محققین اور مکتشفین تک، کوئی پاک اور حق پسند جماعت نہیں ہے جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کھڑی نہ کی گئی ہو- بلا شبہ زمانے کے انقلاب سے عہد قدیم کی بہت سی برائیاں مٹ گئیں - میں تسلیم کرتا ہوں کہ اب دنیا میں دوسری صدی عیسوی کی خوفناک رومی عدالتیں اور از منۂ متوسطہ (مڈل ایجز) کی پراسرار " انکویزیشن " وجود نہیں رکھتی، لیکن میں یہ ماننے ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے لیے نہ تو کسی طرح کی امید ہے، نہ طلب ہے، نہ شکایت ہے - یہ ایک موڑ ہے جس سے گذرے بغیر ہم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے، اسلیے تھوڑی دیر کیلیے اپنی مرضی کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا ہے - یہ نہ ہوتی تو ہم سیدھے جیل چلے جاتے -

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے اندر میں نے ہمیشہ اسکی مخالفت کی کہ کوئی نان کوا پریٹر کسی طرح کا بھی حصہ عدالت کی کارروائی میں لے - آل انڈیا کانگرس کمیٹی، سنٹرل خلافت کمیٹی، اور جمعیۃ العلماء ہند نے اگرچہ اسکی اجازت دیدی ہے کہ پبلک کی واقفیت کیلیے تحریری بیان دیا جاسکتا ہے،

کیے گئے - ہم کو اسمیں سقراط نظر آتا ہے جسکو صرف اسلیے زہر کا پیالہ پینا پڑا کہ وہ اپنے ملک کا سب سے زیادہ سچا انسان تھا - ہم کو اسمیں فلورنس کے فدا کار حقیقت گلیلیو کا نام بھی ملتا ہے، جو اپنی معلومات و مشاہدات کو اسلیے جھٹلا نہ سکا کہ وقت کی عدالت کے نزدیک انکا اظہار جرم تھا - میں نے حضرت مسیح کو انسان کہا، کیونکہ میرے اعتقاد میں وہ ایک مقدس انسان تھے جو نیکی اور محبت کا آسمانی پیام لیکر آئے تھے - لیکن کروڑوں انسانوں کے اعتقاد میں تو وہ اس سے بھی بڑھکر ہیں؟ تاہم یہ مجرموں کا کٹھرا کیسی عجیب مگر عظیم الشان جگہ ہے، جہاں سب سے اچھے اور سب سے برے، دونوں طرح کے آدمی کھڑے کیے جاتے ہیں؟ اتنی بڑی ہستی کیلیے بھی یہ ناموزوں جگہ نہیں!

(حمد و شکر !)

اس جگھه کي عظيم الشان اور عميق تاريخ پر جب ميں غور کرتا هوں ' اور ديکھتا هوں که اسي جگھه کھڑے هونيکي عزت آج ميرے حصه ميں آئي هے ' تو بے اختيار ميري روح خدا کے حمد و شکر ميں تڑپ جاتي هے ' اور صرف وهي جان سکتا هے که ميرے دل کے سرور و نشاط کا کيا عالم هوتا هے ؟ ميں مجرموں کے اس کٹھرے ميں محسوس کرتا هوں که بادشاهوں کيليے قابل رشک هوں - انکو اپني خوابگاه عيش ميں وه خوشي اور راحت کہاں نصيب جس سے ميرے دل کا ايک ايک ريشه معمور هو رہا هے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکي ايک جھلک هي ديکھه پاے ! اگر ايسا هوتا تو ميں سچ کہتا هوں که لوگ اس جگھه کيليے دعائيں مانگتے !

(ميں بيان کيوں ديتا هوں ؟)

بہر حال ميرا اراده نه تها که بيان دوں - ليکن ۲ - جنوري کو جب ميرا مقدمه پيش هوا ' تو ميں نے ديکھا - گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے ميں نہايت عاجز اور پريشان هو رهي هے ' حالانکه ميں ايسا شخص هوں جسکو اسکي خواهش اور خيال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زياده سزا ملني چاهيے -

پہلے ميرے خلاف دفعه ۱۷ - ۲ ترميم ضابطۂ فوجداري کا دعوی کيا گيا تها - ليکن جب اسکا ويسا ثبوت بهي بہم نه هوسکا ' جيسا آجکل اثبات جرم کيليے کافي تصور کيا جاتا هے ' تو مجبوراً واپس لے ليگئي - اب ۱۲۴ - الف کا مقدمه چلايا گيا هے - ليکن بد قسمتي سے يه بهي مقصد براري کيليے کافي نہيں - کيونکه جو تقريريں ثبوت ميں پيش کي گئي هيں ' وه اُن بہت سي باتوں سے بالکل خالي هيں جو اپني بے شمار تقريروں اور تحريروں ميں هميشه کہتا رہا هوں اور جو شايد گورنمنٹ کيليے زياده کار آمد هوتيں -

يه ديکھکر ميري راے بدل گئي - ميں نے محسوس کيا که جو سبب بيان نه دينے کا تها ' وهي اب متقاضي هے که خاموش نه رهوں - اور جس بات کو گورنمنٹ

باوجود جاننے کے دکھلا نہیں سکتي ' اسے خود کامل اقرار کے ساتھہ اپنے قلم سے لکھدوں - میں جانتا ہوں کہ قانون عدالت کي رو سے یہ میرے فرائض میں داخل نہیں ھے - میري جانب سے پراسکیوشن کیلیے یہي بہت بڑي مدد ھے کہ میں نے ڈیفنس نہیں کیا - لیکن حقیقت کا قانون عدالتي قواعد کي حیلہ جوئیوں کا پابند نہیں ھے - یقیناً یہ سچائي کے خلاف ہوگا کہ ایک بات صرف اسلیے پوشیدہ رہنے دي جاے کہ مخالف اپني عاجزي کیوجہ سے ثابت نہ کرسکا -

(اقــرار " جــرم ")

(۱) ھندوستان کي موجودہ بیورو کریسي ایک ویسا ھي حاکمانہ اقتدار ھے جیسا اقتدار ملک و قوم کي کمزوري کي وجہ سے ھمیشہ طاقتور انسان حاصل کرتے رھے ھیں - قدرتي طور پر یہ اقتدار قومي بیداري کے نشو و نما اور آزادي و انصاف کي جد و جہد کو مبغوض رکھتا ھے - کیونکہ اِسکا لازمي نتیجہ اُسکي غیر منصفانہ طاقت کا زوال ھے ' اور کوئي وجود اپنا زوال پسند نہیں کرسکتا اگرچہ از روے انصاف کتنا ھي ضروري ھو - یہ گویا تنازع للبقاء (Struggle for Existance) کي ایک جنگ ھوتي ھے جسمیں دونوں فریق اپنے اپنے فوائد کیلیے جد و جہد کرتے ھیں - قومي بیداري چاھتي ھے کہ اپنا حق حاصل کرے - قابض طاقت چاھتي ھے کہ اپني جگہہ سے نہ ھٹے - کہا جاسکتا ھے کہ پہلے فریق کیطرح آخر الذکر بھي قابل ملامت نہیں - کیونکہ وہ بھی اپنے بچاؤ کے لیے ھاتھہ پاؤں مارتا ھے - یہ دوسري بات ھے کہ اسکا وجود انصاف کے خلاف واقع ھوا ھو - ھم طبیعت کي مقتضیات سے تو انکار نہیں کر سکتے ؟ یہ واقعہ ھے کہ دنیا میں نیکي کي طرح برائي بھی زندہ رھنا چاھتي ھے - وہ خود کتني ھی قابل ملامت ھو ' لیکن زندگي کي خواھش قابل ملامت نہیں ھے -

ھندوستان میں بھی یہ مقابلہ شروع ھوگیا ھے - اسلیے یہ کوئي غیر معمولي بات نہیں ھے اگر بیورو کریسي کے نزدیک آزادي اور حق طلبي کي جد و جہد جرم ھو ' اور وہ اُن لوگوں کو سخت سزاؤں کا مستحق خیال کرے جو انصاف کے نام سے اسکي غیر منصفانہ ھستي کے خلاف جنگ کر رھے ھیں میں اقرار کرتا ھوں کہ میں نہ صرف

اسکا مجرم هوں ' بلکه ان لوگوں میں هوں جنهوں نے اس جرم کی اپني قوم کے دلوں میں تخم ریزي کی هے ' اور اسکي آبیاري کیلیے اپني پوري زندگي وقف کردي هے - میں مسلمانان هند میں پہلا شخص هوں جس نے سنه ۱۹۱۲ - میں اپني قوم کو اس جرم کي عام دعوت دي ' اور تین سال کے اندر اس غلامانه روش سے انکا رخ پهیر دیا جس میں گورنمنٹ کے پر پیچ فریب نے مبتلا کر رکھا تھا - پس اگر گورنمنٹ مجھے اپنے خیال میں مجرم سمجھتي هے اور اسلیے سزا دلانا چاهتي هے ' تو میں پوري صاف دلي کے ساتهه تسلیم کرتا هوں که یه کوئي خلاف توقع بات نہیں هے جسکے لیے مجھے شکایت هو -

میں جانتا هوں که گورنمنٹ فرشته کے طرح معصوم هونے کا دعوی رکھتي هے کیونکه اس نے خطاؤں کے اقرار سے همیشه انکار کیا ' لیکن مجھے یه بهي معلوم هے که اس نے مسیح هونے کا کبهي دعوی نہیں کیا - پهر میں کیوں امید کروں که وه اپنے مخالفوں کو پیار کریگي ؟ وه تو وهي کریگي جو کررهي هے ' اور جو همیشه استبداد نے آزادي کے مقابله میں کیا هے - پس یه ایک ایسا قدرتي معامله هے جسمیں دونوں فریق کیلیے شکوه و شکایت کا کوئي موقعه نہیں - دونوں کو اپنا اپنا کام کیے جانا چاهیے -

(گورنمنٹ بنگال اور میري گرفتاري)

(۲) میں یه بهي ظاهر کردینا چاهتا هوں که میرا معامله جو کچهه تها ' گورنمنٹ آف انڈیا سے تها - وه کسي خاص معین الزام کي بنا پر نہیں بلکه موجوده تحریک کي عام مشغولیت کیوجه سے مجھے گرفتار کرسکتي تهي ' اور جیسا که قاعده هے گرفتاري کیلیے کوئي حیله پیدا کرلیتي - چنانچه ملک میں عام طور پر خیال کیا جاتا تها که علي برادر سے مجھے زیاده مہلت دي گئي مگر اب زیاده عرصه تک تغافل نہیں کیا جائیگا - لیکن یه واقعه هے که گورنمنٹ بنگال کے سامنے اس وقت میرا معامله نه تها - نه وه دفعه ۱۲۴ - الف کا مقدمه چلانا چاهتي تهي - اس دفعه کے ثبوت میں جو تقریریں پیش کي گئی هیں ' وه نصف سال پہلے کلکته میں کي گئي هیں ' اور گورنمنٹ نے مقدمه کي اجازت ۲۲ - دسمبر کو دي

ھے- یعنی میری گرفتاری سے بارہ دن بعد - اگر فی الواقع ان تقریروں میں سڈیشن تھا ' تو کیوں مجھے چھہ ماہ تک گرفتار نہیں کیا گیا ؟ اور اب گرفتار کیا بھی تو گرفتاری کے بارہ دن بعد ؟ ھر شخص ان دو واقعات سے صاف صاف سمجھہ لے سکتا ھے کہ صورت حال کیا ھے ؟ خصوصاً جب یہ تیسرا واقعہ بھی بڑھا دیا جاے کہ ابتدا میں جو دفعہ ظاھر کی گئی ' وہ ۱۲۴ - نہ تھی - ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداری تھی - پچیس دن کے بعد مجھسے کہا جاتا ھے کہ وہ واپس لیگئی ھے !

(گرفتاری کا اصلی باعث)

حقیقت یہ ھے کہ میری گرفتاری میں اس دفعہ کو کوئی دخل نہیں - یہ قطعی ھے کہ مجھے اُنھی حالات کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا جو ۱۷ - نومبر کے بعد رو نما ھوے ھیں ' اگر میں پہلی دسمبر کو کلکتہ نہ آتا ' یا ۱۰ - دسمبر سے پہلے باھر چلا جاتا - جسکی جلسۂ جمعیۃ العلماء بدایون کی وجہ سے توقع تھی ' تو گورنمنٹ بنگال مجھسے کوئی تعرض نہ کرتی -

۱۷ - نومبر کے بعد دنیا کی تمام چیزوں میں سے جو چاھی جاسکتی ھیں ' وہ صرف یہ چاھتی تھی کہ ۲۴ - نومبر کو جب پرنس کلکتہ پہنچیں تو ھڑتال نہو ' اور جو جابرانہ بے وقوفی ترمیم ضابطہ فوجداری سنہ ۱۹۰۸ کے نفاذ میں ھوگئی ھے ' وہ ایک دن کیلیے بھی قبول کرلی جاے - وہ خیال کرتی تھی کہ میری اور مسٹر سی - آر- داس کی موجودگی اس میں حارج ھے ' اسلیے کچھہ عرصہ کے تذبذب اور غور و فکر کے بعد ھم دونوں گرفتار کرلیے گئے - گرفتاری بلا وارنٹ کے ھوئی تھی ' لیکن جب دوسرے دن ضابطہ کی نمائش پوری کرنے کیلیے مجسٹریٹ جیل میں بھیجا گیا ' تو مسٹر داس کی طرح میری گرفتاری کیلیے بھی دفعہ ۱۷ - ۲ - ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت وارنٹ پیش کیا گیا -

میں گذشتہ دو سال کے اندر بہت کم کلکتہ میں رھسکا ھوں - میرا تمام وقت زیادہ تر تحریک خلافت کی مرکزی مشغولیت میں صرف ھوا - یا ملک کے پیہم دوروں میں - اکثر ایسا ھوا کہ مہینے دو مہینے کے بعد چند دنوں کیلیے کلکتہ آیا

اور بنگال پر اونشیل خلافت کمیٹي کے کاموں کي دیکھہ بھال کرکے پھر باھر چلا گیا - وسط نومبر سے بھي میں سفر میں تھا - ۱۹ کو کلکتہ سے روانہ ھوا تاکہ جمعیۃ العلماء ھند کے سالانہ اجلاس لاھور میں شریک ھوں - وھاں مہاتما گاندھي کے تار سے بمبئي کي شورش کا حال معلوم ھوا اور میں بمبئي چلا گیا - جنوري تک میرا ارادہ واپسي کا نہ تھا - کیونکہ ۱۰ - دسمبر کو جمعیۃ العلماء کا اسپیشل اجلاس بدایوں میں تھا - اُس میں شرکت ضروري تھي - اسکے علاوہ مجھے تمام وقت انگورہ فنڈ کي فراھمي میں صرف کرنا تھا - لیکن یکایک گورنمنٹ بنگال کے تازہ جبر و تشدد اور ۱۸ - کے کمیونک کي اطلاع بمبئي میں ملي ' اور میرے لیے ناممکن ھوگیا کہ ایسي حالت میں کلکتہ سے باھر رھوں - میں نے مہاتما گاندھي سے مشورہ کیا - اُنکي بھي یہي راے ھوئي کہ مجھے تمام پروگرام ملتوي کرکے کلکتہ چلا جانا چاھیے - زیادہ خیال ھمیں اس بات کا تھا کہ کہیں ایسا نہو - گورنمنٹ کا جبر و تشدد لوگوں کو بے قابو کردے اور کوئي بات صبر و ضبط کے خلاف کر بیٹھیں - علی الخصوص جبکہ " سول گارڈ " کے قیام کي خبریں بھي آچکي تھیں' اور اس بارے میں ھمیں کوئي نہیں غلطي نہیں ھوسکتي تھي کہ یہ نئي اسلحہ بندي کن شریفانہ اور پر امن اغراض کیلیے وجود میں آئي ھے ؟

میں پہلي دسمبر کو کلکتہ پہنچا - میں نے ظلم اور برداشت ' دونوں کے انتہائي مناظر اپنے سامنے پاے !

میں نے دیکھا کہ ۱۷ - نومبر کي یادگار ھڑتال سے بے بس ھوکر گورنمنٹ اُس آدمي کي طرح ھوگئي ھے جو جوش اور غصہ میں آپے سے باھر ھو جاے ' اور غیظ و غضب کي کوئي حرکت بھي اُس سے بعید نہو - سنہ ۱۹۰۸ کے کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت قومي رضا کارونکي تمام جماعتیں " مجمع خلاف قانون " (ان لافل) قرار دیدي گئي ھیں ' پبلک اجتماعات یکقلم روک دیے ھیں ' قانون صرف پولیس کي مرضي کا نام ھے ' وہ " ان لافل جماعت " کي تفتیش اور شبہ میں جو چاھے کرسکتي ھے - حتی کہ راہ چلتوں کي جان و آبرو بھي محفوظ نہیں

گورنمنٹ نے پہلے ۱۸ - نومبر کے کمیونک میں صرف سابق و موجودہ رضاکار جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا تھا ' لیکن ۲۴ - کو دوسرا کمیونک جاری کرکے تمام آئندہ جماعتیں بھی خلاف قانون قرار دیدیں' اور پولیس نے بلا امتیاز ہر شخص کو جو اُسکے سامنے آگیا ' گرفتار کرنا شروع کردیا - کوئی بات بھی جس سے ۲۴ - کی ھڑتال کے رکنے کا امکان ہو ' پولیس اور پولیس سے بھی زیادہ " شریف قوم " سول گارڈ کیلیے ناجائز نہیں - سول گارڈ گویا قومی رضا کاروں کا جواب ہے - وہ بالکل نہتے ہونے پر بھی " عدم تشدد " سے ھڑتال کرادیتے تھے - یہ ریوالور سے مسلح ہونے پر بھی " امن و نظام " کے ذریعہ ھڑتال رکدینگے !

اسکے مقابلہ میں لوگوں نے بھی برداشت اور استقامت ' دونوں کا گویا آخری عہد کرلیا ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اپنی راہ سے ھٹینگے - نہ تشدد سے مقابلہ کرینگے !

ان حالات میں میرے لیے فرض کی راہ بالکل صاف اور یکسو تھی - میں نے اپنے سامنے دو حقیقتیں بے نقاب دیکھیں : ایک یہ کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت بنگال ہی کی سمت آگئی ہے - اسلیے فتح و شکست کا پہلا فیصلہ یہیں ہوگا - دوسری یہ کہ ہم اب تک پوری آزادی کیلیے جد و جہد کر رہے تھے - لیکن موجودہ حالت نے بتلادیا کہ ہماری آزادی کی مبادیات تک محفوظ نہیں ہیں - آزادی تقریر اور آزادی اجتماع انسان کے پیدائشی حقوق ہیں - انکی پامالی مشہور فلاسفر مل کی زبان میں " انسانیت کے قتل عام سے کچھہ ھی کم " کہی جاسکتی ہے ' لیکن یہ پامالی اسوقت بے جھجک کے علانیہ ہو رہی ہے - پس میں نے باھر کا تمام پروگرام منسوخ کردیا اور فیصلہ کرلیا کہ اُسوقت تک کلکتہ ھی میں رھونگا جب تک دوباتوں میں سے کوئی ایک بات ظہور میں نہ آجائے : یا گورنمنٹ اپنا کمیونک اور آرڈیننس واپس لیلے - یا مجھے گرفتار کرلے -

گورنمنٹ نے ۱۰ - دسمبر کو مجھے گرفتار کرلیا - میں پورے اطمینان اور مسرت کے ساتھہ جیل کی طرف روانہ ہوا - کیونکہ میں اپنے پیچھے ایک فتح مند

میدان چھوڑ رہا تھا - میرا دل خوشي سے معمور ہے کہ کلکتہ اور بنگال نے میري توقعات پوري کردیں - وہ پہلے جسقدر پیچھے تھا - اُتنا ھي آج سب سے آگے ہے - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اس کامیابي کیلیے گورنمنٹ کي امداد کا ھمیں پوري طرح اعتراف کرنا چاھیے - اگر وہ ۱۷ - نومبر کے بعد یہ طرز عمل اختیار نہ کرتي' تو فی الواقع ھمارے لیے آئندہ کاموں کے انتخاب میں چند در چند مشکلات تھیں - ھم ۲۲ - کو بمبئي میں انھي مشکلات پر باھم غور و خوض کررہے تھے -

(دو حقیقتیں)

حقیقت یہ ہے کہ اِن گذشتہ ایام نے بہ یک وقت دونوں حقیقتیں صفحات تاریخ کیلیے مہیا کردیں - اگر ایک طرف گورنمنٹ کے چہرے سے اِدعا و نمائش کے تمام نقاب دور ھوگئے' تو دوسري طرف ملکي طاقت بھي ایک سخت آزمائش میں پڑکر پوري طرح نمایاں ھوگئي - دنیا نے دیکھہ لیا کہ اگر گورنمنٹ ہر طرح کے جبر و تشدد میں بالکل بے حجاب اور بے لگام ہے' تو ملک میں بھي صبر وبرداشت کي طاقت روز افزوں نشو و نما پا رھي ہے - جیسا کہ ھمیشہ انکار کیا گیا ہے' آج بھي اس کا موقعہ حاصل ہے کہ انکار کردیا جاے' لیکن کل تاریخ کیلیے یہ ایک نہایت ھی عبرت انگیز داستان ھوگي - یہ مستقبل کي رھنمائي کریگي کہ کیونکر اخلاقی مدافعت مادي طاقت کے جارحانہ گھمنڈ کو شکست دیسکتي ہے ؟ اور یہ کیسے ھوسکتا ہے کہ صرف برداشت اور قرباني کے ذریعہ خونریز اسلحہ کا مقابلہ کیا جائے ؟ البتہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے کس فریق کے اندر اس بڑے انسان کي تعلیم تلاش کي جاے جو برائي کے مقابلہ میں صبر و عفو کي تعلیم لیکر آیا تھا ؟ گورنمنٹ میں یا ملک میں ؟ میں خیال کرتا ھوں کہ بیورو کریسي کے حکام اسکے نام سے ناواقف نہ ھونگے - اُسکا نام " مسیح " تھا -

(گورنمنٹ کا فیصلہ اور شکست)

(۳) فلسفۂ تاریخ ھمیں بتلاتا ہے کہ ناداني اور نا عاقبت اندیشی ھمیشہ زوال پذیر طاقتوں کي رفیق ھوتي ہے - گورنمنٹ نے خیال کیا کہ وہ جبر و تشدد

سے تحریک خلافت و سوراج کو پامال کردیگی ' اور ۲۴ - کی ہڑتال رک جائیگی -
اس نے والنٹیر کورز کو خلاف قانون قرار دیا ' اور بلا امتیاز تمام کارکن گرفتار کرلیے گئے -
وہ سمجھتی تھی کہ والنٹیرز کی ممانعت اور کارکنوں کی گرفتاری کے بعد خلافت
اور کانگریس کا نظام معطل ہو جائیگا ' اور اس طرح خود بخود ہڑتال رک جائیگی -
لیکن بہت جلد گورنمنٹ کو معلوم ہوگیا کہ جبر و تشدد جب قومی بیداری کے
مقابلہ میں نمایاں ہو ' تو وہ کوئی مہلک چیز نہیں ہوتی - نہ تو ہڑتال رک سکی '
نہ خلافت اور کانگریس کمیٹیاں معطل ہوئیں ' اور نہ والنٹیرز کا کام ایک دن کیلیے
بھی بند ہوا ' بلکہ ہماری غیر موجودگی میں یہ ساری چیزیں زیادہ طاقتور اور غیر
مسخر ہوگئیں - میں نے ۸ - دسمبر کو جو پیغام ملک کے نام لکھا تھا ' اسمیں
گورنمنٹ بنگال کیلیے بھی یہ پیغام تھا : " میری اور مسٹر سی - آر - داس کی
گرفتاری کے بعد کام زیادہ طاقت اور مستعدی کے ساتھہ جاری رہیگا ' اور ۲۴ -
کو ہڑتال اس سے زیادہ مکمل ہوگی ' جسقدر ہماری موجودگی میں ہوسکتی تھی "
چنانچہ ایسا ہی ہوا - گورنمنٹ خود اپنے پسند کیے ہوے میدان میں ہار گئی -
اب وہ اپنی شرمندگی چھپانے کیلیے ہاتھہ پانوں مار رہی ہے ' اور جن لوگوں کو گرفتار
کرچکی ہے ' انہیں کسی نہ کسی طرح سزا دلانا چاہتی ہے - لیکن یہ بالکل بے سود
ہے - طاقتور آدمی کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا ہے ' لیکن کوئی شکست اس
لیے فتح نہیں بن جاسکتی کہ ہم بہت زیادہ جھنجلا سکتے ہیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

غرضکہ میری گرفتاری صریح طور پر انہی واقعات کا نتیجہ ہے ' اور اسی لیے
دو ہفتہ تک میرے خلاف دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطہ فوجداری ہی کا دعوی قائم
رہا ' لیکن جب اس بارے میں کوئی سہارا نہ ملا تو میرے پریس اور مکان کی
تلاشی لیگئی - تاکہ میری کوئی تحریر حاصل کرکے بناے مقدمہ قرار دی جاے -
جب وہاں سے بھی کوئی مواد ہاتھہ نہ آیا ' تو مجبوراً سی - آئی - ڈی
کے محفوظ ذخیرہ کی طرف توجہ کی گئی - یہ ذخیرہ ہمیشہ اس

شریفانہ کام کیلیے مستعد رہتا ہے ' اور ضرورت کو کبھي مایوس نہیں کرتا -
پس اس طرح بہ ہزار زحمت دفعہ ۱۲۴ - الف کا دعوی طیار ہوگیا -

(اجتمـــاع ضـــدین)

(۴) یہ پریشاني گورنمنٹ کو خود اسي کي منافقانہ روش کي وجہ سے پیش آرهی هے - ایک طرف تو وہ چاهتی هے کہ شخصي حکمرانوں کی طرح بے دریغ جبر و تشدد کرے - دوسري طرف چاهتی هے کہ نمائشي قانون و عدالت کی آڑ بهی قائم رهے - یہ دونوں باتیں متضاد هیں - جمع نہیں هوسکتیں - نتیجہ یہ هے کہ اسکی پریشانی و درماندگی روز بروز بڑهتی جاتی هے - جو لوگ اسکے خیال میں سب سے زیادہ مستحق تعزیر هیں ' اُنهی کو سزا دلانا اسکے لیے مشکل هوگیا هے - ابهی چند هی مہینے گزرے هیں کہ هم کرانچی میں گورنمنٹ کی سراسیمگی و درماندگی کا تمسخر انگیز تماشا دیکهہ رهے تهے - جو سرکاري استغاثہ اس دعوی اور اهتمام کے ساتهہ شروع کیا گیا تها ' اس سے خود گورنمنٹ کی پسندیدہ اور انتخاب کردہ جیوري بهی اتفاق نہ کرسکی !

لطف یہ هے کہ یہ مشکلات گورنمنٹ کو ایسی حالت میں پیش آ رهی [illegible]
مجموعہ هے ' جیسا کہ اسکے پڑهنے سے هر شخص سمجهہ لے سکتا هے - تاهم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چهوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبي ذوق اِبا کرتا هے) باقي وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا هوں جسمیں گورنمنٹ کی نسبت خیالات کا اظہار هے ' یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کي اپیل کي گئی هے -

گورنمنٹ نے اس اطمینان سے پوري طرح کام لینے میں کوئي کوتاهي بهي نہیں کي هے - نان کو اپریٹرز کے مقدمات آجکل جسطرح چکاے جا رهے هیں ' اس سے معلوم کیا جاسکتا هے کہ " لا " اور " آرڈر " کے معنی بیورو کریٹک اصطلاح میں کیا هیں ؟ " لا " اور " آرڈر " کي طرح اب دعوی ' ثبوت ' شہادت ' تشخیص (آئي - ڈینٹي فائي) وغیرہ تمام عدالتي مصطلحات کے معاني میں بهي انقلاب هوگیا هے - گویا نان کو اپریٹرز کو جلد سزا دیدینے کیلیے هر طرح کي بے قاعدگي اور

قانون شکنی جائز ہے - حتی کہ اس بات کی بھی تحقیق ضروری نہیں کہ جس انسان کے ملزم ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، کٹہرے کا ملزم وہی آدمی ہے بھی یا نہیں ؟ ابھی اِسی ہفتہ جوڑا بگان کی عدالت سے ایک شخص " عبد الرحمن ہاشم " کو اس پرزور قانونی اور منطقی ثبوت پر چھہ ماہ کی سزا دیدیگئی ہے کہ " اعظم ہاشم " نامی ایک خلافت والنٹیر دنیا میں وجود رکھتا ہے ' اور دونوں کے نام میں لفظ " ہاشم " مشترک ہے ! خود میرے مقدمہ میں جو صریح بے ضابطگیاں کی گئی ہیں' انکا ذکر لا حاصل سمجھکر نہیں کرنا چاہتا ' ورنہ وہی اس حقیقت کے انکشاف کیلیے کافی تھیں - مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرونگا جو بے قاعدگی اور غلط بیانی' دونوں کا مجموعہ ہے - مجھے دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداری سے بری کردیا گیا اور ۱۲۴ - الف کے ماتحت وارنٹ حاصل کیا گیا - قاعدہ کی رو سے رہائی اور از سرنو گرفتاری ' دونوں باتیں وقوع میں آنی چاہیے تھیں - لیکن یہ واقعہ ہے کہ ۱۲۴ - کا کوئی وارنٹ مجھپر تعمیل نہیں کیا گیا - حتیٰ کہ ۲ - جنوری تک مجھے اسکا علم بھی نہیں ہوا - لیکن میرے سامنے مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر پولیس نے یہ حلفیہ شہادت دی ہے کہ اس نے پریسیڈنسی جیل میں مجھپر وارنٹ سرو کیا ہے !

کرچکی ہے' انہیں کسی دوسری طرح سزا "
ہے - طاقتور آدمی کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا ہے ' لیکن کوئی شکست اس
لیے فتح نہیں بن جاسکتی کہ ہم بہت زیادہ جھنجلا سکتے ہیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

(قانون کا ڈراما !)

فی الحقیقت " لا " اور " آرڈر " کا ایک ڈراما کھیلا جا رہا ہے جسے ہم
کامیڈی اور ٹریجڈی ' دونوں کہہ سکتے ہیں -
وہ تماشہ کی طرح مضحک بھی ہے اور مقتل کی طرح درد انگیز بھی -
لیکن میں ٹریجڈی کہنا زیادہ پسند کرونگا - حسن اتفاق سے اسکا چیف ایکٹر
انگلستان کا سابق چیف جسٹس ہے !

(میری تقریریں)

(٥) پراسیکیوشن کی جانب سے میری دو تقریریں ثبوت میں پیش کیگئی ھیں' جو میں نے پہلی اور پندرھویں جولائی کو مرزا پور پارک کے جلسے میں کی تھیں - اُس زمانہ میں گورنمنٹ بنگال نے گرفتاریوں کیطرف پہلا قدم اُٹھایا تھا اور چار مبلغین خلافت پر مقدمہ چلا کر سزائیں دلائی تھیں - میں اُس وقت سفر سے بیمار واپس آیا تھا - میں نے دیکھا کہ لوگوں میں بے حد جوش پھیلا ھوا ھے ' اور ھر طرح کے مظاھرے کیلیے لوگ بیقرار ھیں - چونکہ میرے خیال میں گرفتاریوں پر مظاھرہ کرنا نوان کو اپریشن کے اُصول کے خلاف تھا ' اسلیے میں نے ھڑتال اور جلوس یک قلم روکدیے - اس پر عوام کو شکایت ھوئی ' تو میں نے یہ جلسے منعقد کیے ' اور لوگوں کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ھوے سمجھایا کہ نان وایلنس نان کواپریشن کے اصول میں یہ بات داخل ھے کہ گرفتاریوں پر صبر و سکون کے خلاف کوئی بات نہ کی جاے - اگر فی الواقع ان گرفتاریوں کا تمہارے دل میں درد ھے تو چاھیے کہ اصلی کام کرو ' اور بیرونی کپڑا ترک کرکے دیسی گاڑھا پہن لو -

اِستغاثہ نے جو نقل پیش کی ھے ' وہ نہایت ناقص ' غلط ' اور مسخ شدہ صورت ھے ' اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معنی جملوں کا مجموعہ ھے ' جیسا کہ اسکے پڑھنے سے ھر شخص سمجھہ لے سکتا ھے - تاھم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چھوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبی ذوق اِبا کرتا ھے) باقی وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا ھوں جسمیں گورنمنٹ کی نسبت خیالات کا اظہار ھے ' یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کی اپیل کی گئی ھے -

اِستغاثہ کی جانب سے صرف تقریریں پیش کردی گئی ھیں - یہ نہیں بتلایا ھے کہ انکے کن جملوں کو وہ ثبوت میں پیش کرنا چاھتا ھے ؟ یا اسکے خیال میں " مائی ڈیر برادرن " سے لیکر آخر تک سب ۱۲۴ - الف ھے ؟ میں نے بھی دریافت نہیں کیا - کیونکہ دونوں صورتیں میرے لیے یکساں ھیں - تاھم ان نقول کو دیکھتا ھوں تو اِستغاثہ کے خیال کے مطابق زیادہ سے زیادہ قابل ذکر جملے حسب ذیل ھیں :

" ایسي گورنمنٹ ظالم ھے - جوگورنمنٹ ناانصافي کے ساتھہ قائم ھو' ایسي گورنمنٹ کو یا تو انصاف کے آگے جھکنا چاھیے یا دنیا سے مٹا دینا چاھیے "

" اگر فی الحقیقت تمھارے دلوں میں اپنے گرفتار بھائیوں کا درد ھے' تو تم میں سے ھر شخص کا فرض ھے کہ وہ آج سونچ لے - کیا وہ اس بات کیلیے راضي ھے کہ جس جابرانہ قوت نے انہیں گرفتار کیا ھے' وہ اس براعظم میں اُسي طرح قائم رھے جس طرح اُن کي گرفتاري کے وقت تھي ؟ "

" اگر تم ملک کو آزاد کرانا چاھتے ھو' تو اسکا راستہ یہ ھے کہ جن چالاک دشمنوں کے پاس خونریزي کا بے شمار سامان موجود ھے' اُنہیں رائي برابر بھي اُسکے استعمال کا موقعہ نہ دو - اور کامل امن و برداشت کے ساتھہ کام کرو . . . . بعض لوگوں کا خیال ھے کہ جب تقریروں میں کوئي ایسي بات کہي جاتي ھے تو اُس سے مقرر کا مطلب یہ ھوتا ھے کہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلے' ورنہ اُسکي دلی خواھش یہ نہیں ھوتي - لیکن میں سمجھتا ھوں کہ جو لوگ آج تمھارے لیے کام کر رھے ھیں' تم میں سے کوئي آدمي بھي یہ ماننے کیلیے طیار نہ ھوگا کہ وہ جیل جانے یا نظربند ھونے سے ڈرتے ھیں - (پس) اگر وہ یہ کہتے ھیں کہ امن و نظم کے ساتھہ کام کرنا چاھیے' تو انکا مطلب یہ نہیں (ھوسکتا) کہ اس ظالمانہ گورنمنٹ (کے ساتھہ) وفاداري کرني چاھتے ھیں - جو گورنمنٹ' اُسکي طاقت' اور (اُسکا) تخت آج دنیا میں سب سے بڑا گناہ ھے' یقیناً وہ اس گورنمنٹ کے وفادار نہیں ھوسکتے " اِسکے بعد میں نے کہا ھوگا' مگر کاپي میں نہیں ھے " وہ تو صرف اسلیے یہ کہتے ھیں کہ خود تمھاري کامیابي با امن رھنے پر موقوف ھے - تمھارے پاس وہ شیطاني ھتیار نہیں ھیں' جن سے یہ گورنمنٹ مسلح ھے - تمھارے پاس صرف ایمان ھے' دل ھے' قرباني کي طاقت ھے - تم اِنھي طاقتوں سے (اصل میں " ھتیاروں سے " ھوگا) کام لو - اگر تم چاھو کہ اسلحہ کے ذریعہ فتح کرو' تو تم نہیں کرسکتے - آج امن و سکون سے بڑھکر (تمھارے لیے) کوئي چیز نہیں " -

" اگر تم صرف چند گھڑیوں کیلیے گورنمنٹ کو حیران کرنا چاھتے ھو ' تو اُسکے لیے میرے پاس بہت سے نسخے ھیں - اگر خدا نخواستہ میں اِس گورنمنٹ کا اِستحکام چاھتا ' تو وہ نسخے بتلادیتا . . . . (لیکن) میں تو ایسی جنگ چاھتا ھوں (جو) ایک ھی دن میں ختم نہ ھو جاے ' بلکہ فیصلہ کے آخری دن تک (جاری رھے) اور جب فیصلہ کی گھڑی آجائے' تو پھر یا تو یہ گورنمنٹ باقی نہ رھے ' یا تیس کروڑ (انسان) باقی نہ رھیں "

جو الفاظ بریکٹ کے اندر ھیں' وہ تقریر کی پیش کردہ کاپیوں میں نہیں ھیں لیکن عبارت کے با معنی ھونے کیلیے ضروری ھیں - میں نے اسلیے تصحیح کردی کہ پراسیکیوشن کو استدلال میں مدد ملے - اگر اسکے مقصد کیلیے پوری تقریر کی تصحیح و تکمیل ضروری ھو' تو میں اسی طرح کردینے کیلیے تیار ھوں -

ان کے علاوہ دونوں تقریروں میں لوگوں کو نان کو اپریشن کی دعوت دی ھے' مطالبات خلافت اور سوراج کو دھرایا ھے ' پنجاب کے مظالم کو وحشیانہ کہا ھے ' لوگوں کو بتلایا ھے کہ جو گورنمنٹ جلیانوالا باغ امرتسر میں چند منٹوں کے اندر سینکڑوں انسانوں کو قتل کرڈالے اور اسکو جائز فعل بتلاے' اس سے نا انصافی کی کوئی بات بھی بعید نہیں -

(اقــرار)

(۶) میں اقرار کرتا ھوں کہ میں نے نہ صرف انہی دو موقعوں پر بلکہ گذشتہ دو سال کے اندر اپنی بے شمار تقریروں میں یہ ' اور اسی مطلب کے لیے اس سے زیادہ واضح اور قطعی جملے کہے ھیں - ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض ھے - میں فرض کی تعمیل سے اسلیے باز نہیں رھسکتا کہ وہ ۱۲۴ - الف - کا جرم قرار دیا جائیگا - میں اب بھی ایسا ھی کہنا چاھتا ھوں ' اور جب تک بول سکتا ھوں ' ایسا ھی کہتا رھونگا - اگر میں ایسا نہ کہوں تو اپنے آپ کو خدا اور اسکے بندوں کے آگے بدترین گناہ کا مرتکب سمجھوں -

(موجودہ گورنمنٹ ظالم ھے)

(۷) یقیناً میں نے کہا ھے " موجودہ گورنمنٹ ظالم ھے " لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو آور کیا کہوں ؟ میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھسے یہ توقع کي جاے کہ ایک چیزکو اسکے اصلي نام سے نہ پکاروں ؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ھوں -

میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ھوں یہي ھے- ایسي ملفوظ صداقت جو اس سے کم ھو' میرے علم میں کوئي نہیں -

میں یقیناً یہ کہتا رھا ھوں کہ ھمارے فرض کے سامنے دو ھي راھیں ھیں : گورنمنٹ نا انصافي اور حق تلفی سے باز آجاے - اگر باز نہیں آسکتي تو مٹا دي جاے - میں نہیں جانتا کہ اسکے سوا آور کیا کہا جاسکتا ھے ؟ یہ تو انساني عقائد کي اتني پراني سچائي ھے کہ صرف پہاڑ اور سمندر ھي اسکے ھم عمر کہے جاسکتے ھیں - جو چیز بري ھے' اسے یا تو درست ھوجانا چاھیے' یا مٹ جانا چاھیے - تیسري بات کیا ھوسکتي ھے ؟ جبکہ میں اس گورنمنٹ کي برائیوں پریقین رکھتا ھوں' تو یقیناً یہ دعا نہیں مانگ سکتا کہ درست بھي نہ ھو اور اسکي عمر بھي دراز ھو !

(میرا یہ اعتقاد کیوں ھے ؟)

(۸) میرا اور میرے کروڑوں ھم وطنوں کا ایسا اعتقاد کیوں ھے ؟

اسکے وجوہ و دلائل اب اسقدر آشکارا ھوچکے ھیں کہ ملٹن کے لفظوں میں کہا جاسکتا ھے " سورج کے بعد دنیا کي ھر چیز سے زیادہ واضح اور محسوس " محسوسات کیلیے ھم صرف یہي کہہ سکتے ھیں کہ انکار نہ کرو - تاھم میں کہنا چاھتا ھوں کہ میرا یہ اعتقاد اسلیے ھے کہ میں ھندوستاني ھوں' اسلیے ھے کہ میں مسلمان ھوں' اسلیے ھے کہ میں انسان ھوں -

(شخصي اقتدار بالذات ظلم ھے)

میرا اعتقاد ھے کہ آزاد رھنا ھر فرد اور قوم کا پیدائشي حق ھے - کوئي انسان یا انسانوں کي گڑھي ھوئي بیورو کریسي یہ حق نہیں رکھتي کہ خدا کے بندوں کو اپنا

محکوم بنائے - محکومي اور غلامي کیلیے کیسے هي خوشنما نام کیوں نه رکھه لیے جائیں' لیکن وه غلامي هي هے ' اور خدا کي مرضي اور اسکے قانون کے خلاف هے -
پس میں موجوده گورنمنٹ کو جائز حکومت تسلیم نہیں کرتا' اور اپنا ملکي' مذهبي' اور انساني فرض سمجھتا هوں که اس کي محکومي سے ملک و قوم کو نجات دلاؤں -

" اصطلاحات " اور " بتدریج توسیع اختیارات" کا مشہور مغالطه میرے اس صاف اور قطعي اعتقاد میں کوئي غلط فہمي پیدا نہیں کرسکتا - آزادي انسان کا پیدائشي حق هے ' اور کسي انسان کو اختیار نہیں که حقوق کي ادائیگي میں حد بندي اور تقسیم کرے یه کہنا که کسي قوم کو اُسکي آزادي بتدریج ملني چاهیے ' بعینه ایسي هي هے جیسے کہا جاے که مالک کو اُسکي جائداد اور قرضدار کو اُسکا قرض ٹکرے ٹکرے کرکے دینا چاهیے - میں تسلیم کرتا هوں که اگر مقروض سے ایک هي دفعه قرض واپس نه ملسکے تو قرضدار کو یہي کرنا پڑیگا که قسط کي صورت میں وصول کرے - لیکن یه ایک مجبوري کا سمجھوتا هوگا - اس سے یه یک دفعه وصولي کا حق زائل نہیں هو جاسکتا -

" رفارم " کي نسبت میں روس کے عظیم الشان لیو ٹالسٹائي (Leo Talstoy) کے لفظوں میں کہونگا " اگر قیدیوں کو اپنے ووٹ سے اپنا جیلر منتخب کرلینے کا اختیار ملجاے ' تو اس سے وه آزاد نہیں هو جائینگے "

میرے لیے اسکے اچھے برے کاموں کا سوال ایک ثانوي سوال هے - پہلا سوال خود اسکے وجود کا هے - میں ایسے حاکمانه اقتدار کو به اعتبار اُسکي خلقت هي کے ناجائز یقین کرتا هوں - اگر وه تمام نا انصافیاں ظهور میں نه آتیں جو اس کثرت سے واقع هوچکي هیں ' جب بھي میرے اعتقاد میں وه ظلم تها - کیونکه اسکي هستي هی سب سے بڑي نا انصافي هے ' اور اسکي برائي کیلیے اسقدر کافي هے که وه موجود هو - اگر وه اچھے کام کرے' تو اسکي اچھائي تسلیم کرلي جائیگي ' لیکن اسکا وجود ناجائز اور نا انصافي هي رهیگا - اگر ایک شخص هماري جائداد پر قابض هوکر بہت اچھے اور نیک کام انجام دیے' تو اُسکے کاموں کي خوبي کی وجه سے اُسکا قبضه جائز نہیں هو جاسکتا -

برائي میں کم و کیفیت کے اعتبار سے تقسیم کي جاسکتي ہے ' لیکن حسن و قبح کے اعتبار سے اُسکي ایک ھي قسم ھے - یعنے اس اعتبار سے تقسیم ھوسکتي ھے کہ وہ کتني ھے اور کیسي ھے ؟ اس اعتبار سے نہیں ھوسکتي کہ وہ اچھي ھے یا بري ھے ؟ ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ " زیادہ بري چوري" اور "کم بري چوري " لیکن یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ " اچھي چوري " اور " بري چوري " ؟ پس میں بیورو کریسي کي اچھائي اور جائز ھونے کا کسي حال میں بھي تصور نہیں کرسکتا - کیونکہ وہ في نفسہ ایک ناجائز عمل ھے - البتہ اسکي برائي کم اور زیادہ ھوسکتي ھے - لیکن ھندوستان کي بیورو کریسي تو اتنا بھي نہ کرسکي کہ اپني خلقي برائي ھي پر قانع رھتي - جب اُسکي خلقي برائي پر اُسکي بے شمار عملي برائیوں کا بھي برابر اضافہ ھورھا ھے ' تو پھر کیونکر اِسکا تصور بھي کیا جاسکتا ھے کہ اسکے ظلم کا اعلان نہ کیا جاے ؟

(اســلام اور بیـــورو کریســي)

(۹) میں مسلمان ھوں' اور بحیثیت مسلمان ھونے کے بھي میرا مذھبي فرض یہي ھے -

اسلام کسي ایسے اقتدار کو جائز تسلیم نہیں کرتا جو شخصي ھو' یا چند تنخواہ دار حاکموں کي بیورو کریسي ھو - وہ آزادي اور جمہوریت کا ایک مکمل نظام ھے' جو نوع انساني کو اسکي چھیني ھوئي آزادي واپس دلانے کیلیے آیا تھا - یہ آزادي بادشاھوں ' اجنبي حکومتوں ' خود غرض مذھبي پیشواؤں ' اور سرمایہ کي طاقتور جماعتوں نے غصب کر رکھي تھي - وہ سمجھتے تھے کہ حق طاقت اور قبضہ ھے - لیکن اسلام نے ظاہر ھوتے ھي اعلان کیا کہ حق طاقت نہیں ھے بلکہ خود حق ھے' اور خدا کے سوا کسي انسان کو سزاوار نہیں کہ بندگان خدا کو اپنا محکوم اور غلام بناے ؛ اُس نے اِمتیاز اور بالا دستي کے تمام قومي اور نسلي مراتب یکقلم مٹادیے' اور دنیا کو بتلادیا کہ سب انسان درجے میں برابر ھیں' اور سب کے حقوق مساوي ھیں - نسل ' قومیت ' رنگ ' معیار فضیلت نہیں ھے ' بلکہ صرف عمل ھے - اور سب سے بڑا وھي ھے' جسکے کام سب سے اچھے ھوں : یا ایھا الناس !

اور " دو اور دو " کو اسلیے " چار " نہ کہا جاے کہ ایسا کہنے سے انسانی جسم مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے ' تو پھر سچائی اور حقیقت ہمیشہ کیلیے خطرہ میں پڑ جائے ' اور حق کے اُبھرنے اور قائم رہنے کی کوئی راہ باقی نہ رہے - حقیقت کا قانون نہ تو طاقت کی تصدیق کا محتاج ہے نہ اسلیے بدل جاسکتا ہے کہ ہمارے جسم پر کیا گزرتی ہے ؟ وہ تو حقیقت ہے - اور اُسوقت بھی حقیقت ہے جب اُسکے اعلان سے ہمیں پھولوں کی سیج ملے ' اور اُسوقت بھی حقیقت ہے جب اُسکے اظہار سے ہمارا جسم آگ کے شعلوں کے اندر جھونک دیا جاے - صرف اسلیے کہ ہمیں قید کردیا جائیگا ' آگ میں ٹھنڈک اور برف میں گرمی نہیں پیدا ہو جاسکتی !

(شہادۃ علی الناس)

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی کتاب شریعت (قرآن) میں مسلمانوں کو بتلایا گیا ہے کہ وہ خدا کی زمین میں " شاھد " ہیں - یعنی سچائی کی گواھی دینے والے ہیں - بہ حیثیت ایک قوم کے یہی اُنکا قومی وظیفہ (نیشنل ڈیوٹی) ہے ' اور یہی اُنکی قومی خصلت (نیشنل کیرکٹر) ہے جو اُنکو تمام پچھلی اور آئندہ قوموں میں ممتاز کرتی ہے : وکذلک جعلنـاکم اُمۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ! اسی طرح پیغمبر اسلام نے فرمایا - " انتم شھداء اللہ فی الارض " (بخاری) تم خدا کی زمین پر خدا کے طرف سے سچائی کے گواہ ہو - پس ایک مسلمان جب تـک مسلمان ہے ' اس گواھی کے اعلان سے باز نہیں رہسکتا -

(کتمـان شہـادت)

اگر وہ باز رہے ' تو یہ قرآن کی اصطلاح میں " کتمان شہادت " ہے - یعنی گواھی کو چھپانا - قرآن نے ایسا کرنے والوں کو خدا کی پھٹکار کا سزاوار بتلایا ہے - اور بار بار کہا ہے کہ اسی کتمان شہادت کی وجہ سے دنیا کی بڑی بڑی قومیں برباد و ھلاک ہوگئیں : ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب ' اولائک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون - (بقرہ) لعن الذین کفـروا من

بني اسرائيل على لسان داؤد و عيسى ابن مريم ' ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون -
كانوا لا يتنـــاهون عن منكـر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلـون !

(امر بالمعروف و نهي عن المنكر)

اسي ليے اسلام کے واجبات و فرائض میں ایک اهم فرض " امر بالمعروف "
اور " نهي عن المنكر " هے - یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائي سے روکنا - قرآن
نے عقیدۂ توحید کے بعد جن کاموں پر سب سے زیادہ زور دیا هے ' اُن میں سے
ایک کام یه هے - قرآن نے بتلایا هے که مسلمانوں کی تمام قومي بڑائي کي بنیاد
اسي کام پر هے - وہ سب سے بڑي اور اچھي قوم اسيليے هیں که نیکي کا حکم
دیتے هیں اور برائي کو روکتے هیں - اگر وہ ایسا نه کریں تو اپني ساري بڑائي
کھودیں : کنتم خیر امة اخرجت للناس : تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر -

قرآن سچے مسلمانوں کي پہچان یه بتلاتا هے : " وہ حق کے اعلان میں کسي سے
نہیں ڈرتے - نه دنیا کی کوئي لالچ انپر غالب آسکتي هے ' نه کوئي خوف - وہ طمع
بھي رکھتے هیں تو صرف خدا سے ' اور ڈرتے بھي هیں تو صرف خدا سے "

پیغمبر اسلام کے بے شمار قولوں میں سے جو اس بارے میں هیں ' ایک قول
یه هے " نیکی کا اعلان کرو - برائی کو روکو - اگر نه کروگے تو ایسا هوگا که نهایت
برے لوگ تم پر حاکم هو جائینگے ' اور خدا کا عذاب تمہیں گھیر لیگا - تم دعائیں
مانگوگے که یه حاکم ٹل جائیں مگر قبول نه هوگي " (ترمذي و طبرانی عن حذیفه
و عمر رض)

لیکن یه فرض کیونکر انجام دیا جاے ؟ تو اسلام نے تین مختلف حالتوں میں
اِسکے تین مختلف درجے بتلائے هیں - چنانچه پیغمبر اسلام نے فرمایا : " تم میں
سے جو شخص برائی کی بات دیکھے تو چاهیے ' اپنے هاتھه سے درست کرے - اگر
اسکی طاقت نه پاے تو زبان سے اعلان کرے - اگر اسکی بھی طاقت نه پاے
تو اپنے دل میں اُسکو برا سمجھے - لیکن یه آخري درجه ایمان کی بڑي هی
کمزوري کا درجه هے " (مسلم) هندوستان میں همیں یه استطاعت نہیں هے که اپنے هاتھه

سے گورنمنٹ کی برائیاں دور کردیں - اسلیے ھم نے دوسرا درجہ اختیار کیا جسکی استطاعت حاصل ھے - یعنے زبان سے اسکا اعلان کرتے ھیں -

(ارکان اربـــعـــہ)

قرآن نے مسلمانوں کي اسلامي زندگي کي بنیاد چار باتوں پر رکھي ھے اور بتلایا ھے کہ ھر طرح کي انساني ترقي اور کامیابي انھي کے ذریعہ حاصل ھوسکتی ھے : ایمان - عمل صالح - توصیۂ حق - توصیۂ صبر -

" توصیۂ حق " کے معني یہ ھیں کہ ھمیشہ حق اور سچائي کي ایک دوسرے کو وصیت کرنا - " توصیۂ صبر " کے معني یہ ھیں کہ ھر طرح کي مصیبتوں اور رکاوٹوں کو جھیل لینے کی وصیت کرنا - چونکہ حق کے اعلان کا لازمي نتیجہ یہ ھے کہ مصیبتیں پیش آئیں' اسلیے حق کے ساتھہ صبر کي وصیت بھي ضروري تھي' تاکہ مصیبتیں اور رکاوٹیں جھیل لینے کیلیے ھرحق گو طیار ھوجاے : والعصر' ان الانسان لفي خسر' الا الذین آمنوا ' و عملوا الصالحات ' و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر!

(اسلامي توحید اور امر بالمعروف)

اسلام کي بنیاد عقیدۂ " توحید " پر ھے - اور " توحید " کا ضد " شرک " ھے جس سے بیزاري اور نفرت ھر مسلمان کي فطرت میں داخل کي گئی ھے - توحید سے مقصود یہ ھے کہ خدا کو اسکي ذات اور صفات میں ایک ماننا - شرک کے معنی یہ ھیں کہ اسکي ذات اور صفتوں میں کسي دوسري ھستي کو شریک ٹھہرانا - پس سچائي کے اظہار میں بے خوفي اور بے باکي ایک مسلمان زندگي کا مایۂ خمیر ھے - توحید مسلمانوں کو سکھلاتي ھے کہ ڈرنے اور جھکنے کي سزاوار صرف خدا ھي کي عظمت و جبروت ھے - اُسکے سوا کوئي نہیں جس سے ڈرنا چاھیے یا جسکے آگے جھکنا چاھیے - وہ یقین کرتے ھیں کہ خدا کے سوا کسي دوسري ھستی سے ڈرنا ' خدا کے ساتھہ اُسکو شریک کرنا اور اپنے دل کے خوف و اطاعت کا حقدار ماننا ھے ۔ یہ بات توحید کے ساتھہ اکٹھی نہیں ھوسکتی -

اسي ليے اسلام تمامتر بے خوفي اور قرباني کی دعوت ھے - قرآن جا بجا کہتا ھے : " مسلمان وہ ھے جو خدا کے سوا کسي سے نہ ڈرے - ھر حال میں سچي بات کہے " (و لم یخش الا اللہ) پیغمبر اسلام نے فرمایا " سب سے بہتر موت اُس آدمی کی موت ھے جو کسی ظالم حکومت کے سامنے حق کا اظہار کرے اور اسکی پاداش میں قتل کیا جاے " (ابوداؤد) وہ جب کسی آدمی سے اسلام کا عہد و قرار لیتے تھے تو ایک اقرار یہ ھوتا تھا " میں ھمیشہ حق کا اعلان کرونگا - خواہ کہیں ھوں' اور کسی حالت میں ھوں " (بخاري و مسلم)

اسی کا نتیجہ ھے کہ دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں حق گوئی اور حق گوئی کیلیے قربانی کی ایسی مثالیں نہیں ملسکتیں' جنسے تاریخ اسلام کا ھر باب معمور ھے - اسلام کے عالموں' پیشواؤں' بزرگوں' مصنفوں کے تراجم (Baiography) تمام تر اسی قربانی کی سرگذشت ھیں !

جن مسلمانوں کے مذھبی فرائض میں یہ بات داخل ھے کہ موت قبول کرلیں مگر حق گوئی سے باز نہ آئیں' انکے لیے دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ یقینا کوئی بڑي ڈراؤنی چیز نہیں ھوسکتا جسکي زیادہ سے زیادہ سزا سات برس کی قید ھے !

(اسلام میں کوئي دفعہ ۱۲۴ - نہیں)

تاریخ اسلام کے دو دور ھیں - پہلا دور پیغمبر اسلام اور آنکے چار جانشینوں کا ھے - یہ دور خالص اور کامل طور پر اسلامي نظام کا تھا - یعنی اسلامي جمہوریت (ری پبلک) اپني اصلی صورت میں قائم تھي - ایراني شہنشاھی اور رومی امارت (Aristocracy) کا کوئی اثر ابھی اسلامی مساوات عامہ (Democracy) پر نہیں پڑا تھا - اسلامي جمہوریت کا خلیفہ خود بھی طبقۂ عوام (ڈیموکریٹ) کا ایک فرد ھوتا تھا' اور ایک عام فرد قوم کی طرح زندگی بسر کرتا تھا - وہ دار الخلافت کے ایک خس پوش چھپر میں رھتا اور چار چار پیوند لگے ھوے کپڑے پہنتا - اسلام کے دار الخلافت میں امریکن ري پبلک کا کوئی قصر سفید (وھائٹ ھاؤس) نہ تھا -

دوسرا دور شخصي حکمرانی اور شہنشاهی کا ھے جو خاندان بنو امیه سے شروع هوا - اِس دور میں اسلامي جمہوریت درهم برهم هوگئی - قوم کے انتخاب کي جگه طاقت و تسلط کا دور شروع هوگیا - شاهی خاندان سے طبقۂ امراء (ارسٹو کریت) کی بنیاد پڑي ' اور اسلام کے گلیم پوش خلیفه کی جگه شہنشاهیت کا تاج و تخت نمودار هوگیا -

تاهم مسلمانوں کی زبانیں جس طرح پہلے دور کی آزادیمیں بے روک تهیں ' اُسی طرح دوسرے دور کے جبر و استبداد میں بهی بے خوف رهیں - میں بتلانا چاهتا هوں که تعزیرات هند (پینل کوڈ) کی طرح اسلامی قانون میں کوئی دفعه ۱۲۴ - الف نہیں ھے !

پہلے دور کے مسلمانوں کی حق گوئی کا یه حال تها که دار الخلافت کی ایک بڑھیا عورت خلیفۂ وقت سے برسر عام کہه سکتی تهی " اگر تم انصاف نه کروگے تو تکلے کی طرح تمهارے بل نکالدینگے " لیکن وہ مقدمۂ بغاوت چلانے کي جگه خدا کا شکر کرتا که قوم میں ایسي راست باز زبانیں موجود هیں ! عین جمعه کے مجمع میں جب خلیفه منبر پر خطبه کیلیے کهڑا هوتا اور کہتا " اسمعوا و اطیعوا " سنو اور اطاعت کرو - تو ایک شخص کهڑا هو جاتا اور کہتا " نه تو سنینگے اور نه اطاعت کرینگے " کیوں ؟ " اسلیے که تمهارے جسم پر جو چغه ھے وہ تمهارے حصه کے کپڑے سے زیاده کا بنا هوا ھے اور یه خیانت ھے " اسپر خلیفه اپنے لڑکے سے گواهي دلاتا - وہ اعلان کرتا که میں نے اپنے حصه کا کپڑا بهي اپنے باپ کو دیدیا تها - اس سے چغه طیار هوا -

قوم کا یه طرز عمل اُس خلیفه کے ساتهه تها ' جس کی صولت و سطوت نے مصر اور ایران کا تخت اُلٹ دیا تها - تاهم اسلامي حکومت میں کوئي دفعه ۱۲۴ - الف نه تهي -

دوسرا دور شخصي جبر و استبداد (Autocracy) کا تها ' جسکي پہلي ضرب آزادي راے اور آزادي تقریر هي پر پڑتي ھے - لیکن اس دور میں بهي زبانوں کي بے باکي اور دلوں کي بے خوفي اُسي طرح سرگرم رهي ' اور قید خانے کي تاریک

کوٹھریاں ' تازیانوں کي ضرب ' اور جلاد کي تیغ بھي اُنھیں روک نہ سکي - پیغمبر اسلام کے ساتھي (صحابۂ کرام) جب تک زندہ رھے ' وقت کے جابر پادشاھوں کے ظلم کا اعلان کرتے رھے' اور برابر مطالبہ کرتے رھے کہ حکومت قوم کے مشورہ اور انتخاب سےھوني چاھیے - جو لوگ انکے تربیت یافتہ تھے (تابعین) اُنکا اعلان بھي بعینہ یہي رھا کہ " درست ھو جاؤ یا مٹ جاؤ" امام محمد غزالي نے (جنکو یورپ کے مورخین فلسفہ بھي Algazel کے نام سے پہچانتے ھیں ' اور اب میڈم کاریلي کے ناول Ardath کے دوسرے باب نے انگریزي عام ادب کو بھي روشناس کردیا ھے) صرف ان صحابہ اور تابعین کا ذکر کیا ھے جو خلیفہ ھشام بن عبد الملک کے زمانے تک موجود تھے' اور جنھوں نے حکمرانوں کے مظالم کا اعلان کرکے ھمیشہ منصفانہ اور نیابتي گورنمنٹ کا مطالبہ کیا تھا - انکي تعداد ۲۳ - سے بھي زیادہ ھے -

ھشام بن عبد الملک نے طاؤس یمانی کو بلایا - وہ آئے ' مگر اسکا نام لیکر سلام کیا " امیرالمومنین " یعنی قوم کا سردار نہ کہا جو مسلمان خلفاء کا لقب تھا - ھشام نے سبب پوچھا تو کہا "قوم تیري حکومت سے راضی نہیں' اسلیے تجھے انکا امیر کہنا جھوٹ ھے " ھشام نے کہا - نصیحت کیجیے - فرمایا " خدا سے ڈر' کیونکہ تیرے ظلم سے زمین بھرگئی "

مالک بن دینار بصرہ کی جامع مسجد میں اعلان کرتے " ان ظالم پادشاھونکو خدا نے اپنے بندوں کا چرواھا بنایا تھا تاکہ انکی رکھوالي کریں - پر انھوں نے بکریوں کا گوشت کھا لیا - بالوں کا کپڑا بن کر پہن لیا - اور صرف ھڈیاں چھوڑ دیں "

سلیمان بن عبد الملک جیسے ھیبت ناک خلیفہ سے ابو حازم کہتے :

" ان آباءک قھروا الناس بالسیف ' و اخذوا الملک عنوۃ من غیر مشورۃ من المسلمین ولا رضا منھم " تیرے باپ دادوں نے تلوار کے زور سے لوگوں کو مقھور کیا ' اور بلا قوم کی راے اور انتخاب کے مالک بن بیٹھے - سلیمان نے کہا - اب کیا کیا جاے ؟ جواب دیا " جن کا حق ھے انھیں لوٹا دے " کہا - میرے لیے دعا کیجیے - فرمایا " خدایا ! اگر سلیمان حق پر چلے تو اسے مہلت دے - لیکن اگر ظلم سے باز نہ آے تو پھر تو ھے اور اسکی گردن "

سعید بن مسیب بہت بڑے تابعی تھے - وہ علانیہ برسر بازار حکام کے ظلم و جور کا اعلان کرتے اور کہتے "کتوں کا پیٹ بھرتے ہو مگر انسانوں کو تم سے امان نہیں "

اس عہد کے بعد بھی مسلمان عالموں اور پیشواؤں کی حق گوئی کا یہی عالم رہا - منصور عباسی کے خوف و ہیبت سے گھر میں بیٹھے ہوے لوگ کانپا کرتے تھے - سفیان ثوری سے ایک بار اُس نے کہا " مجھسے اپنی کوئی حاجت بیان کیجیے " انہوں نے جواب دیا " اتق اللہ فقد ملات الارض ظلماً و جوراً " خدا سے ڈر - زمین ظلم و جور سے بھرگئی ھے -

جب مشہور عباسی خلیفہ ' ھارون الرشید تخت نشین ھوا (جس نے فرانس کے شارلیمین کو ایک عجیب گھڑي بطور تحفہ کے بھیجی تھی ' اور قیصر روم کو بقول گبن " اے کتے کے بچے " کے لقب سے خط لکھا تھا) تو اُس نے اِنھي سفیان ثوري کو اپنے ھاتھہ سے اشتیاق ملاقات کا خط لکھکر بھیجا - خط میں لکھا تھا کہ میں نے تخت نشیني کي خوشي میں بے شمار مال و دولت لوگوں میں تقسیم کي ھے - تم بھي مجھسے آکر ملو - سفیان کوفہ کي مسجد میں ایک بڑے مجمع کے اندر بیٹھے تھے کہ یہ خط پہنچا - لیکن انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور کہا " جس چیز کو ایک ظالم کے ھاتھہ نے چھوا ھے' میں اُسے چھونا نہیں چاھتا " جب پڑھکر سنایا گیا تو اسي کي پشت پر جواب لکھوادیا " خدا کے مغرور بندے ھارون کو جسکا ذوق ایمان سلب ھوچکا ھے ' معلوم ھو - تو نے قوم کا مال بلا کسي حق کے اپني تخت نشیني کي خوشي میں لٹایا اور اسکا حال لکھکر اپنے گناہ پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھي گواہ ٹھہرایا - پس ھم سب کل کو اللہ کے آگے اسکي گواھي دینگے - اے ھارون ! تونے انصاف و حق سے کنارہ کیا - تونے پسند کیا کہ ظالم بنے اور ظالموں کي سرداري پائے - تیرے حاکم بندگان خدا کو ظلم و جور سے پامال کررھے ھیں اور تو تخت شاھي پر عیش و عشرت کررھا ھے " ھارون نے جب یہ خط پڑھا تو بے اختیار رونے لگا اور کہا - یہ خط ھمیشہ میرے ساتھہ رھیگا !

مسلمان عالموں اور اماموں پر موقوف نہیں' اس عہد کا ہر عام فرد بھی اس اعلان میں بالکل بے خوف تھا - منصور عباسي ایک دن کعبہ کا طواف کررھا تھا - آواز آئي کہ کوئی شخص دعا مانگ رھا ھے " خدایا ! میں تیرے آگے فریاد کرتا ھوں - ظلم غالب آگیا ھے اور حق اور حقداروں کے درمیان روک بنگیا ھے " منصور نے اُس شخص کو بلاکر پوچھا " وہ کون ھے جسکا ظلم روک بنگیا ھے ؟ " کہا " تیرا وجود اور تیري حکومت "

حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم تاریخ اسلام کا نہایت مشہور واقعہ ھے - لیکن اسکي بے پناہ تلوار بھي مسلمانوں کي حق گوئي پر غالب نہ آسکي - حطیط جب گرفتار ھوکر آیا تو پوچھا - اب میرے لیے کیا کہتے ھو ؟ اُس نے کہا " تو خدا کي زمین پر اسکا سب سے بڑا دشمن ھے " پوچھا - خلیفہ کیلیے کیا کہتے ھو ؟ کہا " اسکا جرم تجھسے بھي زیادہ ھے - تیرا ظلم تو اسکے بے شمار ظلموں میں سے صرف ایک ظلم ھے "

مامون الرشید کے عہد میں ایسے مسلمان موجود تھے جو پکار پکارکر برسر دربار کہتے " یا ظالم ! انا ظالم ان لم اقل لک یا ظالم ! " اے ظالم ! میں ظالم ھوں اگر تجھے ظالم کہکر نہ پکاروں ! "

(فتنۂ تاتار اور فتنۂ یورپ)

یہ تو تاریخ اسلام کے ابتدائي اوراق ھیں ' لیکن اس عہد کے بعد بھي ہر دور کا یہي حال رھا - مسلمانوں کیلیے موجودہ عہد کا عالمگیر فتنہ کوئي پہلا واقعہ نہیں ھے - وہ ایک ایسے ھي سیلاب میں ڈوب کر اُچھل چکے ھیں - جس طرح آج یورپ اور علی الخصوص انگلستان کے ظہور اور تسلط سے تمام ایشیا اور اسلامي ممالک کي آزادي کا خاتمہ ھوگیا ھے - ٹھیک اسي طرح پندرھویں صدي مسیحي میں بھي تاتاریوں کے وحشیانہ تسلط سے ظہور میں آیا تھا - یورپ کے فتنہ کا آخري نتیجہ عثماني خلافت کي پامالي اور ایشیاء کوچک کا قتل عام ھے - تاتاري فتنہ کي آخري وحشت ناکي عباسي خلافت کا خاتمہ اور بغداد کا قتل عام تھا - تاتاري انسان نہیں تھے ' درندے تھے - تاھم ہلاکو خاں ' منکو خاں ' اباقا آن خاں جیسے

سفاکوں کے زمانے میں بھي وہ مسلمان موجود رہے جنکي زبانیں اعلان حق میں
اُنکي تلواروں سے بھي زیادہ تیز تھیں - شیخ سعدي شیرازي نے (جنکي " گلستاں "
کا نام اس کورت نے بھي سنا ھوگا) ھلاکو خاں کے منھہ پر اُسے ظالم کہا -
شمس الدین تیاري نے منکو خاں کے دربار میں اسکي ھلاکت کي دعا مانگي -
شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ نے اباقا آن پر برسر دربار لعنت بھیجي - تاتاریوں کے
پاس بے دریغ قتل کردینے کا قانون تھا - تاھم " تورۂ چنگیز خاني " (قوانین
چنگیز خاں) میں کوئي دفعہ ۱۲۴ - الف نہ تھي !

(" حجاج " اور " ریڈنگ ")

ھم مسلمانوں کا جب اپني قومي گورنمنٹوں کے ساتھہ (جنکي اطاعت
از روے شرع ھم پر واجب ھے) ایسا سلوک رھا ھے ' تو پھر ایک اجنبي گورنمنٹ
کے کارندے ھم سے کیا امید رکھتے ھیں ؟ کیا ھندوستان کي " از روے قانون
قائم شدہ " گورنمنٹ ھمارے لیے اُس گورنمنٹ سے بھي زیادہ محترم ھے جو
" از روے شریعت اسلام " واجب الاطاعت ھے ؟ کیا انگلستان کي پادشاھت
اور لارڈ ریڈنگ کي نیابت عبد الملک کي خلافت اور حجاج بن یوسف
کي نیابت سے بھي ھمارے لیے زیادہ مقتدر ھوسکتي ھے ؟ اگر ھم " اجنبي و غیر
مسلم " اور " قومي و مسلم " کا عظیم الشان اور شرعي فرق بالکل نظر انداز کردیں '
جب بھي ھم سے صرف یہي امید کي جاسکتي ھے کہ جو کچھہ حجاج بن
یوسف اور خالد قسري کي گورنمنٹوں کیلیے کہہ چکے ھیں' وھي " چمسفورڈ " اور
" ریڈنگ " کي گورنمنٹوں کیلیے بھي کہیں - ھم نے اُنسے کہا تھا " اتق اللہ فقد
ملاءت الارض ظلما و جورا " خدا سے ڈرو کیونکہ تمھارے ظلم سے زمین بھرگئي ھے !
یہي ھم آج بھي کہتے ھیں !

حقیقت یہ ھے کہ ھم اپني کمزوري اور بے بسي کي وجہ سے آج ھندوستان
میں جو کچھہ کر رھے ھیں ' وہ دراصل قومي حکمرانوں کے ظلم و جور کیلیے ھمیں
بتلایا گیا تھا ' نہ کہ ایک اجنبي قبضۂ و تصرف کے مقابلے میں - اگر برٹش گورنمنٹ کے
ارکان اس حقیقت کو سمجھتے تو انھیں تسلیم کرنا پڑتا کہ مسلمانوں کے تسامح اور

درگذر کي حد هوگئي هے - اس سے زیادہ وہ اسلام کو برطانیه کیلیے نہیں چھوڑ سکتے !

اسلام نے حکمرانوں کے ظلم کے مقابله میں دو طرح کے طرز عمل کا حکم دیا هے کیونکه حالتیں بهي دو مختلف هیں: ایک ظلم اجنبي قبضۂ و تسلط کا هے - ایک خود مسلمان حکمرانوں کا هے - پہلے کیلیے اسلام کا حکم هے که تلوار سے مقابله کیا جاے - دوسرے کیلیے حکم هےکه تلوار سےمقابله تو نه کیاجاے لیکن" امر بالمعروف" اور" اعلان حق " جسقدر بهي امکان میں هو ' هر مسلمان کرتا رهے - پهلي صورت میں دشمنوں کے هاتهوں قتل هونا پڑیگا - دوسري صورت میں ظالم حکمرانوں کے هاتهوں طرح طرح کي اذیتیں اور سزائیں جهیلني پڑینگي - مسلمانوں کو دونوں حالتوں میں دونوں طرح کي قربانیاں کرني چاهئیں ' اور دونوں کا نتیجه کامیابي و فتح مندي هے - چنانچه گذشته تیرہ صدیوں میں مسلمانوں نے دونوں طرح کي قربانیاں کیں - اجنبیوں کے مقابلے میں سرفروشي بهي کي ' اور اپنوں کے مقابلے میں صبر و استقامت بهي دکهلائي - پهلي صورتوں میں جس طرح انکي " جنگي جد و جهد " کوئي مثال نہیں رکھتی - اسي طرح دوسري صورت میں انکي " شهري جد و جهد " بهي عدیم النظیر هے -

هندوستان میں آج مسلمانوں نے دوسري صورت اختیار کي هے ' حالانکه مقابله انکا پهلي حالت سے هے - انکے لیے "جنگي جد و جهد" کا وقت آ گیا تها - لیکن انهوں نے " شهري جد و جهد" کو اختیارکیا - انهوں نے" نوان و ایلنس" رهنے کا فیصله کرکے تسلیم کرلیا هے که وہ هتیار سے مقابله نه کرینگے - یعني صرف وهی کرینگے ' جو انهیں مسلمان حکومتوں کے ظلم کے مقابلے میں کرنا چاهیے - بلاشبه اس طرز عمل میں هندوستان کي ایک خاص طرح کي حالت کو بهي دخل هے - لیکن گورنمنٹ کو سونچنا چاهیے که اس سے زیادہ بدبخت مسلمان اور کیا کرسکتے هیں ؟ حد هوگئي که اجنبیوں کے ظلم کے مقابلے میں وہ بات کر رهے هیں' جو انهیں اپنوں کے مقابلے میں کرني تهي !

(انقـــلاب حـــال !)

میں سچ کہتا ہوں - مجھے اسکي رائي برابر بھي شکایت نہیں کہ سزا دلانے کیلیے مجھہ پر مقدمہ چلایا گیا ہے - یہ بات تو بہرحال ہونی ہي تھي - لیکن حالات کا یہ انقلاب میرے لیے بڑا ہي درد انگیز ہے کہ ایک مسلمان سے کتمان شہادت کي توقع کي جاتي ہے ' اور کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم کو صرف اسلیے ظالم نہ کہے کہ دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ چلایا جائیگا !

مسلمانوں کو حق گوئي کا جو نمونہ انکی قومي تاریخ دکھلاتي ہے' وہ تو یہ ہے کہ ایک جابر حکمراں کے سامنے ایک بے پروا انسان کھڑا ہے - اسپر الزام یہي ہے کہ اس نے حکمراں کے ظلم کا اعلان کیا - اِسکي پاداش میں اُسکا ایک ایک عضو کاٹا جا رہا ہے - لیکن جب تک زبان نہیں کٹ جاتي' وہ یہي اعلان کرتي رہتي ہے کہ حکمراں ظالم ہے ! یہ واقعہ خلیفۂ عبد الملک کے زمانے کا ہے جسکي حکومت افریقہ سے سندھہ تک پھیلي ہوئي تھي - تم دفعہ ۱۲۴ - الف کو اس سزا کے ساتھہ تول لے سکتے ہو !

میں اس درد انگیز اور جانکاہ حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ اس انقلاب حالت کے ذمہ دار خود مسلمان ہي ہیں - انہوں نے اسلامي زندگي کے تمام خصائص کھو دیے ' اور انکي جگہ غلامانہ زندگی کے تمام رذائل قبول کرلیے - اُنکی موجودہ حالت سے بڑھکر دنیا میں اسلام کیلیے کوئي فتنہ نہیں - جبکہ میں یہ سطریں لکھہ رہا ہوں ' تو میرا دل شرمندگی کے غم سے پارہ پارہ ہو رہا ہے کہ اسي ہندوستان میں وہ مسلمان بھی موجود ہیں جو اپني ایمانی کمزوري کی وجہ سے علانیہ ظلم کي پرستش کر رہے ہیں !

(یا آزادي یا مـــوت)

لیکن انسانوں کي بدعملی سے کسی تعلیم کی حقیقت نہیں جھٹلائی جاسکتي - اسلام کی تعلیم اُسکي کتاب میں موجود ہے - وہ کسی حال میں بھي

جائز نہیں رکھتی کہ آزادی کھوکر مسلمان زندگی بسر کریں - مسلمانوں کو مٹ جانا چاھیے - یا آزاد رهنا چاهیے - تیسری راہ اسلام میں کوئی نہیں -

اسی لیے میں نے آج سے بارہ سال پہلے " الھلال " کے ذریعہ مسلمانوں کو یاد دلایا تھا کہ آزادی کی راہ میں قربانی و جان فروشی انکا قدیم اسلامی ورثہ ھے - اُنکا اسلامی فرض یہ ھے کہ هندوستان کی تمام جماعتوں کو اس راہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیں - میری صدائیں بیکار نہ گئیں - مسلمانوں نے اب آخری فیصلہ کرلیا ھے کہ اپنے هندو ' سکھہ ' عیسائی ' پارسی بھائیوں کے ساتھہ ملکر اپنے ملک کو غلامی سے نجات دلائینگے -

(مسئلۂ خلافت و پنجاب)

(١٠) میں یہاں گورنمنٹ کی اُن نا انصافیوں کا افسانہ نہیں چھیڑونگا جو مسئلۂ " خلافت " اور مظالم " پنجاب " کا عالمگیر افسانہ هیں - لیکن میں اقرار کرونگا کہ گذشتہ دو سال کے اندر کوئی صبح و شام مجھہ پر ایسی نہیں گذری ھے ' جسمیں میں نے " خلافت " اور " پنجاب " کیلیے گورنمنٹ کے مظالم کا اعلان نہ کیا هو - میں تسلیم کرتا هوں کہ میں نے همیشہ یہ کہا ھے - جو گورنمنٹ اسلامی خلافت کو پامال کر رهی هو ' اور مظالم پنجاب کیلیے کوئی تلافی اور شرمندگی نہ رکھتی هو ' ایسی گورنمنٹ کیلیے کسی هندوستانی کے دل میں وفاداری نہیں هوسکتی - گورنمنٹ کی جگہ وہ ایک فریق محارب کی حیثیت رکھتی ھے -

میں نے ١٣ - دسمبر سنہ ١٩١٨ - کو (جب میں رانچی میں گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے نظر بند تھا) لارڈ چمسفورڈ کو ایک مفصل چٹھی لکھی تھی - اسمیں واضح کردیا تھا کہ " خلافت اور جزیرۃ العرب کے بارے میں اسلامی احکام کیا هیں ؟ میں نے لکھا تھا کہ اگر برٹش گورنمنٹ اسلامی خلافت اور اسلامی ممالک پر خلاف وعدہ متصرف هوگئی ' تو اسلامی قانون کی رو سے هندوستانی مسلمان ایک انتہائی کشمکش میں مبتلا هو جائینگے - اُنکے لیے صرف دو هی راهیں رهجائینگی - یا اسلام کا ساتھہ دیں ' یا برٹش گورنمنٹ کا - وہ مجبور هونگے کہ اسلام کا ساتھہ دیں -

بالاخر وهي هوا - گورنمنٹ صریح وعدہ خلافي سے باز نہ رهی - اُس وعدہ کا بهی ایفا ضروري نہ سمجها گیا جو گورنمنٹ آف انڈیا نے ۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۴ - کے اعلان میں کیا تها ' اور وہ وعدہ بهي فریب وقت ثابت هوا جو مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے ۵ - جنوري سنہ ۱۹۱۸ - کو هاؤس آف کامنس کی تقریر میں کیا تها - شریف آدمیوں کیلیے وعدہ خلافي عیب ہے ' لیکن طاقتور حکومتوں کیلیے کوئي بات بهی عیب نہیں ہے

اس حالت نے مسلمانوں کیلیے آخري درجہ کي کشمکش پیدا کردي - اسلامی قانون کي رو سے کم ازکم بات جو انکے فرائض میں داخل تهی ' یہ تهی کہ ایسی گورنمنٹ کي اعانت اورکوا پریشن سے هاتهہ کهینچ لیں - چنانچہ انهوں نے ایسا هی کیا : وہ اُسوقت تک اسپر قائم رهینگے ' جب تک اُنهیں اپنا مذهب اور مذهب کے اٹل احکام عزیز هیں -

مسلمانوں کو یقین هوگیا ہے کہ اگر وہ حق و انصاف چاهتے هیں تو اسکی راہ صرف ایک هی ہے - سواراج کا حصول - یعنی ایسي قومی گورنمنٹ کا حصول جو هندوستانیوں کی هو' هندوستان میں هو' اور هندوستان کیلیے هو-

(اگر ظلم نہیں تو کیا عدل ہے ؟)

(۱۱) غرضکہ اس بارے میں میرا اقرار بالکل صاف اور واضح ہے - موجودہ گورنمنٹ محض ایک ناجائز بیورو کریسی ہے ' وہ کروروں انسانوں کی مرضی اور خواهش کیلیے محض نفی ہے ' وہ همیشہ انصاف اور سچائی پر پرسٹیج کو ترجیح دیتي ہے' وہ جلیانوالا باغ امرتسر کا وحشیانہ قتل عام جایز رکهتي ہے ' وہ انسانوں کیلیے اس حکم میں کوئي نا انصافی نہیں مانتي کہ چارپایوں کي طرح پیٹ کے بل چلائیں جائیں ' وہ بے گناہ لڑکوں کو صرف اسلیے تازیانے کي ضرب سے بے هوش هو جانے دیتي ہے کہ کیوں ایک بت کي طرح " یونین جیک " کو سلام نہیں کرتے ؟ وہ تیس کرور انسانوں کي پیهم التجاؤں پر بهي اسلامي خلافت کي پامالي سے باز نہیں آئي ' وہ اپنے تمام وعدوں کے توڑ دینے میں کوئي عیب

نہیں سمجھتي' وہ سمرنا اور تھریس کو صریح نا منصفانہ طور پر یونانیوں کے حوالہ کردیتي ھے' اور پھر تمام اسلامي آبادي کے قتل و غارت کا تماشا دیکھتي ھے -

انصاف کي پامالي میں اُسکي جرأت آن تھک اور دلیري بالکل بے باک ھے اور حقیقت کو جھٹلاتے ھوے اسکے منھہ میں کوئی لگام نہیں - سمرنا میں ۷۰ - في صدي مسلمانوں کي آبادي ھے ' مگر وزیر اعظم بغیر کسی شرمندگي کے مسیحی آبادي کی کثرت کا اعلان کردیتا ھے - یونانی حکومت تمام اسلامي آبادي کو خون اور آگ کے سیلاب میں غرق کردیتی ھے ' لیکن وہ بے دھڑک ترکي مظالم کی فرضی داستانیں بیان کرتا رھتا ھے ' اور خود انگلستان کے بھیجے ھوے امریکن کمیشن کی رپورٹ پوشیدہ کردي جاتی ھے !

پھر نہ تو ان تمام مظالم و جرائم کیلیے اسکے پاس اعتراف ھے' نہ تلافي - بلکہ ملک کي جایز اور با امن جد و جہد کو پامال کرنے کیلیے ھر طرح کا جبر و تشدد شروع کردیا جاتا ھے ' اور وہ سب کچھہ کیا جاتا ھے جو گذشتہ ایک سال کے اندر ھوچکا ھے' اور ۱۸ - نومبر سے اسوقت تک ملک کے ھر حصہ میں ھو رھا ھے - میں اگر ایسي گورنمنٹ کو " ظالم " اور " یا درست ھو جاؤ یا مٹ جاؤ " نہ کہوں ' تو کیا " عادل " اور " نہ تو درست ھو' نہ مٹو " کہوں ؟

کیا صرف اسلیے کہ ظلم طاقتور ھے اور اسکے پاس جیل ھے ' اِسکا حق دار ھو جاتا ھے کہ اُسکا نام بدلدیا جاے ؟ میں اِٹلي کے نیک اور حریت پرست جوزف میزیني (Mazzini) کي زبان میں کہونگا " ھم صرف اسلیے کہ تمھارے ساتھہ عارضي طاقت ھے' تمھاري برائیوں سے انکار نہیں کرسکتے " -

(" جرم " کا قدیم اور نا قابل شمار ارتکاب)

(۱۲) میں نہایت متعجب ھوں کہ میرے خلاف صرف یہي دو ناتمام اور نا کافي تقریریں کیوں پیش کیگئي ھیں ؟ کیا ان ھزاروں صفحات سے جو میرے قلم سے نکل چکے ھیں ' اور ان بے شمار تقریروں سے جنکي صدائیں ھندوستان کے ایک ایک گوشہ میں گونج چکي ھیں' صرف یہي سرمایہ گورنمنٹ بہم پہنچا سکي ؟

میں اقرار کرتا هوں کہ میري کوئي تقریر گذشتہ دو سال کے اندر ایسي نہیں هوئي هے جسمیں یہ تمام باتیں میں نے بیان نہ کي هوں -

میں متصل بارہ سال سے اپني قوم و ملک کو آزادي و حق طلبي کي تعلیم دے رها هوں - میري ١٨ - برس کي عمر تهي جب میں نے اس راہ میں تقریر و تحریر شروع کي - میں نے زندگي کا بہترین حصہ یعني عہد شباب صرف اسي مقصد کے عشق میں قربان کردیا - میں اسي کي خاطر چار سال تک نظر بند رها ' مگر نظر بندي میں بهي میري هر صبح و شام اِسی کي تعلیم و تبلیغ میں بسر هوئي - " رانچي " کے در و دیوار اسکي شہادت دے سکتے هیں جہاں میں نے نظر بندي کا زمانہ بسر کیا هے - یہ تو میري زندگي کا دائمي مقصد هے - میں صرف اسی ایک کام کیلیے جي سکتا هوں : ان صلاتي ' و نسکي ' و محیاي ' و مماتي ' للہ رب العالمین !

(آخـــري اســـلامي تحـــریک)

(١٣) میں اس " جرم " سے کیونکر انکار کرسکتا هوں جبکہ میں هندوستان کي اس آخري " اسلامي تحریک " کا داعي هوں ' جس نے مسلمانان هند کے پولیٹکل مسلک میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا - اور بالاخر وهاں تک پہونچا دیا جہاں آج نظر آرهے هیں - یعنی اُن میں سے هر فرد میرے اس جرم میں شریک هوگیا هے - مین نے سنہ ١٩١٢ - میں ایک اردو جرنل " الهلال " جاري کیا جو اس تحریک کا آرگن تها ' اور جسکي اشاعت کا تمام تر مقصد وهي تها جو اوپر ظاهر کرچکا هوں - یہ امر واقعہ هے کہ الهلال نے تین سال کے اندر مسلمانان هند کي مذهبي اور سیاسي حالت میں ایک بالکل نئي حرکت پیدا کردي - پہلے وہ اپنے هندو بهائیوں کي پولیٹکل سرگرمیوں سے نہ صرف الگ تهے ' بلکہ اسکي مخالفت کیلیے بیورو کریسي کے هاتهہ میں ایک هتیار کي طرح کام دیتے تهے - گورنمنٹ کي تفرقہ انداز پالیسي نے انهیں اس فریب میں مبتلا کر رکها تها کہ ملک میں هندوؤں کي تعداد بہت زیادہ هے ' هندوستان اگر آزاد هوگیا تو هندو گورنمنٹ قائم هوجائیگی - مگر الهلال نے مسلمانوں کو تعداد کي جگہ ایمان پر اعتماد کرنے کي تلقین کي '

اور بے خوف ہوکر ہندوؤں کے ساتھہ ملجانے کي دعوت دي - اسي سے وہ تبدیلیاں رو نما ہوئیں جنکا نتیجہ آج متحدہ تحریک خلافت و سواراج ہے - بیوروکریسي ایک ایسي تحریک کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتي تھي - اسلیے پہلے الہلال کي ضمانت ضبط کي گئي - پھر جب " البلاغ " کے نام سے دوبارہ جاري کیا گیا تو سنہ ۱۹۱۶ - میں گورنمنت آف انڈیا نے مجھے نظربند کردیا -

میں بتلانا چاھتا ہوں کہ " الہلال " تمامتر " آزادي یا موت " کي دعوت تھي - اسلام کي مذہبي تعلیمات کے متعلق اس نے جس مسلک بحث ونظر کی بنیاد ڈالی ' اسکا ذکر یہاں غیرضروري ہے - صرف اسقدر اشارا کرونگا کہ ہندوؤں میں آج مہاتما گاندھي مذہبی زندگی کی جو روح پیدا کر رہے ہیں ' الہلال اس کام سے سنہ ۱۹۱۴ - میں فارغ ہوچکا تھا - یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں ' دونوں کی نئی اور طاقتور سرگرمي اسی وقت شروع ہوئی ' جب دونوں میں مغربی تہذیب کی جگہ مذہبی تعلیم کی تحریکوں نے پوري طرح فروغ پالیا -

(خلافت کانفرنس کلکتہ)

(۱۴) چار سال کے بعد پہلي جنوري سنہ ۱۹۲۰ - کو میں رہا کیا گیا - اسوقت سے گرفتاري کے لمحہ تک ' میرا تمام وقت انہي مقاصد کي اشاعت و تبلیغ میں صرف ہوا ہے - ۲۸ - ۲۹ - فروري سنہ ۱۹۲۰ - کو اسي کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں خلافت کانفرنس کا جلسہ ہوا تھا ' اور مسلمانوں نے مایوس ہوکر اپنا آخري اعلان کردیا تھا :

" اگر برٹش گورنمنت نے مطالبات خلافت کي اب بھی سماعت نہ کی ' تو مسلمان اپنے شرعی احکام کی رو سے مجبور ہو جائینگے کہ تمام وفادارانہ تعلقات منقطع کرلیں " -

میں اس کانفرنس کا پریسیڈنت تھا -

میں نے اسکے طولانی پریسیڈنشل ایڈرس میں وہ تمام امور بہ تفصیل بیان کردیے تھے جو اسقدر ناقص شکل میں ان دو تقریروں کے اندر دکھلائے گئے ہیں -

(مـــوالات اور فــــوجي مــــلازمت)

میں نے اسي ایڈریس میں اُس اسلامي حکم کي بهي تشریح کردي تهي جسکي بنا پر مسلمانوں کا مذهبي فرض هے که موجوده حالت میں گورنمنٹ سے " ترک موالات " کریں - یعنی کواپریشن اور اعانت سے هاتهه کهینچ لیں - یهي " ترک موالات " هے' جو آگے چلکر " نان کواپریشن " کي شکل میں نمودار هوا ' اور مهاتما گاندهي جي نے اسکي سربراهي کي -

اسي کانفرنس میں فوج کے متعلق وه رزولیوشن منظور هوا تها ' جسمیں اسلامي قانون کے بموجب مسلمانوں کیلیے فوجي نوکري ناجائز بتلائي گئي تهي - کیونکه گورنمنٹ اسلامي خلافت اور اسلامي ملکوں کے خلاف برسرپیکار هے - کرانچي کا مقدمه اسي رزولیوشن کي بنا پر چلایا گیا - میں بار بار اخبارات اور تقریروں میں اعلان کرچکا هوں که یه رزولیوشن سب سے پہلے میں نے هي طیار کیا تها ' اور میري هي صدارت میں تین مرتبه منظور هوا - سب سے پہلے کلکته میں - پهر بریلي اور لاهور میں - پس اس "جرم" کي تعزیر کا بهي پہلا حقدار میں هي هوں -

میں نے اس اڈرس کو مزید اضافه کے بعد کتاب کي شکل میں بهي مرتب کیا ' جو انگریزي ترجمه کے ساتهه بار بار شائع هوچکا هے - اور گویا میرے " جرائم " کا ایک تحریری ریکارڈ هے -

(میري زندگي سرتا سر ۱۲۴ - هے)

(۱۵) میں نے گذشته دو سال کے اندر تنہا اور مہاتما گاندهي کے ساتهه تمام هندوستان کا بار بار دوره کیا - کوئي شهر ایسا نہیں هے جهاں میں نے خلافت ' پنجاب ' سوراج ' اور نان کواپریشن پر بار بار تقریریں نه کي هوں ' اور وه تمام باتیں نه کہي هوں جو میري ان دو تقریروں میں دکهلائي گئي هیں -

ڈسمبر سنه ۲۰ - میں انڈین نیشنل کانگرس کے ساتهه آل انڈیا خلافت کانفرنس کا بهي اجلاس هوا ' اپریل سنه ۲۱ - میں جمعیة العلماء کا بریلي میں جلسه

ہوا، گذشتہ اکتوبر میں یو - پي پراونشیل خلافت کانفرنس آگرہ میں منعقد ہوئي'
نومبر میں آل انڈیا علماء کانفرنس کا لاہور میں اجلاس ہوا - ان تمام کانفرنسوں کا
بھي میں ھي صدر تھا - لیکن ان میں بھي تمام مقررین نے جو کچھہ کہا ' اور صدارتي
تقریروں میں میں نے جو خیالات ظاہر کیے ' اُن سب میں وہ تمام باتیں موجود
تھیں' جو ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں - بلکہ میں اقرار کرتا ھوں کہ ان سے
بہت زیادہ قطعي و واضح خیالات ظاہر کیے گئے تھے !

اگر میري ان دو تقریروں کے مطالب دفعہ ۱۲۴ - الف کا جرم ھیں ' تو
میں نہیں سمجھتا کہ صرف پہلي اور پندرھویں جولائی ھی کا ارتکاب کیوں منتخب
کیا گیا ھے ؟ میں تو اس کثرت کے ساتھہ اس کا ارتکاب کرچکا ھوں کہ فی الواقع
اسکا شمار میرے لیے ناممکن ھوگیا ھے - مجھے کہنا پڑیگا کہ میں نے گذشتہ سالوں کے
اندر بجز ۱۲۴ - الف کے اور کوئی کام ھي نہیں کیا !

(نوان وایلنس نوان کواپریشن)

(۱۶) ھم نے آزادي اور حق طلبي کي اس جنگ میں " نان وایلنس
نوان کواپریشن " کي راہ اختیار کی ھے - ھمارے مقابلے میں طاقت اپنے تمام
جبر و تشدد اور خونریز وسائل کے ساتھہ کھڑي ھے ' لیکن ھمارا اعتماد صرف خدا پر
ھے اور اپنی غیر مختتم قرباني اور غیر متزلزل استقامت پر - مہاتما گاندھي کي طرح
میرا یہ اعتقاد نہیں ھے کہ کسی حال میں بھی ھتیار کا مقابلہ ھتیار سے نہیں کرنا
چاھیے - اسلام نے جن حالتوں میں اسکی اجازت دي ھے ' میں اسے فطرۃ الہی اور
عدل و اخلاق کے مطابق یقین کرتا ھوں - لیکن ساتھہ ھي ھندوستان کی آزادي اور
موجودہ جد و جہد کیلیے مہاتما گاندھی کے تمام دلائل سے متفق ھوں' اور اُن دلائل
کي سچائی پر پورا اعتقاد رکھتا ھوں - میرا یقین ھے کہ ھندوستان نان وایلنس
جد و جہد کے ذریعہ فتح مند ھوگا ' اور اسکی فتح مندي اخلاقی و ایماني طاقت
کی فتحمندي کی ایک یادگار مثال ھوگی -

یہی وجہ ہے کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو با امن جد و جہد کی تلقین کی اور اسکو کامیابی کی سب سے پہلی شرط قرار دیا - خود یہ تقریریں بھی اسی موضوع پر تھیں جیساکہ پیش کردہ نقول سے بھی ثابت ہوتا ہے - میں اُن چند مسلمانوں میں سے ہوں جو بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے نہایت مضبوطی کے ساتھہ مسلمانوں کو با امن جد و جہد پر قائم نہ رکھا ہوتا ' تو نہیں معلوم ' مسئلۂ خلافت کی وجہ سے انکا صبر آزما اضطراب کیسی خوفناک شکل اختیار کرلیتا ؟ کم از کم ہندوستان کے ہر حصہ میں ایک " مالیبار " کا منظر تو ضرور نظر آ جاتا -

(سی - آئی - ڈی کے رپورٹرز)

(۱۷) اب جبکہ میں ان دو تقریروں کے تمام اُن حصوں کا اقرار کرچکا ہوں جن سے پراسیکیوشن استدلال کرسکتا ہے ' تو کوئی مضائقہ نہیں ' اگر چند الفاظ انکی پیش کردہ صورت کی نسبت بھی کہدوں -

سی - آئی - ڈی کے گواہوں نے بیان کیا ہے کہ میری تقریروں کے نوٹس بھی لیے گئے اور مختصر نویسی کے ذریعہ بھی قلمبند کی گئیں - جو کاپی داخل کی گئی ہے (اگزبیٹ اے - اور - سی) وہ مختصر نویس کی مرتب کی ہوئی ہے ' لیکن یہ میری تقریروں کی ایک ایسی مسخ شدہ صورت ہے کہ اگر چند ناموں اور واقعات کی طرف اشارہ نہ ہوتا تو میرے لیے شناخت کرنا بھی بہت مشکل تھا - وہ بلا شبہ ایک چیز ہے جو دور تک پھیلتی ہوئی چلی گئی ہے ' لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے ؟ محض بے جوڑ ' بے تعلق ' اور اکثر مقامات پر بے معنی جملے ہیں ' جو بغیر کسی ربط اور سلسلہ کے صفحوں پر بکھیر دیے ہیں - گرامر اور محاورہ دونوں سے انہیں یکقلم انکار ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹر تقریر سمجھنے اور قلمبند کرنے سے عاجز تھا - اسلیے درمیان سے جملوں کے جملے چھوڑتا جاتا ہے ' اور تمام حروف ربط و تعلیل تو بالکل ہی حذف کردیے ہیں ہے - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ تمام وہ الفاظ جنکی آواز یا اسپلنگ (اِملا) میں ذرا سا بھی تشابہ ہے ' بالکل ہی بدل گئے ہیں ' اور عبارت یا تو بے معنی ہوگئی ہے یا محرف -

مثلاً میں نے یکم جولائی کی تقریر میں مشہور فرنچ شاعر اور ادیب ویکٹر هیوگو کا قول نقل کیا تھا :

" آزادی کا بیج کبھی بار آور نہیں هوسکتا جب تک ظلم کے پانی سے اُسکی آبیاری نہ هو "

مختصر نویس نے " ظلم " کی جگہ " دهرم " لکھدیا هے جو صریح غلط اور بے موقعہ هے - البتہ اسکی آواز " ظلم " سے مشابہہ هے -

اسی طرح ایک مقام پر هے :

" اُنھوں نے جیل خانے کی مصیبت کو برباد کیا هے "

حالانکہ مصیبت کو برباد کرنے کے کوئی معنی نہیں هوسکتے - غالباً میں نے " برداشت کیا هے " کہا هوگا - یعنی اُنھوں نے جیل کی مصیبت جھیل لی هے - چونکہ دونوں لفظوں کی آواز ملتی جلتی هے اور مختصر نویس خود فہم و امتیاز سے محروم هے ' اسلیے " برداشت " کی جگہ " برباد " لکھہ گیا !

(اُردو مختصـــر نویســـی)

اصل یہ هے کہ اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ اور مختصر نویس کی نا قابلیت ' دونوں ان نقائص کیلیے ذمہ دار هیں -

اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ سنــہ ۱۹۰۵ - میں کرسچیــن کالــج لکھنــؤ کے دو پروفیسروں نے ایجاد کیا ' جن میں سے ایک کا نام مرزا محمد هادی - بی - اے هے - میں اُس وقت لکھنؤ هی میں تھا ' اسلیے مجھے ذاتی طور پر اُسکے دیکھنے اور موجدوں سے گفتگو کرنے کا بارها اتفاق هوا - مجھے معلوم هے کہ اسکے موجدوں نے انگریزی علامات کو بہت تھوڑے سے تغیر کے ساتھہ منتقل کرلیا هے ' لیکن وہ اُردو حروف و املاء کو پوری طرح محفوظ کردینے میں کامیاب نہ هوسکے - خود انھیں بھی اس نقص کا ایک حد تک اعتراف تھا - لیکن وہ خیال کرتے تھے کہ مختصر نویس کی ذاتی قابلیت اور حافظۂ و ملاسبت سے اسکی تلافی هوجائیگی - میں اپنے ذاتی معلومات کی بنا پر کہتا هوں کہ تجربے سے انکا خیال درست نہ نکلا -

صوبجات متحدہ کي گورنمنٹ نے ابتدائي تجربے کیلیے دو پولیس سب انسپکٹروں کو تعلیم دلائي تھي - انھوں نے سب سے پہلے آزمائشي طور پر چند پبلک تقریروں کو قلمبند کیا' میں بتلانا چاھتا ھوں کہ وہ میري اور شمس العلماء مولانا شبلي نعماني مرحوم کي تقریریں تھیں - ھم دونوں نے انجمن اسلامیہ ھردوئي کے سالانہ جلسے میں لکچر دیے تھے - مجھے اچھي طرح یاد ھے کہ مولانا شبلي نے في منٹ ساٹھہ لفظوں کے رفتار سے تقریر کي تھي' اور میري تقریر في منٹ ۷۰ - سے ۹۰ تک تھي جیسا کہ خود مختصر نویسوں نے ظاھر کیا تھا - ظاھر ھے کہ یہ کوئي تیز رفتار نہ تھي - تاھم جب انھوں نے اپنا کام مرتب کرکے دکھلایا تو بالکل ناقص اور غلط تھا - اسکے بعد بھي مجھے بارھا اپني تقریروں کے قلمبند کرانے کا اتفاق ھوا' لیکن ھمیشہ ایسا ھي نتیجہ نکلا - ابھي حال کي بات ھے کہ خلافت کانفرنس آگرہ میں میرا زباني پریزیڈنشل ایڈرس ایک مشاق مختصر نویس سید غلام حسنین نے قلمبند کیا جو عرصہ تک یو - پی کے محکمہ سی - آئي - ڈي میں کام کرنے کے بعد مستعفی ھوا ھے - لیکن جب لانگ ھینڈ میں مرتب کرکے مجھے دکھلایا گیا تو اسکا کوئی حصہ صحیح اور مکمل نہ تھا -

یہ تو اصل قاعدہ کا نقص ھے' لیکن جب اسپر مختصر نویس کی نا قابلیت کا بھی اضافہ ھو جاے' تو پھر کوئی خرابی ایسی نہیں ھے جس سے انسانی تقریر مسخ نہ کی جاسکے - کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت نے اس نقص کو اور زیادہ پر مصیبت بنا دیا ھے - یہاں کے دیسی اور یورو پین افسر خود اردو زبان سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے - حتیٰ کہ معمولی طور پر بول بھي نہیں سکتے - انکے نزدیک ھر وہ آدمي جو انگریزي زبان سے کسی مختلف لہجہ میں آواز نکالے' اردو کا اسکالر ھے - نتیجہ یہ ھے کہ پولیس اور عدالت ان رپورٹروں اور مختصر نویسوں کو بطور سند کے استعمال کررھي ھے' جن بیچاروں کي استعداد پر ھمیشہ ھملوگ تمسخر کیا کرتے ھیں -

میں وثوق کے ساتھہ کہہ سکتا هوں که کلکته کی پولیس اور عدالتوں میں ایک شخص بھی اردو زبان کیلیے قابل اعتماد نہیں ہے - اگر یہاں اس حقیقت کا کچھه بھی احساس هوتا ، تو صرف یہی بات بطور ایک عجیب واقعه کے خیال کی جاتی که میری تقریروں کیلیے پولیس اور سی - آئی - ڈی کے غریب رپورٹروں کی شہادت لی جارهی ہے ! میں تسلیم کرتا هوں که کم از کم یه منظر ضرور میرے لیے تکلیف دہ ہے !

(مشرقی لٹریچر اور سرکاری رسائل علم)

یه کہنا ضروری نہیں که میں اپنے ڈیفنس کی غرض سے ان شہادتوں کی بے اعتمادی ثابت نہیں کر رہا هوں - میں تو پورا پورا اقرار کرچکا - مقصود صرف دو باتوں کا اظہار ہے :

اولاً ، جو سرکاری مقدمات اردو تقریر و تحریر کی بنا پر چلائے جاتے هیں ، انکے رسایل ثبوت کس درجه ناکارہ اور نا قابل اعتماد هیں ؟

ثانیاً ، هندوستان کی بیوروکریسی کی ناکامیابی اور ناموافقت - وہ ڈیڑھه سو برس تک حکومت کرکے بھی اس قابل نہیں هوئی که هندوستانی زبانوں کے متعلق صحیح اور مستند ذرایع سے معلومات حاصل کرسکتی - مجھے یاد ہے که جب اکتوبر سنه ۱۹۱۶ میں نظر بند کیا گیا ، اور بہار گورنمنٹ کے حکام اور پولیس افسر (جنکو اُردو زبان سے بمقابلۂ بنگال زیادہ تعلق ہے) تلاشی کیلیے آئے ، تو انہوں نے میری تمام کتابوں کو بھی ایک خوفناک لٹریچر سمجھکر نہایت احتیاط کے ساتھه قبضه میں کرلیا - یه تمام کتابیں عربی اور فارسی زبان میں تھیں ، اور تاریخ ، فقه ، فلسفه کا معمولی مطبوعه ذخیرہ تھا جو بازاروں میں فروخت هوتا رهتا ہے - صرف ایک کتاب " مطالب عالیه " نامی قلمی تھی جو سب سے زیادہ پر اسرار سمجھی گئی - لطف یه ہے که انکی فہرست ڈپٹی کمشنر کی درخواست سے مجھے هی مرتب کرنی پڑی - کیونکه تفتیش جرائم کے اس پورے کمیشن میں ایک شخص بھی اس قابل نه تھا که کتابوں کے ٹائیٹل پیج کو صحت کے ساتھه پڑھه لیتا !

میں نے نظر بندي کے زمانے میں چارسال تک اپني ڈاک کیلیے خود ھي سنسر شپ کے فرائض بھي انجام دیے ھیں' کیونکہ جو سرکاري افسر اس غرض سے مقرر کیا گیا تھا ' وہ اسقدر قابل آدمی تھا کہ اردو کے معمولی لکھے ھوے خطوط بھی نہیں پڑھہ سکتا تھا - وہ اکثر میري ڈاک صرف دستخط کرکے بھیج دیتا ' اور شب کو آکر مجھسے اسکا ترجمہ لکھوا لیتا !

جبکہ نظر بندي میں میں اپنی ڈاک کی خود ھی نگرانی کررھا تھا ' تو شملہ اور دھلی کے حکام اپني کار فرمائي پر نہایت نازاں تھے' اور سمجھتے تھے کہ انہوں نے اپنے ایک خطرناک دشمن کو بالکل مجبور اور معطل کردیا ھے !

اِسوقت بھی میرے قلمي مسودات کلکتہ پولیس کے قبضہ میں ھیں - ان میں سب سے زیادہ خوفناک جرم ' تاریخ ' تفسیر قرآن ' اور لٹریچر ھے !

میں یہاں عربی داں اشخاص کی دلچسپی کیلیے ان کتابوں کے چند نام درج کردیتا ھوں ' جنھیں نہایت خوفناک سمجھکر پولیس نے شملہ بھیجا تھا ' اور عرصہ تک سر چارلس کلیو لینڈ کے حکم سے میري نظر بندي کے دیگر معاملات کي طرح انکي بھي تحقیقات ھوتي رھي :

فتح القدیر شرح ھدایہ - طبقات الشافعیہ سبکي - ازالۃ الخفا - کتاب الام - مدونۃ امام مالک - مطالب عالیہ امام رازي - شرح حکمۃ الاشراق - شرح مسلم الثبوت بحــــر العلوم - کتاب المستصفي - کتاب اللمغ -

اصل یہ ھے کہ کسي جرم کیلیے جو لٹریچر سے تعلق رکھتا ھو ' کوئي ایسي عدالت منصفانہ کار روائي نہیں کرسکتي جو ذاتي طور پر راے قائم نہ کرسکے - یعنے خود اس زبان سے واقف نہو - لیکن موجودہ بیورو کریسي علاوہ بیورو کریسي ھونے کے غیر ملکي بھي ھے ' اسلیے ھر گوشہ میں اجنبي اقتدار کي غلامي کے نتائج کام کر رھے ھیں - عدالتیں ھندوستان کي ھیں اور ھندوستانیوں کیلیے ھیں ' لیکن انکي زبان جزیرۂ برطانیہ کي ھے' اور اکثر حالتوں میں ایسے افراد سے مرکب ھیں جو ملکي زبان کا ایک لفظ بھي نہیں جانتے !

یہي وجه ھے که اب ھم اس گورنمنٹ سے آور کچھه نہیں چاھتے - صرف یه چاھتے ھیں کہ جسقدر بھي جلد ممکن ھو' وہ اپنے سے بہتر اور حقدار کیلیے اپني جگه خالي کردے -

(موجودہ حالت قدرتي ھے)

(۱۸) میں جیسا که ابتدا میں لکھه چکا ھوں ' خاتمۂ سخن میں بھي دھراؤنگا - آج گورنمنٹ جو کچھه ھمارے ساتھه کر رھي ھے ' وہ کوئي غیر معمولي بات نہیں ھے جسکے لیے خاص طور پر آسے ملامت کي جاے - قومي بیداري کے مقابلے میں مقاومت اور جبر و تشدد تمام قابض حکومتوں کیلیے طبیعت ثانیه (سکینڈ نیچر) کا حکم رکھتا ھے' اور ھمیں یه توقع نہیں رکھني چاھیے که ھماري خاطر انساني طبیعت بدل دي جائیگي -

یه قدرتي کمزوري افراد اور جماعت ' دونوں میں یکساں طور پر نمود رکھتي ھے - دنیا میں کتنے آدمي ھیں جو اپنے قبضه میں آئي ھوئي چیز صرف اسلیے لوٹا دینگے که وہ آسکے حقدار نہیں ؟ پھر ایک پورے براعظم کیلیے ایسي امید کیونکر کي جا سکتي ھے ؟ طاقت کبھي کسي بات کو صرف اس لیے نہیں مان لیتي که وہ معقول اور مدلل ھے - وہ تو خود بھي طاقت کي نمود کا انتظار کرتي ھے' اور جب وہ نمودار ھو جاتي ھے تو پھر نا راجب سے نا راجب مطالبه کے آگے بھی جھک جاتي ھے - پس کشمکش اور انتظار ناگزیر ھے' اور ایک ایسی قدرتی بات ھے جسکو بالکل دنیا کے معمولی اور روز مرہ کاموں کیطرح بلا کسي تعجب و شکایت کے انجام پانا چاھیے -

میں یه بھي تسلیم کرتا ھوں که تاریخ نے اس بارے میں انساني ظلم و تعدي کے جو ھیبت ناک مناظر دکھلائے ھیں ' انکے مقابلے میں موجودہ جبر و تشدد کسي طرح بھي زیادہ نہیں کہا جاسکتا - البته میں نہیں کہه سکتا که یه کمي اسلیے ھے که ابھي ملک کا جذبۂ قرباني ناتمام ھے ' یا اسلیے ھے که ظلم زیادہ مکمل نہیں ؟ مستقبل اسکو واضح کردیگا -

جس طرح اس کشمکش کا آغاز همیشه یکساں طور پر هوا هے' اسي طرح خاتمه بهي ایک هي طرح هوا هے - همیں معلوم هے که اگر همارا جذبهٔ آزادي و حق طلبي سچا اور اٹل ثابت هوا' تو یہی گورنمنٹ جو آج همیں مجرم ٹهرا رهي هے' کل کو فتح مند محب الوطنوں کی طرح همارے استقبال پر مجبور هوگي !

(بـــغـــاوت)

(۱۹) مجهه پر سڈیشن کا الزام عائد کیا گیا هے' لیکن مجهے " بغاوت " کے معنی سمجهه لینے دو - کیا " بغاوت " آزادي کي آس جد و جهد کو کہتے هیں جو ابهي کامیاب نہیں هوئي هے ؟ اگر ایسا هے تو میں اقرار کرتا هوں - لیکن ساتهه هي یاد دلاتا هوں که اسي کا نام قابل احترام حب الوطني بهي هے جب وہ کامیاب هو جاے - کل تک آیر لینڈ کے مسلح لیڈر باغي تهے' لیکن آج ڈي ویلرا اور گریفتهه کیلیے برطانیهٔ عظمی کونسا لقب تجویز کرتي هے ؟

اسي آیر لینڈ کے پارنل (Parnel) نے ایک مرتبه کہا تها : "همارا کام همیشه ابتدا میں بغاوت اور آخر میں حب الوطنی کی مقدس جنگ تسلیم کیا گیا هے "

(قانون " قضاء بالحق ")

(۲۰) میں مسلمان هوں' اور میرے یقین کیلیے وہ بس کرتا هے' جو میري کتاب شریعت نے بتلایا هے - قرآن کہتا هے - جسطرح مادہ اور اجسام میں انتخاب طبیعی (Natural Selection) اور بقاء اصلح (Survival of the fittest) کا قانون جاري هے' اور فطرۃ صرف اسی وجود کو باقي رهنے دیتي هے جو صحیح و اصلح هو - ٹهیک اسیطرح تمام عقائد و اعمال میں بهي یہي قانون کام کر رها هے - آخري فتح اسي عمل کي هوتي هے جو حق اور سچ هو' اور اسلیے باقي و قائم رهنے کا حقدار هو - پس جب کبهي انصاف اور نا انصافي میں مقابله هوگا' تو آخر کي جیت انصاف هي کے حصه میں آئیگي : و اما ما ینفع النـــاس فیمکث فی الارض کـــذلـــک یضرب اللہ الامثال - (۱۳ : ۱۸) زمین پر وهي چیز باقي رهیگي جو نافع هو - غیر نافع چهانٹ دي جائیگي -

یہي وجه ہے که قرآن کي اصطلاح میں سچائي کا نام " حق " ہے ' جسکے معنی ھي جم جانے اور ثابت ھو جانے کے ھیں - اور جھوٹ اور بدي کا نام باطل ہے ' جسکے معنی ھي مٹ جانے کے ھیں : ان الباطل کان زھوقا - باطل تو صرف اسي لیے ہے که مٹ جاے !

پس آج جو کچھه ھورھا ہے ' اسکا فیصله کل ھوگا - انصاف باقي رھیگا - نا انصافي مٹادي جائیگي - ھم مستقبل کے فیصله پر ایمان رکھتے ھیں !

البته یه قدرتي بات ہے که بدلیوں کو دیکھکر بارش کا انتظار کیا جاے - ھم دیکھه رہے ھیں که موسم نے تبدیلي کي تمام نشانیاں قبول کرلي ھیں - افسوس ان آنکھوں پر جو نشانیوں سے انکار کریں !

میں نے انھي تقریروں میں جو میرے خلاف داخل کي گئي ھیں' کہا تھا : " آزادي کا بیج کبھي بار آور نہیں ھوسکتا جب تک جبر و تشدد کے پاني سے اسکي آبیاري نہو "

لیکن گورنمنٹ نے آبیاري شروع کردي ہے !

میں نے انھي میں کہا تھا : " مبلغین خلافت کی گرفتاریوں پر کیوں مغموم ھو ؟ اگر تم فی الحقیقت انصاف اور آزادي کے طلبگار ھو ' تو جیل جانے کیلیے طیار ھو جاؤ - علي پور کا جیل اسطرح بھر جاے که اسکي کوٹھریوں میں چوروں کیلیے جگه باقي نه رہے "

فی الحقیقت جگه باقي نہیں رھي ہے - پریسیڈنسي اور سنٹرل جیل کا بڑا حصه معمولي قیدیوں سے خالي کردیا گیا - پھر بھي جگه کافي نه ھوئي - نیا جیل بنایا گیا - وہ بھي آناً فآناً بھرگیا - جگه نکالنے کیلیے سینکڑوں قیدي رھا کردیے گئے ' لیکن ان سے دگنے نئے آگئے - اب مزید نئے جیل بنائے جا رہے ھیں !

(سرکاري وکیل ' پولیس ' اور مجسٹریٹ)

(۲۱) قبل اسکے که میں اپنا بیان ختم کروں ' اپنے اُن ھم وطن بھائیوں کي نسبت بھي ایک دو جملے کہونگا ' جواس مقدمه میں میرے خلاف کام کررہے ھیں -

میں نے اوپر کہیں کہا ھے کہ " سي - آئی - ڈي کا کام جہالت اور شرارت دونوں سے مرکب ھوتا ھے" یہ میں نے اس ذاتي علم کي بنا پرکہا جو بے شمار مقدمات کي نسبت مجھے حاصل ھے - تاھم میں تسلیم کرتا ھوں کہ سي - آئی - ڈي کے جن آدمیوں نے میرے خلاف شہادت دي ھے ' اُنھوں نے اُس اعتماد کے سوا جو اپنے کام پر ظاھر کیا ھے ' کوئي بات بھي غلط نہیں کہی ھے -

میري تقریریں جو پیش کیگئي ھیں' ان میں بھي میں کوئي بات شرارت کي نہیں پاتا - جسقدر انکے اغلاط اور نقایص ھیں' غالباً صرف ناقابلیت کا نتیجہ ھیں - ایک دو مقامات ایسے ھیں جنکي نسبت خیال کیا جاسکتا ھے کہ دانستہ خراب کرکے دکھلاے ھیں - مثلاً جہاں جہاں میں نے لوگوں کو با امن رھنے ' ھڑتال نہ کرنے ' ھر طرح کے مظاھرات سے مجتنب رھنے کي تلقین کي ھے ' وہ بقیہ حصوں سے بھي زیادہ اُلجھے ھوے اور بے ربط ھیں - متعدد مقامات پر " امن " کو " ایمان " کردیا ھے جو رھاں بالکل بے ربط ھے - تاھم میں سمجھتا ھوں کہ یہ بھي قاعدہ کے نقص اور ذاتي ناقابلیت کیوجہ سے ھے نہ کہ شرارت سے -

البتہ میرا یقین ھے کہ انھوں نے اپنے کام پر جو اعتماد ظاھر کیا ھے' اور جس غرض سے یہ کام انجام دیا ھے ' وہ ضرور معصیت ھے - لیکن ساتھہ ھي مجھے اُنکی کمزوري بھي معلوم ھے - وہ محض چند روپیوں کي نوکري کیوجہ سے ایسا کررھے ھیں' اور اتنا قوي ضمیر نہیں رکھتے کہ سچائي کو ھر بات پر ترجیح دیں- پس میرے دل میں انکے لیے کوئی رنج اور ملامت نہیں ھے- میں اس کام کیلیے اُنھیں معاف کرتا ھوں ' اور دعا کرتا ھوں کہ خدا بھی معاف کردے -

پبلک پراسیکوٹر بھي جو ان مقدمات میں کام کر رھا ھے ' میرا ایک ھم وطن بھائي ھے - اسکي ضمیر یا راے میرے سامنے نہیں ھے - محض مزدوري ھے ' جو اس کام کیلیے وہ گورنمنٹ سے حاصل کرتا ھے - پس اسکي طرف سے بھي میرے دل میں کوئي رنج نہیں - البتہ میں ان سب کے لیے وھي دعا مانگونگا جو پیغمبر اسلام نے ایک موقعہ پر مانگي تھي : " خدایا ! ان پر راہ کھول دے ' کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رھے ھیں ؟ "

(ناقص ما انت قاض !)

میں مجسٹریٹ کی نسبت بھی کچھہ کہنا چاھتا ھوں - زیادہ سے زیادہ سزا جو اسکے اختیار میں ھے، بلا تامل مجھے دیدے - مجھے شکایت یا رنج کا کوئی احساس نہ ھوگا - میرا معاملہ پوری مشینری سے ھے - کسی ایک پرزے سے نہیں ھے - میں جانتا ھوں کہ جب تک مشین نہیں بدلیگی، پرزے اپنا فعل نہیں بدل سکتے -

میں اپنا بیان اٹلی کے قتیل صداقت گارڈینیو برونو کے لفظوں پر ختم کرتا ھوں، جو میری ھی طرح عدالت کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا :

" زیادہ سے زیادہ سزا جو دی جاسکتی ھے، بلا تامل دیدو - میں یقین دلاتا ھوں کہ سزا کا حکم لکھتے ھوے جسقدر جنبش تمھارے دل میں پیدا ھوگی، اسکا عشر عشیر اضطراب بھی سزا سنکر میرے دل کو نہ ھوگا "

(خـــاتمـــہ)

مسٹر مجسٹریٹ ! اب میں اور زیادہ وقت کورٹ کا نہ لونگا - یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ھے، جسکی ترتیب میں ھم دونوں یکساں طور پر مشغول ھیں - ھمارے حصہ میں یہ مجرموں کا کٹھرا آیا ھے - تمھارے حصہ میں وہ مجسٹریٹ کی کرسی - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اس کام کیلیے وہ کرسی بھی اتنی ھی ضروری چیز ھے، جسقدر یہ کٹھرا - آؤ، اِس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردیں - مورخ ھمارے اِنتظار میں ھے، اور مستقبل کب سے ھماری راہ تک رھا ھے - ھمیں جلد جلد یہاں آنے دو، اور تم بھی جلد جلد فیصلہ لکھتے رھو - ابھی کچھہ دنوں تک یہ کام جاری رھیگا - یہانتک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جاے - یہ خدا کے قانون کی عدالت ھے - وقت اُس کا جج ھے - وہ فیصلہ لکھیگا، اور اُسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ھوگا ! و الحمد للہ اولا و اخرا -

احمد

۱۱ - جنوری سنہ ۱۹۲۲ع

پریسیڈنسی جیل - علی پور ـــ کلکتہ

آخــــري پيشـــي

(۹ - فروري سنه ۱۹۲۲ع)

صـــرف ایک ســـال قیـــد با مشقت !

" یـہ اُس سے بہت کم ہے جس کا میں متـــوقع تھا ! "

۹ - فروري سے پہلے مولانا کي جانب سے حسب ذیل اُمور کا زباني
اور بذریعہ اخبار اعلان کیا گیا :

(۱) ۹ - فروري کو کوئي شخص عدالت کي کارروائي دیکھنے کیلیے
نہ آے - نہ کسي طرح کا ھجوم سڑکوں پر ھو -

(۲) یہ یقیني ھے کہ اُنھیں سزا کا حکم سنایا جائیگا - پبلک کو چاھیے
کہ پورے صبر و سکون کے ساتھہ اسکي منتظر اور متوقع رھے - کوئي ھڑتال - نہیں
ھوني چاھیے - نہ کسي طرح کا غیر معمولي مظاھرہ کرنا چاھیے -

(۳) ۹ - کو لوگ جیل کي طرف بھي ھجوم نہ کریں - اور نہ اُنھیں
دیکھنے کیلیے جد و جہد کریں - صرف اپني معمولي روزانہ جد و جہد جاري
رکھیں ' اور جہانتک ممکن ھو اسکي سرگرمي بڑھائیں -

بعض کارکنان خلافت و کانگرس نے غلطی سے کارخانوں اور سرکاري
محکموں میں کام کرنے والوں کو ھڑتال کے ارادے سے نہیں روکا تھا اور خاموشی
اختیار کرلی تھی - ۷ - کو جب مولانا کو معلوم ھوا تو اُنھوں نے فوراً رکوادیا ' اور ھر
جگہہ یہ بات پہنچا دي گئی کہ جو شخص انکے لیے کچھہ کرنا چاھتا ھے ' اُس کے
اظہار محبت و عقیدت کی صرف یہی راہ ھے کہ والنٹیر بن جاے اور جیل جانے
کیلیے طیار ھو جاے - ھڑتال اور مظاھرہ نہ صرف اصول کے خلاف ھے ' بلکہ مقاصد
کیلیے مضر بھی ھے -

اگرچہ یہ تمام کار روائیاں علانیہ ہو رہي تھیں - افسران جیل کي موجودگي میں وہ تمام پیغامات دیتے تھے اور لکھواتے تھے' اور پھر اخبارات میں بھي شائع ہو جاتے تھے ' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ارکان حکومت کو اطمینان نہ تھا -

مولانا اور مسٹر داس کے مقدمات میں عدالت کي جانب سے پے درپے التواء کیا گیا - گورنمنٹ کا تذبذب اور اضطراب بھي برابر ظاہر ہوتا رہا - نیز راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کي تجویز اور نام نہاد مصالحت کي کارروائیاں بھي جاري رہیں - ان تمام اسباب سے پبلک کو یہ توقع ہوگئي تھي کہ شاید اُنھیں رہا کردیا جاے - زیادہ تائید اس بات کي کلکتہ اور بنگال کي مخصوص حالت سے بھي ہوتي تھي جس کي طرف سے مقامي گورنمنٹ کي تشویش روز بروز بڑھتي جاتي تھي ' اور بار بار یہ افواہیں مشہور کي جاتي تھیں کہ بہت جلد اُنھیں رہا کردیا جائیگا - گورنمنٹ کو بڑي تشویش مزدوروں کے ہڑتال سے تھي - علی الخصوص خضر پور ڈک کے مزدوروں اور شہر کے تمام خانساموں وغیرہ سے جو پندرہ بیس ہزار کي تعداد میں ہوتوں اور انگریزوں کے پرائیوٹ مکانوں میں کام کرتے ہیں - اُن کا ایک دن کیلیے بھي ہڑتال کرنا تمام انگریزي آبادي کي زندگي دشوار کردے سکتا ہے - اسي طرح ڈک کے مزدوروں کي جماعت بھي ایک ایسی جماعت ہے جو اگر کام چھوڑدے تو اس کا کام ایک دن کیلیے بھي دوسرے آدمی نہیں چلا سکتے - تمام تجارت اور مال کی درامد برامد اسی پر موقوف ہے -

خانساموں اور ڈک کے مزدوروں کي باقاعدہ یونین قائم ہے - دونوں نے فی الواقع ہڑتال کا اِرادہ کرلیا تھا - ڈک کے مزدور تو انکي گرفتاري پر ہڑتال کر بھی چکے تھے . لیکن کانگریس کمیٹي نے بہ مشکل سمجھا بجھا کے کام پر لگایا -

اسي طرح تمام سرکاري کالجوں کے طلبا کي نسبت بھي گورنمنٹ کا خیال تھا کہ بمجرد اعلان سزا کے کالجوں سے نکل آئینگے - انھي اسباب سے فیصلہ میں تاخیر کي جارھي تھي -

لیکن مولانا نے ۷ - کو ایک پیغام تمام اخبارات میں اس مضمون کا شائع درایا کہ اُنکے مقدمہ کي نسبت کوئي غلط توقع لوگ نہ باندھہ لیں - یہ قطعي ہے کہ

اُنہیں سزا دي جائیگي - لوگوں کو چاهیے کہ پورے نظم و سکون کے ساتھہ اُسکے سننے کیلیے طیار رهیں - هڑتال وغیرہ کیلیے اُنہوں نے کہا کہ " هم ایک سال سے کہتے آئے هیں کہ کامیابي اسي پر موقوف ہے کہ خاموشي کے ساتھہ لوگ گرفتار هوجائیں - چنانچہ هزاروں آدمیوں نے اپنے تئیں گرفتار کرادیا - اب جب هم خود گرفتار هوے هیں تو همیں بهي اپنے لیے وهي پسند کرنا چاهیے جو همنے دوسروں کیلیے پسند کیا تھا - یہ نہایت افسوس ناک غلطي هوگی اگر همارے سزا یابي کیلیے هڑتالیں کي گئیں ' یا همیں چهوڑ دینے کیلیے کسي ایک هندوستاني نے بهي کام چهوڑا "

اس پیغام نے نہایت تعجب انگیز اثر پیدا کیا جسکي خود گورنمنٹ کو بهي توقع نہ تهی - تمام لوگ جو جوش و اضطراب میں بے قابو هو رهے تهے' پتھر کي طرح اپني اپني جگهہ جم گئے - هڑتال کا ارادہ بالکل فسخ کردیا گیا - اور ۹ - کو عدالت اور جیل میں بهي کسي طرح کا هجوم نہیں هوا -

با ایں همہ گورنمنٹ کے ارکان مطمئن نہ تهے اور دیکهہ رهے تهے کہ گیارہ بجے کے بعد کیا صورت پیش آتي هے ؟ اسلیے گیارہ بجے تک جیل میں کوئی خبر نہیں دي گئي کہ کارروائي کہاں هوگي ؟ کورٹ میں یا جیل میں ؟ جب گیارہ بج چکے اور کسي طرح کي بهیڑ عدالت میں نہیں هوئي ' تو مولانا طلب کیے گئے - بارہ بجے وہ پہنچے - اُسوقت ایک مقدمہ کي کارروائي هورهي تهی - لیکن مجسٹریٹ نے عارضي طور پر اُسے ملتوي کرکے مولانا کو طلب کیا - اور فیصلہ سنایا - فیصلہ یہ تها کہ ایک برس قید با مشقت -

مولانا نے فیصلہ سنکر مجسٹریٹ سے مسکراتے هوے کہا " یہ تو اُس سے بہت کم هے جسکی مجهے توقع تهي ! " مجسٹریٹ هسنے لگا اور مولانا برامدے میں واپس آگئے -

یہاں کورٹ انسپکٹر موجود تها جو اُنہیں اپنے آفس روم میں لے گیا اور کہا مجهے آپ معاف کرینگے اگر میں چند منٹ آپکو یہاں بٹهاؤں اور ضابطہ کي کارروائي انجام دیدوں - مولانا نے کہا میں یہ " چند منٹ " ایک سال با مشقت

میں شمار نہ کرونگا - یہاں اُس نے سزا کے رجسٹر میں حسب قاعدہ اُنکا نام' ولدیت عمر' حلیہ' قد' اور دستخط کا اندراج کرلیا - اُسکے بعد وہ جیل کی گاڑی میں مسلح پولیس کے ساتھہ روانہ کردیے گئے -

اس طرح کامل ساتھہ دن کے بعد یہ کہانی ختم ہوگئی - اور جس شخص کو ایک دن کیلیے بھی قید کرنا گورنمنٹ کیلیے آسان نہ تھا' اور بغیر اسکے ممکن نہ تھا کہ لاکھوں انسانوں کے اضطراب پر غلبہ حاصل کیا جاے' وہ اس آسانی اور خاموشی کے ساتھہ ایک برس کیلیے قید خانے میں بھیجدیا گیا ! یہ فی الحقیقت نوان کواپریشن کے نظم و طاقت کا ایک حیرت انگیز ثبوت ہے !

عدالت کا فیصلہ (جیساکہ توقع تھی) نہایت مختصر ہے - نہ تو استغاثہ کی تشریح کی گئی ہے' نہ الزام کے اثبات کے وجوہ و دلائل بیان کیے ہیں - حتی کہ یہ بات بھی اُس سے معلوم نہیں ہوسکتی کہ ملزم نے کن الفاظ کے ذریعہ ۱۲۴ - الف کا ارتکاب کیا ہے ؟ اور کیونکر اسکی تقریریں اس دفعہ کے ماتحت آتی ہیں ؟ البتہ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ملزم نے تقریروں کے تمام وہ حصے تسلیم کرلیے جو گورنمنٹ کے متعلق تھے - مگر وہ کیا ہیں ؟ ان پر کوئی توجہ نہیں کی گئی - بہتر یہ تھا کہ سزا کی بنیاد اسی بات پر رکھدی جاتی کہ ملزم نے نہایت صفائی کے ساتھہ اپنے " مجرم " ہونے کا بار بار اظہار کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ بحالت موجودہ آزادی اور حق کا مطالبہ ہی جرم ہے !

نقل و ترجمہ فیصلۂ عـــدالت

مقدمہ نمبری ۲۸ - سنہ ۱۹۲۲

قیصـــر هنـــد
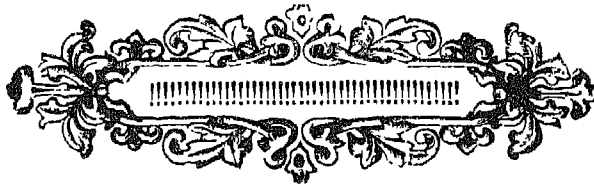
بنام

محي الدین احمد عرف مولانا ابوالکلام آزاد

فیصلـــہ

اس مقدمہ میں مولانا ابوالکلام آزاد زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات هند مجرم قرار دیے جاتے هیں ' کیونکہ اُنہوں نے پہلي جولائي سنہ ۲۱ - کو مرزا پور اسکوائر کلکتہ میں مسئلۂ خلافت' پنجاب ' اور آزادي وطن کے مضامین پر' اور نیز ۱۵ - جولائي سنہ ۲۱ - کو اُسي مقام پر مسئلہ ترک موالات وغیرہ پر اُردو میں تقریر کرتے هوے' ایسے الفاظ استعمال کیے' جن کے ذریعہ گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں نفرت و حقارت پھیلانے کي کوشش کی -

اِستغاثہ کي طرف سے جو شہادتیں پیش هوئي هیں ' اُن سے حسب ذیل واقعات ثابت هوتے هیں : مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر پولیس اسپیشل برانچ نے یہ اطلاع پاتے هي کہ یکم جولائی کو مرزا پور پارک میں کوئي جلسہ هونیوالا هے ' اپنے اُردو شارٹ هینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد ' انسکٹر ایس - کے - گھوسال سب انسپکٹر محمد اسمعیل' اور ایس - سي کر کو جلسہ کي کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا -

افسران مذکور جلسہ میں شریک هوے - اُنہوں نے تمام کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لیے - ان میں ملزم کي تقریر بھي هے جو اُس جلسہ کے صدر تھے - جلسہ میں تقریباً بارہ سو آدمیوں کا اجتماع تھا - جلسہ کا مقصد خلافت کے تین مبلغ : سعید الرحمن ' اجودھیا پرشاد ' اور جگدمبا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھي -

منجملہ اور مقرروں کے ملزم نے بھی اردو میں ایک طویل تقریر کی - انکی تقریروں کے نوٹ اردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد نے اور کچھہ حصے دوسرے پولیس کے افسروں نے لیے - یہ نوٹ مسٹر گولڈی کے سامنے پیش ہوے - انھوں نے انپر اپنے دستخط ثبت کردیے -

ابو اللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اسکی نقل مسٹر گولڈی کے پاس بھیجدی - دوسرے پولیس افسروں نے بھی اپنے اسی لانگ ہینڈ نوٹ کی ایک مشترکہ رپورٹ افسر مذکور کے پاس بھیجدی تھی -

۱۵ - جولائی سنہ ۲۱ - کو مسٹر گولڈی نے اسی اردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد، انسپکٹر بی - بی مکرجی، سب انسپکٹر محمد اسمعیل، اور ایس - سی کر کو ایک دوسرے جلسہ کی کارروائیوں اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا - جو اسی مقام پر ہونے والا تھا -

ملزم حاضرین جلسہ میں تھے - انھوں نے مذکورۂ بالا خلافت کے تین مبلغین: سعید الرحمن، - جگدمبا پرشاد اور اجودھیا پرشاد، کی سزا یابی کے خلاف اردو میں تقریر کی، اور لوگوں کو اس بات کی تلقین کی اور شوق دلایا کہ وہ بھی انکی پیروی کریں اور جیل جائیں - جلسہ میں ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - ابو اللیث نے ملزم کی تقریر کے نوٹ اردو شارٹ ہینڈ میں لیے - اور دوسرے افسروں نے انکے کچھہ حصے لانگ ہینڈ میں لیے -

ابو اللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اسکی نقل، اور دیگر افسروں نے ایک مشترکہ رپورٹ مسٹر گولڈی کے سامنے پیش کردی -

ابو اللیث کی اردو کی دونوں نقلوں کا ترجمہ سرکاری مترجم مسٹر باما چرن چٹرجی نے کیا ہے - مسٹر گولڈی نے نقل اور ترجمہ ملنے کے بعد ملزم کی مذکورہ تقریروں کے خلاف دفعہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت گرفتار کرنے کی درخواست گورنمنٹ آف بنگال سے کی - اور ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ - کو سینکشن حاصل کیا -

اسنے اس سینکشن کی تصدیق بھی کردی ہے -

ابوالليث اور دوسرے افسروں نے حلفیہ بیان کیا ھے کہ جو نوٹ انھوں نے لیے ھیں، اور جو مشترکہ رپورٹ انھوں نے داخل کی ھے، وہ درست اور سچي ھیں -

باما چرن چٹرجي نے بھي حلفیہ بیان کیا ھے کہ دونوں نقلوں کا جو ترجمہ اسنے کیا ھے، وہ صحیح اور اصلي ھے - لہذا کوئي وجہ نہیں کہ میں انکي سچائي میں شبہہ کروں -

ملزم نے ایک طویل بیان داخل کیا ھے جو گورنمنٹ کي برائیوں کي داستان سے پر ھے - اسمیں نہایت تشریح کے ساتھہ ان تمام کارروائیوں کو دکھایا ھے جنکي وجہ سے وہ گورنمنٹ کو "ظالم گورنمنٹ" کے نام سے تعبیر کرتا ھے، اور نیز اپني ان تمام کارروائیوں کا ذکر کیا ھے جو ان غیر قانوني کارروائیوں کے خلاف اُس نے کي ھے - وہ کہتا ھے کہ اُسکي تقریروں کی نقل بالکل ناقص، غلط، اور مسخ شدہ ھے، اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معني جملوں کا مجموعہ ھے - لیکن بہرکیف وہ اُن تمام حصوں کو تسلیم کرتا ھے جنمیں گورنمنٹ کي نسبت خیالات کا اظہار کیا گیا ھے - یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کي اپیل کي گئي ھے -

میں نے نہایت احتیاط سے یہ تقریریں پڑھي ھیں اور انپر کامل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ھوں کہ یہ باغیانہ ھیں -

اور یہ کہ ملزم نے ان تقریروں کے ذریعہ گورنمنٹ قائم شدہ از روے قانون کے خلاف نفرت و حقارت پھیلا نے کي کوشش کي -

میں ملزم کو حسب دعوی استغاثہ مجرم پاتا ھوں - اور زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ھند ایک سال قید با مشقت کي سزا دیتا ھوں -

(دستخط) ڈي - سوینہو

چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ - کلکتہ

۹ - فروري سنہ ۱۹۲۲

ضمیمہ ۱

(از پیغام ۹ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ع)

آخري منزل کے آثار پھر شروع هوگئے
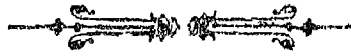
باز هواے چشم آرزو ست

وقت آگیا هے که اسلام اور ملک کا هر فرزند بهي

آخري آزمائش کے لیے طیار هوجاے

وکم من فئة قلیلة ' غلبت فئة کثیرة باذن الله ' والله مع الصابرین !

" کتني هي چهوٹي اور کم تعداد جماعتیں هیں ' جو الله کے حکم سے بڑي تعدادوں پر غالب آ گئیں ؟ مگر شرط کامیابي صبر هے - کیونکه الله صبر کرنے والوں هی کا ساتهه دیتا هے ! "

مقدمۂ کراچي کي گرفتاریوں کے بعد حیراني و درماندگي کي جو خاموشي چها گئي تهي ' بالاخر ٹوٹی اور گورنمنٹ نے آخري حملے کے لیے هتیار اُٹها لیے - وہ اب ایک نئي شان کے ساتهه آگے بڑهي هے - اُس میں طاقت سے زیادہ طیش هے ' اور طیش کے ساتهه غصه کي گهبراهٹ بهی مل گئي هے - وہ گویا ضبط کرتے کرتے اُکتا گئي - اب حریف کي طرح مقابله نهیں کرے گي - غیظ و غضب میں بهرے هوے آدمي کي طرح ٹوٹ پڑیگی - بنگال ' آسام ' یوپي ' دهلي ' اور پنجاب میں والنٹیر کورز توڑ ڈالي گئي هیں - خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے دفتروں پر چهاپے مارے گئے هیں - عهدہ داروں کو بے دریغ گرفتار کیا جا رها هے - اکثر حالتوں میں سفید ٹوپي اور گاڑهے کا لباس گرفتاري کیلیے

کافي جرم هے - بنگال و آسام میں صرف پولیس افسروں کي مرضي کا نام حکومت اور قانون هے - کلکته کي سڑکوں پر بے شمار آدمي گرفتار کرلیے گئے جو کاڑھا پہنے هوے تھے ' یا چاند اور تارے کا نشان اُن کي ٹوپي پر تھا - جلسوں کی ممانعت کا آرڈر بھی هر جگهه نافذ کردیا گیا هے - گرفتاریاں بھی آخري حد تک پہنچ گئي هیں - پنجاب میں لاله لاجپت راے جی اور اُن کے ساتھه چار اعلی عهده داران کانگریس گرفتار کرلیے گئے - جس کے صاف معنی یه هیں که گورنمنٹ تحریک کے بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کرلینے کے لیے طیار هوگئی هے - گذشته دو هفته کے اندر وائسراے اور گورنر بنگال کی طرف سے بار بار اعلان بھی هوچکا هے که اب گورنمنٹ کی جانب سے کسی طرح کی کوتاهی نه هوگی -

(بے بسي کا غصه !)

۱۷ - تاریخ کی فتح مند هڑتال اور پرنس آف ویلز کے ورود کے کامیاب بائیکاٹ نے گورنمنٹ کو بے بس کردیا - بے بسي نے اب غیظ و غضب کي صورت اختیار کرلی هے - گورنمنٹ صاف صاف کہه رهی هے که آینده هڑتال کو روکا جائیگا - کلکته میں پولیس پورا زور لگا رهی هے که لوگ سهم جائیں اور هڑتال نه هوسکے - سول گارڈ کا قیام خلافت والنٹیرز کا جواب هے ' اور اس ذریعه سے تمام آبادي کو مرعوب کیا جا رها هے -

والنٹیر کورز کو توڑ کر ' جلسوں کی ممانعت کرکے ' اور کارکنوں کو کثرت کے ساتھه گرفتار کرکے گورنمنٹ چاهتی هے که تحریک کا خاتمه کردے - اس نے خیال کیا هے که تحریک کی هستی اور تبلیغ کے صرف تین هی ذریعے هیں : والنٹیرز ' جلسے ' لیڈر - ان سب پر به یک وقت وار کرکے وہ اپنے کام سے پوري طرح فارغ هو جائیگي -

(تشدد اور برداشت کا مقابله)

هم نے گورنمنٹ کے تشدد کا همیشه استقبال کیا ' هم نے صرف استقبال هی نہیں کیا بلکه آرزوئیں کی - گورنمنٹ نے کراچی رزولیوشن کو جرم قرار دیا ' تو

هم میں سے هزاروں دلوں نے منتیں کیں کہ انہیں بھی گرفتار کرلیا جاے - لیکن گورنمنٹ برابر قدم اٹھا کے پیچھے ھي هٹتی رهی - اب پھر اس نے قدم بڑھایا ھے - هم اس کا ' اسکے تمام ساز و سامان کا ' اس کے هر طرح کے جبر و تشدد کا ' اس کے زیادہ سے زیادہ غیظ و غضب کا ' اس کے اس آخري اعلان جنگ کا پوري آمادگي و قبولیت کے ساتھہ استقبال کرتے هیں ' اور همارا اعلان ھے کہ هم آخر تک میدان کو پیٹھ نہ دکھلائیں گے -

اب جبر و تشدد اور برداشت میں آخري مقابلہ شروع هوگیا ھے - فتح اس کي هوگي جو زیادہ طاقتور هوگا اور زیادہ دیر تک میدان میں ٹک سکے گا - اگر گورنمنٹ کي طاقت ملک کے برداشت سے زیادہ ھے' تو جیت اس کي ھے - اگر ملک کي برداشت گورنمنٹ کي طاقت سے زیادہ ھے تو ملک کي فتح مندي کو کوئي طاقت روک نہیں سکتي -

(آخري منزل اور همارا فرض)

اگر سچ مچ گورنمنٹ کا یہ آخري وار ھے ' تو هم کو بھي سمجھہ لینا چاهیے کہ " سفر کي آخري منزل " آگئي ' اور اسلیے هم کو بھي آخري آزمائش کے لیے طیار هوجانا چاهیے - هم نے دو سال سے جس قدر اعلان کیے هیں ' اب وقت آگیا ھے کہ ان میں سے هر اعلان اپني حقیقت کے لیے مطالبہ کرے - هم نے دو سال سے جس قدر دعوے کیے هیں ' وقت آگیا ھے کہ ان میں سے هر دعوا اپني سچائي کا دنیا کو یقین دلا دے - هم دو سال سے جو کچھہ کہہ رھے هیں' وقت آگیا ھے کہ دنیا کو کرکے دکھلا دیں - هم نے ایمان کا اعلان کیا ھے - هم نے خدا پرستي کا دعوی کیا ھے - هم نے سر فروشي اور جانسناني کا نعرہ لگایا ھے - هم نے قرباني و جانبازي کا هزاروں لاکھوں مرتبہ نام لیا ھے - هم نے حق پرستي کے عہد کیے هیں ' اور اسلام اور ملک سے عشق و محبت کا پیمان وفا باندھا ھے - هم نے نامردي اور بزدلي کي همیشہ حقارت کي - هم نے حق سے منہہ موڑنے اور خدا کو پیٹھہ دکھلانے پر لعنتیں بھیجیں - هم ان پر هنسے جو تکلیفوں اور مشکلوں سے گھبرا گئے - هم نے ان کي بدبختي و محرومي سے پناہ مانگي جو وقت پر اپنے دعوؤں میں پورے

نہ اُترے - ھمنے خدا کا نام لیا ' اور اُسکي شریعت کے حکموں کي اطاعت کي راہ میں قدم اُٹھایا - ھم نے خود ھي اپنے ایمان و نفاق کے لیے معیار بنادیا ' اور ھم نے تمام دنیا کو دعوت دي کہ وہ ھم میں سے مومنوں کو منافقوں میں سے چن لے - ھم نے کہا کہ ایمان کي گھڑي ھے اور اسلام کا فیصلہ ھے - پس مومن وہ ھے جو وقت کا فرض انجام دے ' اور منافق وہ ھے جو وقت پر پیٹھہ دکھلا دے : یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوھھم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون - و اما الذین ابیضت وجوھھم ' ففي رحمت اللہ ' ھم فیہا خالدون !

یہ سب کچھہ ھمنے اپني مرضي اور اپني طلب سے کیا - خدا اور اس کے فرشتے ھماري زبانوں اور ھمارے دلوں پر گواہ ھیں - پھر اگر آج آزمایش کي گھڑي آگئي ھے اور منزل سامنے ھے جس کے لیے ھم اس قدر دعوے کرچکے ھیں ' تو کیا ھم عین وقت پر اپنے تمام دعوے بھلا دینگے ؟ کیا اپنے تمام اعلان واپس لے لیں گے ؟ کیا ھمارا دعوا دھوکا ثابت ھوگا ' اور ھمارا اعلان محض فریب کا تماشا ھوگا ؟ کیا ھمنے جو کچھہ کہا وہ جھوٹ تھا ؟ اور ھمنے اپنے ایمان اور حق کے لیے جو کچھہ سمجھا وہ دھوکا تھا ؟ کیا ھم خدا اور اس کي سچائي سے منھہ موڑلینگے ؟ کیا ھم ایمان کي اس سب سے چھوٹي آزمائش میں بھي پورے نہ اُترینگے ؟ کیا مشکلیں ھم کو ھرا دینگي ؟ تکلیفیں ھمیں ڈرا دینگي ؟ اور گرفتاریوں کا ھراس ھمارے ایمان پر غالب آ جائیگا ؟

دنیا ھماري طرف تک رھي ھے - تاریخ کے صفحات ھمارے انتظار میں ھیں - ھزاروں لاکھوں شہیدان ظلم کي نگاھیں ھم پر لگي ھوئي ھیں - سمرنا اور ایشیاے کوچک کي خون آلود سرزمین سے ھمارے لیے صدائیں اُٹھہ رھي ھیں اور ھندستان کي پامال سرزمین کا ایک ایک ذرہ ھماري کھوج میں ھے - کیا ھمارا وجود ان سب کے لیے مایوسي ھوگا ؟ کیا ھماري نامرادي و بدبختي کي سرگزشتیں لکھي جائینگي ؟ کیا تاریخ کو ھم صرف اپني منحوس ناکامي ھي کي کہاني دے سکتے ھیں ؟ کیا آنے والی نسلوں کی زباں پر ھمارے لیے صرف نفرتیں اور لعنتیں ھی

هوسکتی هیں ؟ کیا هم دنیا کو اس بات کیلیے چھوڑدینگے که هماري ایمان سے محرومي اور همت سے تہی دستی پرگواهی دے ؟

آه ' یهي گهڑي هے جو اس کا فیصله کرے گي - یهي وقت هے جو همیشه کے لیے هماري فتح و شکست کا فیصله لکهه دےگا - آؤ ' اپني قسمت کي تعمیر کریں - اپني عزت و اقبال کو توڑنے سے بچالیں - اپني فتح کو شکست کے لیے نه چهوڑدیں - إسلام کے دامن کے لیے دهبه نه بنیں جوکبهي محو نه هو - هندوستان کي آزادي اور نجات کي اُمید تاراج نه کردیں ' جو صدیوں تک واپس نه ملسکے !

(راه عمل)

همارے کام کا راسته بالکل صاف هے - هماري کامیابي کے لیے کوئي روک نهیں - یقیناً خدا کي رحمتوں نے همارا ساتهه دیا ' اور هم پر ایسي راه عمل کهول دي که جب تک هم خود اپنے کو شکست نه دینا چاهیں ' کوئي همیں شکست نهیں دے سکتا -

هم نے اول دن هي سے قرباني اور استقامت کا اعلان کیا هے - " قرباني " سے مقصود یه هے که مقصد کي راه میں هرطرح کي تکلیف و مصیبت جهیلتے رهنا - " استقامت " سے مقصود یه هے که راه میں جمے رهنا اورکبهي اس سے منه نه موڑنا -

پهر بتلاؤ ' گورنمنت یا گورنمنت سے بهي کوئي بڑي طاقت اس کے مقابلے میں کیا کرسکتي هے ؟ کیونکر وه همیں روک سکتي هے ؟ اورکس طرح هم پر غالب آسکتي هے ؟ فوج هو تو اُسے شکست دي جاے ' قلعے هوں تو اُنهیں ڈها دیا جاے ' دیواریں هوں تو اُنهیں گرا دیا جاے ' هتیار هوں تو اُنهیں چهین لیا جاے - لیکن جو قوم قربان هونے اور مٹنے کے لیے طیار هوگئي هو اور صرف قربان هونا اور جان پر کهیل جانا هي اُسکي فوج اور هتیار هو ' اُس کا مقابله کس چیز سے کیا جائیگا ؟ جسموں کو مارا اور هتیاروں کو چهینا جاسکتا هے ' لیکن دلوں کے عشق اور روحوں کے ایمان کے لیے نه کوئي کاٹ هے ' نه کوئي آگ -

اچھا، اب ایک ایک چیز کو گنو، اور سونچو کہ ھمارے مقابلے میں کون کون سي طاقت لائي جاسکتي ھے ؟

گورنمنٹ ڈرانے کے لیے پوري طرح ھیبت ناک ھے - لیکن بے خوفي کے مقابلے میں کیا کریگي ؟

گورنمنٹ احکام نافذ کرکے ھمیں روک دے سکتي ھے - لیکن جن لوگوں نے ٹھان لیا ھو کہ کبھي نہ رکیں گے اور نہ رک کر سب کچھہ جھیل لیں گے، ان کے مقابلے میں وہ کیا کرے گي ؟

گورنمنٹ گرفتار کرکے قید خانے بھردے گي - لیکن جو لوگ خود ھي قید ھونے کے لیے طیار ھیں، ان کے لیے قید خانے کي نمایش کیا کام دے سکتي ھے ؟

سب سے آخري طاقت ھلاکي اور خونریزي کي طاقت ھے - بلا شبہ فوجیں جمع ھوسکتي ھیں - ھتیار چمک سکتے ھیں - توپیں گرج سکتي ھیں - لیکن جو لوگ موت کے لیے خود ھي طیار ھوچکے ھوں، ان کے سامنے موت آکر کیا کریگي ؟

(ھم کو ھمارے سوا کوئي زیر نہیں کرسکتا)

لیکن ھاں، جبکہ کرۂ ارضي کي سب سے بڑي مغرور طاقت بھي ھمارا کچھہ نہیں بگاڑ سکتي، تو ایک طاقت ھے جو ھمیں پل بھر کے اندر پاش پاش کردے سکتي ھے -

وہ کون ھے ؟

وہ خود ھم ھیں، اور ھماري خوفناک غفلت ھے اگر وہ وقت پر نمودار ھوگئي ھم پر ھمارے سوا کوئي غالب نہیں آسکتا - ھم ایمان اور استقامت سے مسلح ھوکر اتنے طاقتور ھیں کہ دنیا کا سب سے بڑا ارضي گھمنڈ بھي ھمیں شکست نہیں دے سکتا، لیکن اگر ھمارے اندر اعتقاد اور عمل کي ایک ادنی سي کمزوري اور خامي بھي پیدا ھوگئي، تو ھم خود آپ ھي اپنے قاتل ھونگے، اور ھم سے بڑھکر دنیا میں اچانک مٹ جانے والي کوئي چیز بھي نہیں ملےگي -

ھمکو گورنمنٹ شکست نہیں دے سکتی - پر ھماري غفلت ھمیں پیس ڈالےگي - ھم کو فوجیں پامال نہیں کرسکتیں لیکن ھمارے دل کي کمزوري ھمیں روند ڈالے گي - ھمارے دشمن اجسام نہیں ھیں - عقائد اور اعمال ھیں - اگر ھمارے اندر ڈر پیدا ھوگیا ' شک و شبہ نے جگہ پالي ' ایمان کي مضبوطي اور حق کا یقین ڈگمگا گیا ' ھم قرباني سے جي چرانے لگے ' ھم نے اپني روح فریب نفس کے حوالہ کردي ' ھمارے صبر اور برداشت میں فتور آگیا ' ھم انتظار سے تھک گئے ' طلبگاري سے اُکتا گئے ' ھم میں نظم نہ رھا ' ھم اپني تحریک کے تمام دلوں اور قدموں کو ایک راہ پر نہ چلاسکے ' ھم سخت سے سخت مشکلوں اور مصیبتوں میں بھی امن اور انتظام قائم نہ رکھہ سکے ' ھمارے باھمی ایکے اور یگانگت کے رشتہ میں کوئی ایک گرہ بھي پڑگئي ' غرضکہ اگر دل کے یقین اور قدم کے عمل میں ھم پکے اور پورے نہ نکلے ' تو پھر ھماري شکست ' ھماري نامرادي' ھماري پامالي ' ھمارے پس جانے ' ھمارے نابود ھوجانے کے لیے نہ تو گورنمنٹ کي طاقت کي ضرورت ھے ' نہ اس کے جبر و تشدد کي - ھم خود ھي اپنا گلا کاٹ لینگے ' اور پھر صرف ھماري نامرادي کي کہاني دنیا کي عبرت کے لیے باقي رہ جاےگي !

ھماري طاقت بیروني ساما‌نوں کي نہیں ھے کہ اُنہیں کھوکر دوبارہ پالیں‌گے - ھماري ھستي صرف دل اور روح کي سچائیوں اور پاکیوں پر قائم ھے' اور وہ ھمیں دنیا کے بازاروں میں نہیں مل سکتیں - اگر خزانہ ختم ھو جاے تو بٹور لیا جاسکتا ھے - اگر فوجیں کٹ جائیں تو دوبارہ بنالی جاسکتي ھیں - اگر ھتیار چھن جائیں تو کارخانوں میں ڈھال لیے جاسکتے ھیں - لیکن اگر ھمارے دل کا ایمان جاتا رھا تو وہ کہاں ملے گا ؟ اگر قرباني و حق پرستي کا پاک جذبہ مٹ گیا تو وہ کس سے مانگا جائیگا ؟ اگر ھم نے خدا کا عشق اور ملک و ملت کي شیفتگي کھو دي تو وہ کس کارخانے میں ڈھالي جائیگي ؟

(گورنمنٹ کي مخالفت یا اعانت ؟)

گورنمنٹ نے آخري حملہ کے لیے ھتیار اُٹھا لیے - لیکن پھر کیا ھوا ؟ کیا ھماري شکست ' ھماري پامالي ' ھماري ناکامیابي کے لیے کوئي بات بھي

دکھلا سکي ؟ یہ الفاظ بھي ٹھیک نہیں - یوں پوچھنا چاھیے کہ کیا وہ کوئي ایک بات بھي ھماري مخالفت میں کرسکي ؟ وہ تو اور زیادہ ھمارا ساتھہ دے رھي ھے - عین ھماري آرزوؤں اور خواھشوں کے مطابق ھمیں کامیابي کي طرف کھینچ رھي ھے -

وہ زیادہ مخالف ھوئي تو اُس نے زیادہ گرفتاریاں شروع کردیں ' لیکن گرفتاریوں ھی کے لیے تو ھم نے اپنا پرو گرام بنایا تھا ؟ وہ زیادہ سختي پر آئي تو اُس نے بڑے بڑے لیڈروں پر بھي ھاتھہ بڑھایا ' لیکن تحریک کي طاقت اور ترقي کے لیے بھي تو ھم اسی بات کے طلبگار تھے ؟ حتی کہ گرفتاریوں کے لیے گورنمنٹ کو بلاوے دیتے دیتے تھک گئے تھے ؟ وہ زیادہ مقابلے میں سرگرم ھوئي تو والنٹیر کورز توڑ ڈالي گئیں ' لیکن یہ تو عین ھماري دستگیري ھے اور سچ مچ کو ھمیں کام پر لگادینا ھے - کیونکہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے ھمیں کسي ایسي ھي بات کي تلاش تھي - ھم کب سے اس موقعہ کے انتظار میں راہ تک رھے تھے ؟ پھر یہ کیسي مخالفت ھے جو عین موافقت کا کام دے رھي ھے ؟ اور کیسا مقابلہ ھے جس کا ھر وار ھمیں ایک نیا ھتیار بخش دیتا ھے ؟ فی الحقیقت یہی ایمان و صبر کی راہ کا معجزہ ھے ' اور یہی وہ راز ھے کہ ایمان اور قربانی کے مقابلے میں طاقت کا سارا ساز و سامان بیکار ھو جاتا ھے - دنیا میں شکست دینے اور مٹانے کے جتنے بھی ھتیار ھیں ' اُن میں سے کوئی ھتیار بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا -

(گورنمنٹ کي رھنمائي)

میں سچ سچ کہتا ھوں کہ اس وقت ھماري تحریک کي طاقت اور فتح کے لیے ھمارا بڑا سے بڑا طاقتور دوست اور رھنما بھي ھم پر وہ احسان نہیں کرسکتا تھا جو گورنمنٹ نے خلافت اور کانگرس والنٹیر کورز کو توڑ کر ھم پر کردیا ھے - اُسنے عین وقت پر ھماري مدد کي - وہ ھماري مدد کیوں کرتي ؟ لیکن اُسي کارساز قدرت نے اُس کے ھاتھوں کرائي جو ھمیشہ اپني نیرنگیوں کے اچھنبے دنیا کو دکھلاتا رھتا ھے - ٹھیک ٹھیک یہ اُسي وقت ھوا جبکہ ھم میں سے ھر دل بڑي بیقراري کے

ساتھہ اس کي ضرورت محسوس کررھا تھا - یہ گویا آسمان کي فیاض اور وقت شناس بارش ھے جو نہ تو پہلے آئي اور نہ دیرکرکے آئي - ٹھیک اُسي وقت آئي جبکہ تمام کھیت اس کي راہ تک رھے تھے : و من آیاتہ ان یریکم البرق خوفا و طمعا !

اس وقت تحریک کي کامیابي کے لیے سب سے زیادہ ضروري اور ناگزیر عمل " سول ڈس اوبیڈینس " کا تھا - یعنی اس بات کا تھا کہ سول قوانین کی تعمیل سے انکار کردیا جاے اور قید خانے بھرکر گورنمنٹ کے تشدد کو تھکادیا جاے - اس کي کامیابي کے لیے کامل نظم و امن اور صبر و استقامت کي ضرورت تھي اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وقت پر اس کي شرطیں پوري ھوسکیں گي یا نہیں ؟

سول ڈس اوبیڈنیس کي دو صورتیں ھیں :

ایک یہ کہ کوئي خاص معین قانون ھو جو ھماري تحریک کے جائز اور با امن کاموں کو جبراً روکتا ھو ' اور صرف اسي کي عدم تعمیل سے کام شروع کیا جاے - یہ صورت محض دفاعي ھے - اور اسلیے سب سے زیادہ محفوظ اور کامیاب ھے - کیونکہ اس میں میدان عمل محدود رھتا ھے ' اور صرف وھي لوگ اس میں آسکتے ھیں جو اچھي طرح اس کے لیے طیار ھوں -

دوسري صورت یہ ھے کہ کوئي ایسا خاص قانون تو سامنے نہ ھو' مگر عام طور پر تمام سول قوانین کي تعمیل سے انکار کردیا جاے - اس میں زیادہ اولو العزمي اور دلیري ھے کیونکہ یہ دفاعي عمل نہیں ھے - جارحانہ ھے - لیکن ساتھہ ھي بہت نازک اور کٹھن بھي ھے - اس کو صرف دو چار آدمی کرکے نتیجہ نہیں پیدا کرسکتے جب تک بڑي جماعت اور پوري آبادی نہ کرے ' اور ظاھر ھے کہ پوری آبادی کا اس کي مشکلات پر غالب آنا اور تمام شرطوں میں پورا اُترنا آسان نہیں ھے -

آل انڈیا کانگریس کمیٹي نے جب کوئي پہلي صورت سامنے نہ دیکھي تو دوسري صورت اختیار کي - لیکن اس کے لیے ضروري شرطیں بھي ٹھہرا دیں - یہ شرطیں ایسي ھیں جو اسوقت صرف چند خاص مقامات ھي میں پوري ھوسکتي ھیں - اس لیے لوگوں کو مایوسي ھوئي اور تمام کارکن حلقے کام میں شریک نہ ھوسکے -

گورنمنٹ نے کرانچي کا مقدمہ کرکے فوج اور پولیس کا مسئلہ ہمارے لیے پیدا کردیا تھا - ہم طیار ہوگئے کہ اسي سے سول ڈس اوبیڈینس کے مقاصد حاصل کریں - ہم نے پوري طرح کوشش کي اور کوئي دقیقہ اس مسئلہ کے اعلان اور اعتراف میں اُٹھا نہ رکھا ' لیکن گورنمنٹ بہت جلد چونک اُٹھي اور سمجھہ گئي کہ وہ ہم پر وار نہیں کررهي ھے' بلکہ ہمارے وار کے لیے خود اپنے کو پیش کررهي ھے - اس نے فوراً پینترا بدلا ' اور ایک شخص کو بھي کرانچي رزولیوشن کے تکرار و تصدیق کي بنا پر گرفتار نہیں کیا -

لیکن اب والنٹیر کورز کو خلاف قانون ٹھرا کر اُس نے نعم البدل دیدیا ھے - ہر اعتبار اور حیثیت سے یہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے بہترین راہ کھلي - ہم گورنمنٹ سے اگر کوئي چیز مانگتے ' تو یہی مانگتے جو اُس نے خود بخود دے دي - اس راہ کي ساري دقتیں دور ہوگئیں اور ساري خوبیاں مل گئیں - اب کامیاب اور بے خطر سول ڈس اوڈینس یہي ھے کہ والنٹیرز کي جماعتیں از سرنو بھرتي کي جائیں اور گورنمنٹ کو چھوڑ دیا جاے کہ جہاں تک گرفتار کرسکتي ھے' گرفتار کرتي جاے -

(سب سے بڑا کام)

اب خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے لیے صرف یہي ایک کام بڑا سے بڑا کام ھے - ہر اُس شخص کے لیے جو اسلام اور ملک کي محبت کا دعویدار ھے' راہ عمل کھل گئی ھے کہ فوراً اُٹھے اور سارے کام چھوڑ کر قومي والنٹیرز میں اپنا نام لکھوادے - اب وقت کي سب سے بڑي خدمت یہي ہوگئي - کل تک ہمارے لیے بہت سے کام تھے ' اور ہر کام خلافت اور سواراج کي خدمت تھا - ہم تقریریں کرتے تھے' جلسے کرتے تھے ' دوروں میں نکلتے تھے ' خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے عہدوں پر مامور ہوتے تھے ' لیکن آج وہ تمام کام غیر ضروري ہوگئے - صرف یہي ایک کام خلافت اور سواراج کا اصلي کام ھے - اب سب سے بڑا خادم اسلام و ملک وهي ھے جو والنٹیر بن جاے - اور پورے صبر اور استقامت کے ساتھہ اپني ڈیوٹي پر کام کرکے جیل خانے چلا جاے -

(تینــــن شـــــرطیں !)

البتہ تمام کارکنوں کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاهیے کہ کامیابی کے لیے تین شرطیں اٹل هیں - جب تک وہ ان شرطوں کی طرف سے مطمئن نہ هو جائیں هرگز هرگز اس راہ میں قدم نہ اٹھائیں - کام کا کم هونا برا نہیں ھے ' مگر کام کا بگاڑ دینا نا قابل معافی ھے - اگر اس نازک گھڑي میں هم نے ذرا بھي غفلت کي ' تو هم سے بڑھکر همارے لیے کوئي مجرم نہ هوگا -

پہلي شرط " نظم " ھے - جو خلافت یا کانگریس کمیٹي یہ کام شروع کرے ' چاهیے کہ سب سے پہلے اپني انتظامي قوت کو اچھي طرح دیکھہ بھال لے - انتظام کے لیے تین باتوں کی طرف سے اطمینان هونا چاهیے :

(۱) تمام مقامي کارکن کسي ایک شخص کے حکموں پر چلتے هوں ' اور پوري طرح اُس کي اطاعت کرتے هوں - اگر خلافت اور کانگریس کمیٹي کے صدر کو ایسي طاقت حاصل ھے تو یہ منصب اسي کا ھے - اگر ایسا نہیں ھے تو جو شخص ایسا اثر رکھتا هو ' عارضي طور پر والنٹیر کور کا نظام اس کے ماتحت کردینا چاهیے' اور تمام کارکنوں کو پوري اطاعت کے ساتھہ اس کا ساتھہ دینا چاهیے -

(۲) مقامي آبادي پر کمیٹي کا پورا پورا اثر هونا چاهیے - اس کو یقین هونا چاهیے کہ وہ وقت پر سب کو اپنے قابو میں رکھہ سکے گي -

(۳) انتظام کے قائم رکھنے کے لیے کافي اور هشیار کارکن هونے چاهئیں ' تاکہ هر وقت کام دے سکیں - اُن کو والنٹیرز میں شامل نہ هونا چاهیے -

دوسري شرط " امن " ھے' اور یقین کرنا چاهیے کہ اگر هم امن قائم نہ رکھہ سکے تو ایک لمحہ کے لیے بھي یہ کام کامیاب نہیں هوسکتا - هم امن کو گورنمنٹ کیلیے نہیں چاهتے - خود اپنی کامیابی کے لیے چاهتے هیں - گورنمنٹ تاک میں ھے کہ کوئی بات بھی بلوے اور بدنظمی کی هو جاے ' اور پھر اُس کو قابو پانے کا موقعہ مل جاے - بمبئي کے واقعہ نے بتلادیا ھے کہ انتظام کي غفلت اور غیر ذمہ دار لوگوں کي شرارتوں نے کیسي خوفناک صورت اختیار کرلی ؟ بس چاهیے کہ هم

سچے دل سے اس شرط پر یقین رکھیں ' اور خدمت دین و ملت کے پاک کام کو بدمعاشوں اور شریروں کي شرکت سے گندہ نہ ہونے دیں - ہم کو پوري ہشیاري اور نگہباني کے ساتھہ اس کا اطمینان کرلینا چاہیے - اور جب تک اطمینان نہ ہو والنٹیرز کا نیا کام شروع نہیں کرنا چاہیے - یہ اطمینان دونوں جماعتوں کي طرف سے ہونا چاہیے - اُن کي طرف سے بھي جو والنٹیر بنیں ' اور اُن سب کي طرف سے بھي جو والنٹیرز کي قربانیوں اور گرفتاریوں کا نظارہ کریں - دونوں کے دلوں کو ٹٹول لینا چاہیے - دونوں کے دلوں پر امن کي ضرورت نقش کردیني چاہیے - والنٹیر وہي بنے جو گرفتار ہو جانے ' اور پھر بلا جرمانہ دیے ' بلا معافي مانگے ' بلا پیشاني پر بل لاے ' سزا جھیل لینے کے لیے طیار ہو - اسي طرح والنٹیرز کا کام صرف اُسي آبادي میں شروع کیا جاے جو ہر روز اپني آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں کي گرفتاري دیکھے ' لیکن نہ تو اُسے خوف و ہراس ہو - نہ بیجا جوش اور بھڑک - اگر ولولہ اُٹھے تو اُنکي رِس کا - جوش پیدا ہو تو اُن ہي کي طرح خوش خوش قید ہو جانے کا !

تیسري شرط " استقامت" ہے - یعني قرباني اور جانبازي کي راہ میں قدم اُٹھا کر پھر اس طرح جم جانا کہ نہ تو کوئي طمع ہلا سکے - نہ کوئي خوف ڈرا سکے - سمندر کي طرح پر جوش ' پہاڑ کي طرح مضبوط !

تزول الجبال الراسیات و قلبہم
علی العہد لا یلوي و لا یتغیر!

اس شرط کیلیے اور زیادہ کیا کہوں ؟ کامیابیوں کي جڑ ' فتح و مراد کا سرچشمہ ' ایمان کا خلاصہ ' عمل کي روح ' خدا کي رحمت کا وسیلہ اگر ہے تو صرف یہي ہے - اس کے سوا کچھہ نہیں - ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیہم و لا ہم یحزنون ! جو خدا پر ایمان لاے اور اُس پر جم گئے ' تو پھر اُنکے لیے نہ تو کسي طرح کا ڈر ہے ' اور نہ کوئي غم !

بیگم صاحبہ مولانا کا تار بنام مہاتما گاندھی

ہم ذیل میں بیگم صاحبہ مولانا کا وہ تار درج کرتے ہیں ، جو انہوں نے مولانا کی سزا یابی کے بعد مہاتما گاندھی کو احمد آباد اور بردولی کے پتوں پر دیا تھا - لیکن سنٹرل ٹیلیگراف آفس کلکتہ نے اسے روک لیا -

" میرے شوہر مولانا ابو الکلام آزاد کے مقدمہ کا فیصلہ آج سنادیا گیا ، انہیں صرف ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی - یہ نہایت تعجب انگیز طور پر اُس سے بدرجہا کم ہے جسکے سننے کیلیے ہم طیار تھے - اگر سزا اور قید قومی خدمات کا معاوضہ ہے تو آپ تسلیم کرینگے کہ اس معاملہ میں بھی انکے ساتھہ سخت نا انصافی برتی گئی - یہ تو کم سے کم بھی نہیں ہے ، جسکے وہ مستحق تھے - میں آپکو اطلاع دینے کی جرأت کرتی ہوں کہ بنگال میں جو جگہ انکی خدمات کی خالی ہوئی ہے ، انکے لیے میں نے اپنی ناچیز خدمات پیش کردی ہیں - اور وہ تمام کام بدستور جاری رہینگے جو انکی موجودگی میں انجام پاتے تھے - میرے لیے یہ ایک بہت بڑا بوجھہ ہے لیکن میں خدا سے مدد کی پوری امید رکھتی ہوں - البتہ انکی جگہ صرف بنگال ہی میں خالی نہیں ہے - بلکہ تمام ملک میں ، اور اسکے لیے سعی کرنا میرے دسترس سے بالکل باہر ہے " -

" میں پہلے چار سال تک انکی نظربندی کے زمانہ میں اپنی ایک ابتدائی آزمائش کرچکی ہوں ، اور میں کہہ سکتی ہوں کہ اس دوسری آزمائش میں بھی پوری اترونگی - گذشتہ پانچ سال سے میری صحت نہایت کمزور ہوگئی ہے ، دماغی محنت سے بالکل مجبور ہوں - اسلیے باوجود میری خواهش کے مولانا ہمیشہ اس سے مانع رہے کہ میں کسی طرح کی محنت اور مشغولیت کے کام میں حصہ لوں - لیکن میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ انکی سزا یابی کے بعد مجھے اپنی ناچیز ہستی کو اداء فرض کیلیے وقف کردینا چاہیے - میں آج سے بنگال پراونشیل خلافت کمیٹی کے تمام کاموں کو اپنے بھائی کی اعانت سے انجام دونگی " -

" انہوں نے مجھہ سے کہا ہے کہ آنکے پر محبت و احترام سلام کے بعد یہ پیغام آپکو پہنچا دوں کہ اسوقت دونوں فریق میں سے کسی فریق کی حالت بھی فیصلہ یا صلح کیلیے طیار نہیں ہے - نہ گورنمنٹ ، نہ ملک ، اسلیے ہمارے آگے صرف اپنے تئیں طیار کرنے ہی کا کام درپیش ہے - بنگال جسطرح آج سب سے آگے ہے آئندہ منزل میں بھی پیش پیش رہیگا براہ عنایت " بردولی تعلقہ " پر بنگال پراونس کے نام کا بھی اضافہ کر دیجیے - اور اگر کوئی وقت فیصلہ کا آئے ، تو ہم لوگوں کی رہائی کو اتنی اہمیت نہ دیجیے جتنی آجکل دی گئی ہے - رہائی کو بالکل نظر انداز کر کے مقاصد کیلیے شرائط کا فیصلہ کرائیے " -

الہلال

جلد دوم (پانچ پرچے کم ہیں) قیمت پانچ روپیہ

جلد سوم مکمل - قیمت چھہ روپیہ

ہر دو جلدوں کے صرف چند نسخے باقی رہگئے ہیں -

البلاغ

کی پہلی جلد (جسمیں شروع کے پانچ پرچے نہیں ہیں)

قیمت - چار روپیہ

تذکرہ

(جلد اول)

مصنفہ

مولانا ابو الکلام

تاریخ ، تفسیر قرآن ، فقہ ، رجالات ، ادب و محاضرات کے

مباحث کا ایک نادر مجموعہ

قیمت تین روپیہ

جامع الشواہد

غیر مسلموں کا مسجد میں داخلہ ، احکام شرعیہ کی تفصیل ، ہندوؤں کی نسبت اسلامی احکام کی تحقیق - " آیۃ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام " کی محققانہ تفسیر -

قیمت ایک روپیہ

منیجر البلاغ پریس نمبر ۴۵ - رپن لین کلکتہ